منشور

لاہور

ورکرز کانفرنس
ائیرویز ایمپلائیز یونین
پی آئی اے برانچ
۱۶/نومبر ۶۹ء

قیمت ۲۵ پیسے
دسمبر ۶۹ء

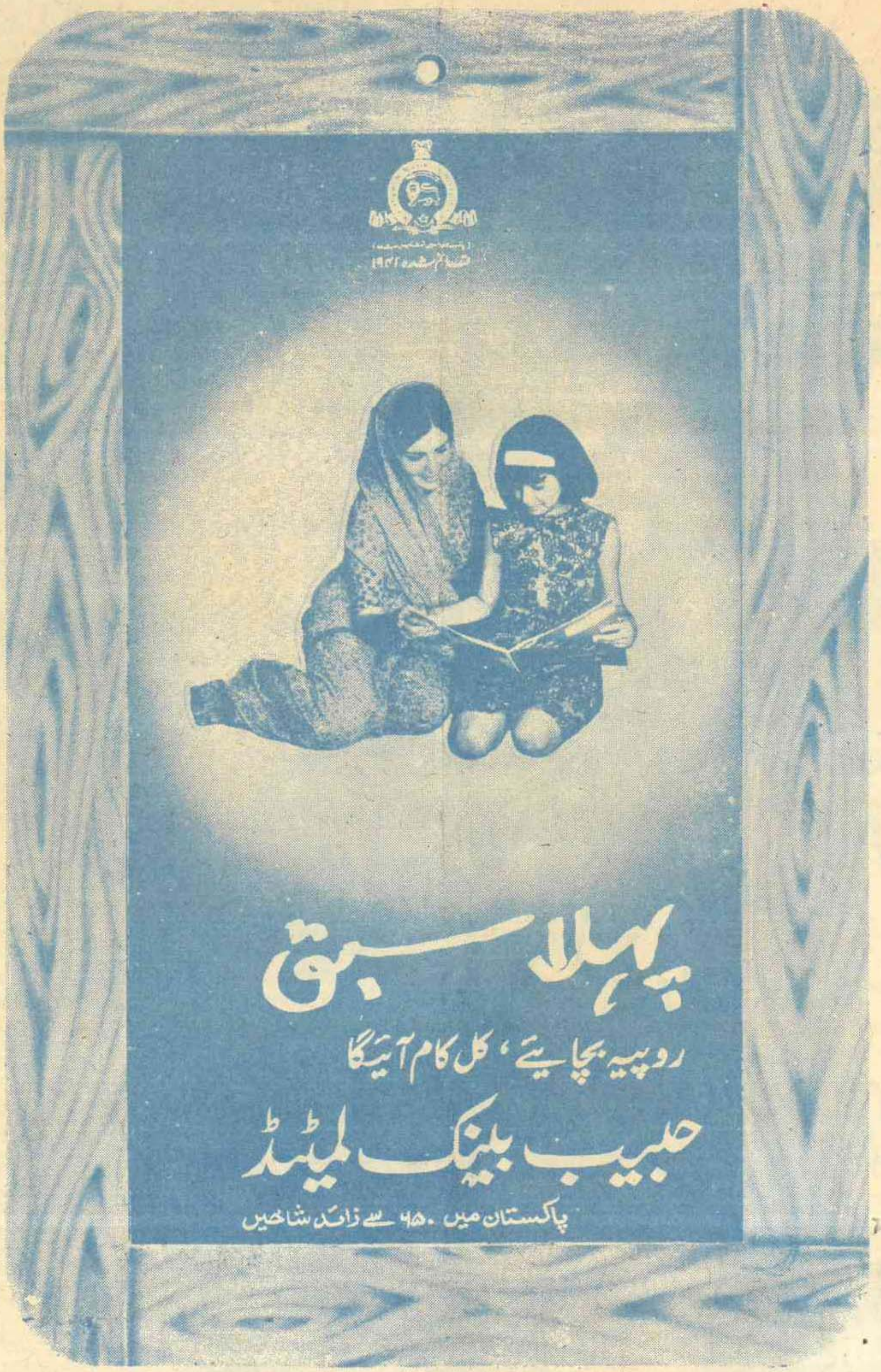

[illegible]
قائم شدہ ۱۹۴۱

پہلا سبق

روپیہ بچایئے، کل کام آئیگا

حبیب بینک لمیٹڈ

پاکستان میں ۶۵۰ سے زائد شاخیں

مَنشُور

حیات و کائنات کا ترجمان

ادارِیہ

دشمن کی طرف سے پی۔ آئی۔ اے کو نذرِ آتش کرنے کا منصوبہ ۔ کیوں اور کس لئے ؟ ____ ۴

مستقل عنوانات

تراشے ____ ۷
نوکِ نشتر ۔ آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے ____ ۲۴

مضامین

پی۔ آئی۔ اے میں ہنگامہ بازی پر غیر جانبدار اخبارات کی رائے ____ ۸
ایئرویز ایمپلائز یونین کی کل پاکستان ورکرز کانفرنس ۱۱
سی آئی۔ اے میں کون کیا ہے ؟ ____ ۱۹
عید یعنی جشن نزول قرآن ____ حیات النبی امروہوی ____ ۳۳
انٹرویو طفیل عباس ۔ وجاہت علی ____ (بشکریہ اخبار جہاں) ____ ۲۷

افسانے

بے برگ و گیاہ ____ اگنات ہرمین ____ ۳۵
ترجمہ حمید اختر

نظمیں غزلیں

گوھر امروہوی ____ ۳۰
غلام محمد ساجد ____ ۳۱

خبرنامہ

مزدور یونینوں کی خبریں ____ ۳۷

لوگ کہتے ہیں

قارئین کے خطوط ____ ۴۱
ادارہ منشور کی طرف سے ایک اہم گزارش ____ ۳۲

سرورق ۔ ورکرز کانفرنس ۔ (عکاس ظہیر)

قیمت مغربی پاکستان

فی کاپی ۲۵ پیسے
سالانہ ۳ روپے

مشرقی پاکستان

فی کاپی ۳۵ پیسے
سالانہ ۴ روپے

مدیر
سبطِ اختر

منتظم
س۔ م۔ صادق

ناشر:۔ سبط اختر
طابع سید صابر علی
مشہور پریس کراچی

دسمبر ۶۹ء
جلد ۶ شمارہ ۱۲

ائیرویز ایمپلائز یونین، پی۔ آئی۔ اے برانچ (رجسٹرڈ) کراچی ائیرپورٹ فون ۴۱۹/۴۲۰۱۱

پاکستان کا مطلب کیا؟ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ
کھیت وڈیروں سے لے لو ملیں لٹیروں سے لے لو
ملک اندھیروں سے لے لو رہے نہ کوئی عالی جاہ!
پاکستان کا مطلب کیا؟ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ

دشمن کی طرف سے پی آئی اے کو نذرِ آتش کرنیکا منصوبہ — کیوں اور کس لئے؟

اٹھارہ ۱۸ نومبر کو پی آئی اے کراچی ائیرپورٹ پر ہونے والی منظم غنڈہ گردی پچھلے دنوں ملک بھر میں عام توجہ کا مرکز بنی رہی ہے۔ آج ہم بھی اسی موضوع پر اظہار خیال کریں گے۔

ائیرویز ایمپلائز یونین پی آئی اے برانچ، پاکستان بھر میں پی آئی اے کے مزدوروں کی نمائندہ یونین ہے جب سے PIA قائم ہوئی ہے اسی وقت سے اپنے عام اراکین کے معاشی مفادات، بہتر حالات کار اور اطمینان بخش شرائط ملازمت کیلئے پیش قدمی کرتی رہی ہے پی آئی اے کے محنت کشوں کا موجودہ اعلیٰ اور قابل رشک، معیار زندگی اس یونین کی گرانقدر خدمات کا آئینہ دار ہے۔

ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی یونین نے پی آئی اے کی انتظامیہ کے سامنے اپنے مطالبات رکھے تھے۔ جن پر انتظامیہ نے ٹال مٹول کا رویہ اختیار کر رکھا تھا۔ یونین کی مجلس عاملہ نے ان مطالبات پر عملی کارروائی تیز کرنے اور کروانے کیلئے یہ فیصلہ کیا تھا کہ سولہ ۱۶ نومبر ۶۹ء کو کل پاکستان ورکرز کانفرنس منعقد کی جائے۔

ورکرز کانفرنس کا یہ فیصلہ جہاں انتظامیہ کیلئے مزدوروں کی مستقل مزاجی کی علامت تھا وہاں سی آئی اے اور جماعت مودودیہ کے اس شرپسند ٹولے کیلئے بھی خطرے کی ایک گھنٹی تھا جو پی آئی اے کے منظم، متحد اور باشعور مزدوروں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے اور خود پی آئی اے کو نذر آتش کرنے کے منصوبے پر عملدرآمد کرنیکے لئے ایک عرصے سے پی آئی اے کے اندر اچھل کود کر رہا ہے جب اس کانفرنس کی بات ان بھوٹ پرستوں تک پہنچی تو انھوں نے بھی بندر کی طرح نقل کرتے ہوئے ۶ نومبر ۶۹ء کو اپنی ایک نام نہاد ورکرز کانفرنس بلانے کا اعلان کر دیا اور اس جھوٹی کانفرنس کو زوردار بنانے کیلئے کچھ اوٹ پٹانگ قسم کے مطالبات بھی پیش کر دیئے۔ مگر جب انہوں نے ساری بھاگ دوڑ کے باوجود عام مزدوروں کو سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھا تو اس کانفرنس میں کراچی بھر کے مردودوں کو شریک کر کے سکہ جمانے کی کوشش کی مگر حقیقت یہی ہے کہ اپنے طور پر یہ کانفرنس ٹائیں ٹائیں فش ہو کر رہ گئی۔

ادھر ہم اپنی کانفرنس کی تیاریوں میں لگے رہے۔ مقام شکر ہے کہ ہماری یہ تیاریاں بار آور ہوئیں۔ اتوار کی چھٹی اور روزے کے باوجود ہماری کانفرنس زبردست اور شاندار طور پر کامیاب رہی تمام آؤٹ اسٹیشنوں سے تقریباً ۱۵۰ نمائندوں نے شرکت کی محتاط اندازے کے مطابق اس کانفرنس میں تین ہزار باشعور اور مستعد کارکنوں نے شرکت کی۔ کانفرنس کی اہمیت اور قدر و منزلت میں اس وجہ سے مزید اضافہ ہو گیا تھا کہ یہاں ہمارے مطالبات پر صد فی صد تکمیل اور انتظامیہ کی جانب سے اطمینان بخش منظوری کا بھی تاریخی اعلان ہو گیا تھا پھر کانفرنس میں پاکستان بھر میں مزدور تحریک کو منظم کرنے اور قومی مزدور محاذ کا ایک نمائندہ کنونشن منعقد کرنیکے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع کرنے کا عہد ساز فیصلہ کیا گیا تھا۔ محمد عالم صاحب نے یونین فنڈ سے اس مقدس فرض کی ادائیگی کے لئے مبلغ دس ہزار روپے منظور کرنے کی تجویز پیش کی تھی جو حاضرین اجلاس نے ہاتھ اٹھا کر باتفاق رائے منظور کی تھی۔ اس لحاظ سے یہ کانفرنس نہ صرف یونین کی ساری تاریخ میں بلکہ خود مغربی پاکستان کی ٹریڈ یونین تحریک کی تاریخ میں ایک مثالی کانفرنس تھی۔

ظاہر ہے کہ خود پی آئی اے کے باہر مزدوروں کی طبقاتی جتھہ بندی کے ان فولادی عزائم سے مزدور دشمنوں کے سینوں پر کیا کیا سانپ نہ لوٹے ہوں گے؟ ہماری کانفرنس کے تیکھے تیوروں سے یہ بھوٹ پرست پہلے ہی بوکھلا اٹھے تھے اسی لئے انہوں نے جلدی جلدی "ہفتہ مطالبات" کا ناٹک رچایا۔ ان کے اس ناٹک کا آخری سین درحقیقت دنگے فساد کا وہ منصوبہ تھا جس پر عملدرآمد کر کے نہ صرف پی آئی اے کے معصوم مزدوروں کو اسلام کے مقدس نام پر بھیانک طور پر بھڑا دیا جاتا۔ ساتھ ہی ساتھ پی آئی اے کی کارکردگی کو کلیتاً مفلوج کر کے اور پی آئی اے کے جہازوں میں خود اپنے ہی ناپاک ہاتھوں سے آگ لگا کر ائیرویز ایمپلائز یونین پی آئی اے برانچ کے محب وطن قائدین اور کارکنوں کو سی آئی اے کے اس مکروہ جال میں پھانس دیا جاتا جس میں دنیا بھر کے محبان وطن کو ان شرپسندوں نے اپنی کامیاب اشتعال انگیزی کی وجہ سے پھانس رکھا ہے۔ اس طرح نہ صرف پی آئی اے میں نراجیت و انتشار کا راج ہو جاتا بلکہ خود پاکستان بھر کی مزدور تحریک جاندار اور متحرک طبقاتی جتھہ بندی کے فوری اور اہم ترین فرض کی تکمیل سے بھٹکا کر بھوٹ پرستوں کی بنائی ہوئی شیطانی سازشوں کے بھینٹ

چڑھ جاتی۔ حالانکہ ہم دشمنوں کی اس چال سے باخبر تھے لیکن اس کے باوجود اپنے نیک اور پرخلوص جذبات کی تپش میں بھول رہے تھے اور یہ عین ممکن تھا کہ اپنی روایتی سادگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہم تنظیم، عزت، ناموس اور ماضی کی خدمات پر ہونے والے اوچھے واروں کا بدلہ لینے کیلئے دشمن پر ٹوٹ پڑتے۔ ہماری تاریخ شاہد ہے کہ ہم نے ایسا کوئی موقع نہیں چھوڑا جب تلوار، قلم یا زبان سے دشمن کو جواب نہ دیا ہو — ہم دشمن کے سامنے اپنی صفیں جما چکے تھے اور عین ممکن تھا کہ عیار و مکار۔ پھوٹ پرستوں کی یہ چال کامیاب ہو جاتی مگر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہوش کا عنصر جوش پر غالب آیا۔ ہم نے اپنی قوت و تنظیم کا روح پرور مظاہرہ کرکے اپنے جذبات پر قابو پا لیا اور صبر و تحمل کا دامن پکڑ لیا۔ ہم نے اپنا خوفناک غصہ پی لیا کہ اس سے زیادہ شیریں جام دنیا میں کوئی نہیں! دشمن نے جب یہ دیکھا کہ اس کی اشتعال انگیزی کا الاؤ سرد ہو رہا ہے تو وہ ہاتھ ملتا رہ گیا۔ لیکن اسے اپنی دکان چمکانے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا تھا اس نے یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا کہ انتظامیہ سے مطالبات پر کوئی معاہدہ نہیں ہوا ہے۔ مگر جب اس طرح بھی اس کی دال نہیں گلی تو اس نے اٹھارہ نومبر کو ہنگامہ ہائے ہو کھڑا کرکے اپنی اسلام پسندی کی مصنوعی نقابیں بدست خود تار تار کر ڈالیں۔ کون نہیں جانتا کہ کھڑے پانی میں چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے بھی لہروں کے دائرے پیدا ہو جاتے ہیں اور یہاں تو یہ فسادی اپنے استاد مودودی شیطان سے بھی بازی لے جانے پر تلے بیٹھے تھے۔ چنانچہ مٹھی بھر شرپسندوں نے پیشہ ور غنڈوں کی مدد سے سارے راستے روک کر مکمل دو گھنٹے پی آئی اے کا نظام درہم برہم کرکے رکھ دیا۔

اصل منصوبہ یہ تھا ہینگر کے اندر کسی طرح ان غنڈوں کے ساتھ ہمارے کارکنوں کا ٹکراؤ ہو جائے اور ٹکراؤ کے ساتھ ہی ہینگر میں کھڑے ہوئے جہاز کو آگ لگا کر اس کا الزام ہمارے سر دھر دیا جائے۔ خود ہی پی آئی اے کے مزدوروں نے دیکھا کہ یہ غنڈے ٹرائیڈنٹ جہاز کو آگ لگانے کی گھات میں لگے رہے اور اس مقصد کے لئے مختلف جگہوں پر پہلے ہی سے پٹرول کی بالٹیاں بھر کر رکھ دی گئی تھیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے کارکن اس گہری سازش کا شکار نہ ہو سکے اور انتہائی صبر و استقلال اور صبر و تحمل سے تمام اشتعال انگیزیوں کو برداشت کرتے رہے اور ان غنڈوں کو اس بات کا موقع نہیں ملا کہ اپنی اس مکروہ سازش کو عملی جامہ پہناتے پھر اس ہڑبونگ کے چار ہی روز بعد لوگوں نے امریکی سی آئی اے کے پیسوں سے نکلنے والے لاہور کے ہفت روزہ کے خصوصی مضمون میں اس سازش کا ذکر اس انداز میں پڑھا کہ ایرویز ایمپلائز یونین کے کارکن جہاز کو آگ لگانا چاہتے تھے۔

بہرحال دو گھنٹے کی ہڑبونگ اور ہنگامہ بازی میں کیا کیا توڑ پھوڑ اور لوٹ مار کی گئی وہ تمام محب وطن مزدور انتہائی سراسیمگی کے عالم میں دیکھتے رہے اور اسکے

ردعمل کے طور پر پولیس نے کچھ کارروائی کی مگر یہ کارروائی اتنی محدود اور ناکافی تھی کہ اسے کارروائی کہنا ہی غلط ہوگا کچھ معصوموں کے زخمی اور کچھ غیر متعلقہ افراد کے — گرفتار کئے جانے سے بھی عام ملازمین کے اندر احتجاج کی لہر دوڑی۔ جس کو ان شرپسندوں نے پولیس کے غلط اور غیر موثر اقدامات کی وجہ سے بخوبی استعمال کیا بعد میں پولیس کی اس مداخلت پر روایتی عوامی احتجاج کے طور پر جمع ہو جانے، حقیقت حال معلوم کرنے اور ”تماشہ“ دیکھنے والوں کی جو بھیڑ لگی وہ قطعی غیر ضروری طور پر ہلڑ بازوں کے اس مجمع کا حصہ سمجھ لی اور سمجھائی گئی جو ایم ڈی ایس یو درانی کا گھیراؤ کرنیکے لئے دفتر پر جمع کیا گیا تھا۔ وہاں مطالبات کی نام نہاد ”لڑائی“ کو انتہائی شاطرانہ انداز میں پس پشت ڈال کر ریفرنڈم کے متعلق ہاں ہوں کرنے اور کروانے کے بعد فتح و نصرت کے ڈونگرے برسانے شروع کر دئے گئے۔ اور ملازمین کے ذہنوں میں بداعتمادی کے کانٹے بونے کی منافقانہ جدوجہد کا آغاز کر دیا گیا۔ دوسرے دن گرفتار اور زخمی ہو جانے والے افراد کیلئے پیدا ہو جانے والی ہمدردی سے بازاری انداز میں فائدہ اٹھاتے ہوئے نامکمل ہڑتال کا منصوبہ تیار ہی تھا۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ جہاں اس منصوبے پر عملدرآمد کروانے میں ناکامی و نامرادی ہوئی تو یہ کہہ دیا گیا کہ وہاں ہم نے خود ہی ہڑتال نہیں کرائی تھی — ۔ اس طرح ایک ایسی ”عارضی اور وقتی دھند“ سے خاطر خواہ اور تجارتی انداز میں فائدے اٹھانے کے کھوکھلے خواب دیکھے گئے۔ جس کے نصیب میں یہ لکھا ہے کہ وہ صداقت کی دھوپ میں چھٹ کر رہے گی۔

جو کچھ ہوا ہے وہ اچانک نہیں ہوا ہے۔ ہینگروں کی چھتوں پر پتھروں کے ڈھیر، پٹرول اور پتھروں سے بھری ہوئی بالٹیاں، فرنیچر اور عمارات کی توڑ پھوڑ، باہر کے لوگوں کی موجودگی اور ممکن ترین حدوں تک کی جانے والی اشتعال انگیزی اس امر کی طالب ہے کہ اس غنڈہ گردی کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کی جائے۔ جہاں تک ہمارا اپنا تعلق ہے ہم بارہا، صوبائی حکومت، کراچی کی انتظامیہ، مارشل لاء حکام اور خود پی آئی اے کے افسران بالا کو یہ بتا چکے ہیں کہ یہ سارا معاملہ صرف چودھراہٹ یا ریفرنڈم وغیرہ کا نہیں ہے۔ بلکہ بنیادی اور اصلی چکر یہ ہے کہ چین اور پاکستان کے درمیان فضائی تعلقات ختم کر دئے جائیں۔ ڈھاکہ کے ہوائی اڈے کی وسعت و تعمیر کیلئے منظور شدہ امریکی امداد کی یکدم تنسیخ اور شنگھائی کے راستے ٹوکیو سروس پر نارضامندی وہ کھلی ہوئی باتیں ہیں جو پی آئی اے کے خلاف سی آئی اے اور اندرون ملک اس کے حواریوں کی ملک دشمن سرگرمیوں کی واضح طور پر نشاندہی کر رہی ہیں۔ جب پاک چین فضائی سروس کا آغاز ہوا تھا تو اس خطرے کے پیش نظر کہ امریکہ بوئنگ کے استعمال میں رکاوٹ ڈالے، یہ اہتمام کر لیا گیا تھا کہ ٹرائیڈنٹ کو ہی استعمال کر لیا جائے گا۔ ساتھ ہی ساتھ پی آئی اے میں موجود امریکی مشیروں کے سلسلے میں بھی یہ واضح ہدایت ہے کہ وہ پرواز کے موقع پر ہینگروں میں داخل نہ ہوں۔ لیکن اس کے باوجود امریکی مشیروں کو بھی ۱۸ نومبر کے اس ہنگامے میں تیزی کے ساتھ نقل و حرکت

پاکستان کا مطلب کیا؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
کھیت وڈیروں سے لے لو ملیں لٹیروں سے لے لو
ملک اندھیروں سے لے لو رہے نہ کوئی عالی جاہ!
پاکستان کا مطلب کیا؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

دشمن کی طرف سے پی آئی اے کو نذرِ آتش کرنیکا منصوبہ — کیوں اور کس لئے؟

اٹھارہ ۱۸ نومبر کو پی آئی اے کراچی ایئرپورٹ پر ہونے والی منظم غنڈہ گردی پچھلے دنوں ملک بھر میں عام توجہ کا مرکز بنی رہی ہے۔ آج ہم بھی اسی موضوع پر اظہارِ خیال کریں گے۔

ایئرویز ایمپلائز یونین پی آئی اے برانچ، پاکستان بھر میں پی آئی اے کے مزدوروں کی نمائندہ یونین ہے جب سے PIA قائم ہوئی ہے اسی وقت سے اپنے عام اراکین کے معاشی مفادات، بہتر حالاتِ کار اور اطمینان بخش شرائطِ ملازمت کیلئے پیش قدمی کرتی رہی ہے پی آئی اے کے محنت کشوں کا موجودہ اعلیٰ اور قابلِ رشک، معیارِ زندگی اس یونین کی گرانقدر خدمات کا آئینہ دار ہے۔

ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی یونین نے پی آئی اے کی انتظامیہ کے سامنے اپنے مطالبات رکھے تھے۔ جن پر انتظامیہ نے ٹال مٹول کا رویہ اختیار کر رکھا تھا۔ یونین کی مجلس عاملہ نے ان مطالبات پر عملی کارروائی تیز کرنے اور کروانے کیلئے یہ فیصلہ کیا تھا کہ سولہ ۱۶ نومبر ۶۹ء کو کل پاکستان ورکرز کانفرنس منعقد کی جائے۔

ورکرز کانفرنس کا یہ فیصلہ جہاں انتظامیہ کیلئے مزدوروں کی مستقل مزاجی کی علامت تھا وہاں سی آئی اے اور جماعت مودودیہ کے اس شرپسند ٹولے کیلئے بھی خطرے کی ایک گھنٹی تھا جو پی آئی اے کے منظم، متحد اور باشعور مزدوروں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے اور خود پی آئی اے کو نذرِ آتش کرنے کے منصوبے پر عملدرآمد کرنیکے لئے ایک عرصے سے پی آئی اے کے اندر اچھل کود کر رہا ہے جب اس کانفرنس کی بات ان بھوٹ پرستوں تک پہنچی تو انھوں نے بھی بندر کی طرح نقل کرتے ہوئے ۶ر نومبر ۶۹ء کو اپنی ایک نام نہاد ورکرز کانفرنس بلانے کا اعلان کر دیا اور اس جھوٹی کانفرنس کو زوردار بنانے کیلئے کچھ اوٹ پٹانگ قسم کے مطالبات بھی پیش کر دئے۔ مگر جب انہوں نے ساری بھاگ دوڑ کے باوجود عام مزدوروں کو سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھا تو اس کانفرنس میں کراچی بھر کے مردودیوں کو شریک کر کے سکہ جمانے کی کوشش کی مگر حقیقت یہی ہے کہ اپنے طور پر یہ کانفرنس ٹائیں ٹائیں فش ہو کر رہ گئی۔

ادھر ہم اپنی کانفرنس کی تیاریوں میں لگے رہے۔ مقام شکر ہے کہ ہماری یہ تیاریاں بار آور ہوئیں۔ اتوار کی چھٹی اور روزے کے باوجود ہماری کانفرنس زبردست اور شاندار طور پر کامیاب رہی تمام آؤٹ اسٹیشنوں سے تقریباً ۱۵۰ نمائندوں نے شرکت کی محتاط سے محتاط اندازے کے مطابق اس کانفرنس میں تین ہزار باشعور اور مستعد کارکنوں نے شرکت کی۔ کانفرنس کی اہمیت اور قدر و منزلت میں اس وجہ سے مزید اضافہ ہو گیا تھا کہ یہاں ہمارے مطالبات پر صد فی صد تکمیل اور انتظامیہ کی جانب سے اطمینان بخش منظوری کا بھی تاریخی اعلان ہو گیا تھا پھر کانفرنس میں پاکستان بھر میں مزدور تحریک کو منظم کرنے اور قومی مزدور محاذ کا ایک نمائندہ کنونشن منعقد کرنیکے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع کرنے کا عہد ساز فیصلہ کیا گیا تھا۔ محمد عالم صاحب نے یونین فنڈ سے اس مقدس فرض کی ادائیگی کے لئے مبلغ دس ہزار روپے منظور کرنے کی تجویز پیش کی تھی جو حاضرینِ اجلاس نے ہاتھ اٹھا کر باتفاق رائے منظور کی تھی۔ اس لحاظ سے یہ کانفرنس نہ صرف یونین کی ساری تاریخ میں بلکہ خود مغربی پاکستان کی ٹریڈ یونین تحریک کی تاریخ میں ایک مثالی کانفرنس تھی۔

ظاہر ہے کہ خود پی آئی اے کے باہر مزدوروں کی طبقاتی جتھ بندی کے ان فولادی عزائم سے مزدور دشمنوں کے سینوں پر کیا کیا سانپ نہ لوٹے ہوں گے؟ ہماری کانفرنس کے تیکھے تیوروں سے یہ بھوٹ پرست پہلے ہی بوکھلا اٹھے تھے اسی لئے انہوں نے جلدی جلدی "ہفتہ مطالبات" کا ناٹک رچایا۔ ان کے اس ناٹک کا آخری سین درحقیقت دنگے فساد کا وہ منصوبہ تھا جس پر عملدرآمد کر کے نہ صرف پی آئی اے کے معصوم مزدوروں کو اسلام کے مقدس نام پر بھیانک طور پر بھڑا دیا جاتا۔ ساتھ ہی ساتھ پی آئی اے کی کارکردگی کو کلیتاً مفلوج کر کے اور پی آئی اے کے جہازوں میں خود اپنے ہی ناپاک ہاتھوں سے آگ لگا کر ایئرویز ایمپلائز یونین پی آئی اے برانچ کے محبِ وطن قائدین اور کارکنوں کو سی آئی اے کے اس مکروہ جال میں پھانس دیا جاتا جس میں دنیا بھر کے محبانِ وطن کو ان شرپسندوں نے اپنی کامیاب اشتعال انگیزی کی وجہ سے پھانس رکھا ہے۔ اس طرح نہ صرف پی آئی اے میں نراجیت و انتشار کا راج ہو جاتا بلکہ خود پاکستان بھر کی مزدور تحریک جاندار اور متحرک طبقاتی جتھ بندی کے فوری اور اہم ترین فرض کی تکمیل سے بھٹکا کر بھوٹ پرستوں کی بنائی ہوئی شیطانی سازشوں کے بھینٹ

چڑھ جاتی۔ حالانکہ ہم دشمنوں کی اس چال سے باخبر تھے لیکن اس کے باوجود اپنے نیک اور پرخلوص جذبات کی تپش میں بھول رہے تھے اور یہ عین ممکن تھا کہ اپنی روایتی سادگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہم تنظیم، عزت، ناموس اور ماضی کی خدمات پر ہونے والے اوچھے واروں کا بدلہ لینے کیلئے دشمن پر ٹوٹ پڑتے۔ ہماری تاریخ شاہد ہے کہ ہم نے ایسا کوئی موقع نہیں چھوڑا جب تلوار، قلم یا زبان سے دشمن کو جواب نہ دیا ہو — ہم دشمن کے سامنے اپنی صفیں جما چکے تھے اور عین ممکن تھا کہ عیار و مکار، پھوٹ پرستوں کی یہ چال کامیاب ہو جاتی مگر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہوش کا عنصر جوش پر غالب آیا۔ ہم نے اپنی قوت و تنظیم کا روح پرور مظاہرہ کرکے اپنے جذبات پر قابو پالیا اور صبر و تحمل کا دامن پکڑ لیا۔ ہم نے اپنا خوفناک غصہ پی لیا کہ اس سے زیادہ شیریں جام دنیا میں کوئی نہیں! دشمن نے جب یہ دیکھا کہ اس کی اشتعال انگیزی کا الاؤ سرد ہو رہا ہے تو وہ ہاتھ ملتا رہ گیا۔ لیکن اسے اپنی دکان چمکانے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا تھا اس نے یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا کہ انتظامیہ سے مطالبات پر کوئی معاہدہ نہیں ہوا ہے۔ مگر جب اس طرح بھی اس کی دال نہیں گلی تو اس نے اٹھارہ نومبر کو ہنگامہ ہائے ہو کھڑا کرکے اپنی اسلام پسندی کی مصنوعی نقابیں بدست خود تار تار کر ڈالیں۔ کون نہیں جانتا کہ کھڑے پانی میں چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے بھی لہروں کے دائرے پیدا ہو جاتے ہیں اور یہاں تو یہ فسادی اپنے استاد مودودی شیطان سے بھی بازی لے جانے پر تلے بیٹھے تھے۔ چنانچہ مٹھی بھر شرپسندوں نے پیشہ ور غنڈوں کی مدد سے سارے راستے روک کر مکمل دو گھنٹے پی آئی اے کا نظام درہم برہم کرکے رکھ دیا۔

اصل منصوبہ یہ تھا ہینگر کے اندر کسی طرح ان غنڈوں کے ساتھ ہمارے کارکنوں کا ٹکراؤ ہو جائے اور ٹکراؤ کے ساتھ ہی ہینگر میں کھڑے ہوئے جہاز کو آگ لگا کر اس کا الزام ہمارے سر دھر دیا جائے۔ خود ہی پی آئی اے کے مزدوروں نے دیکھا کہ یہ غنڈے ٹرائیڈنٹ جہاز کو آگ لگانے کی گھات میں لگے رہے اور اس مقصد کے لئے مختلف جگہوں پر پہلے ہی سے پٹرول کی بالٹیاں بھر کر رکھ دی گئی تھیں خدا کا شکر ہے کہ ہمارے کارکن اس گہری سازش کا شکار نہ ہو سکے اور انتہائی صبر و استقلال اور صبر و تحمل سے تمام اشتعال انگیزیوں کو برداشت کرتے رہے اور ان غنڈوں کو اس بات کا موقعہ نہیں ملا کہ اپنی اس مکروہ سازش کو عملی جامہ پہناتے پھر اس ہڑبونگ کے چار ہی روز بعد لوگوں نے امریکی سی آئی اے کے پیسوں سے نکلنے والے لاہور کے ہفت روزہ کے خصوصی مضمون میں اس سازش کا ذکر اس انداز میں پڑھا کہ ایرویز ایمپلائز یونین کے کارکن جہاز کو آگ لگانا چاہتے تھے۔

بہرحال دو گھنٹے کی ہڑبونگ اور ہنگامہ بازی میں کیا کیا توڑ پھوڑ اور لوٹ مار کی گئی وہ تمام محب وطن مزدور انتہائی سراسیمگی کے عالم میں دیکھتے رہے اور ایسے

ردعمل کے طور پر پولیس نے کچھ کارروائی کی مگر یہ کارروائی اتنی محدود اور ناکافی تھی کہ اسے کارروائی کہنا ہی غلط ہوگا کچھ معصوموں کے زخمی اور کچھ غیر متعلقہ افراد کے — گرفتار کئے جانے سے بھی عام ملازمین کے اندر احتجاج کی لہر دوڑی۔ جس کو ان شرپسندوں نے پولیس کے غلط اور غیر موثر اقدامات کی وجہ سے بخوبی استعمال کیا بعد میں پولیس کی اس مداخلت پر روایتی عوامی احتجاج کے طور پر جمع ہو جانے، حقیقت حال معلوم کرنے اور "تماشہ" دیکھنے والوں کی جو بھیڑ لگی وہ قطعی غیر ضروری طور پر ہلڑ بازوں کے اس مجمع کا حصہ سمجھ لی اور سمجھائی گئی جو ایم ڈی ایس یو درانی کا گھیراؤ کرنے کیلئے دفتر پر جمع کیا گیا تھا تھا، وہاں مطالبات کی نام نہاد لڑائی کو انتہائی شاطرانہ انداز میں پس پشت ڈال کر ریفرنڈم کے متعلق ہاں ہوں کرنے اور کروانے کے بعد فتح و نصرت کے ڈونگرے برسانے شروع کر دئے گئے۔ اور ملازمین کے ذہنوں میں بد اعتمادی کے کانٹے بونے کی منافقانہ جدوجہد کا آغاز کر دیا گیا۔ دوسرے دن گرفتار اور زخمی ہو جانے والے افراد کیلئے پیدا ہو جانے والی ہمدردی سے بازاری انداز میں فائدہ اٹھاتے ہوئے نامکمل ہڑتال کا منصوبہ تیار کی تھا۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ جہاں اس منصوبے پر عملدرآمد کروانے میں ناکامی و نامرادی ہوئی تو یہ کہہ دیا گیا کہ وہاں ہم نے خود ہی ہڑتال نہیں کرائی تھی —۔ اس طرح ایک ایسی "عارضی اور وقتی دھند" سے خاطر خواہ اور تجارتی انداز میں فائدے اٹھانے کے کھوکھلے خواب دیکھے گئے۔ جس کے نصیب میں یہ لکھا ہے کہ وہ صداقت کی دھوپ میں چھٹ کر رہے گی۔

جو کچھ ہوا ہے وہ اچانک نہیں ہوا ہے۔ ہینگروں کی چھتوں پر پتھروں کے ڈھیر، پٹرول اور پتھروں سے بھری ہوئی بالٹیاں، فرنیچر اور عمارات کی توڑ پھوڑ، باہر کے لوگوں کی موجودگی اور ممکن ترین حدوں تک کی جانے والی اشتعال انگیزی اس امر کی طالب ہے کہ اس غنڈہ گردی کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کی جائے۔ جہاں تک ہمارا اپنا تعلق ہے ہم بارہا، صوبائی حکومت، کراچی کی انتظامیہ، مارشل لاء حکام اور خود پی آئی اے کے افسران بالا کو یہ بتا چکے ہیں کہ یہ سارا معاملہ صرف چودھراہٹ یا ریفرنڈم وغیرہ کا نہیں ہے۔ بلکہ بنیادی اور اصلی چکر یہ ہے کہ چین اور پاکستان کے درمیان فضائی تعلقات ختم کر دئے جائیں۔ ڈھاکہ کے ہوائی اڈے کی وسعت و تعمیر کیلئے منظور شدہ امریکی امداد کی یکدم تنسیخ اور شنگھائی کے راستے ٹوکیو سروس پر ناراضمندی وہ کھلی ہوئی باتیں ہیں جو پی آئی اے کے خلاف سی آئی اے اور اندرون ملک اس کے حواریوں کی ملک دشمن سرگرمیوں کی واضح طور پر نشاندہی کر رہی ہیں۔ جب پاک چین فضائی سروس کا آغاز ہوا تھا تو اس خطرے کے پیش نظر کہ امریکہ بوئنگ کے استعمال میں رکاوٹ ڈالے، یہ اہتمام کر لیا گیا تھا کہ ٹرائیڈنٹ کو ہی استعمال کر لیا جائے گا۔ ساتھ ہی ساتھ پی آئی اے میں موجود امریکی مشیروں کے سلسلے میں بھی یہ واضح ہدایت ہے کہ وہ پرواز کے موقع پر ہینگروں میں داخل نہ ہوں۔ لیکن اس کے باوجود امریکی مشیروں کو بھی ۱۸ نومبر کے اس ہنگامے میں تیزی کے ساتھ نقل و حرکت

کرتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ مذکورہ پھوٹ پرستوں کی طرف سے مارشل لا کی متعدد بار خلاف ورزیاں اور غیر قانونی جبریہ ہڑتال کے بعد بھی کیا اس امر کی گنجائش رہجاتی ہے کہ پی آئی اے کی انتظامیہ اور حکام متعلقہ دم سادھے بیٹھے ہیں۔ پورے صوبے میں اگر کوئی دم بھی مارتا ہے تو مشینری حرکت میں آجاتی ہے۔ لیکن پی آئی اے جیسی حساس اور نازک صنعت کو مستقل اور مسلسل خطرہ پیش آتا رہتا ہے، تب بھی قانون خاموش ہے۔ منگھوپیر، لانڈھی، لاہور، لائلپور، ملتان، پنڈی اور پشاور کے مزدور اپنے بنیادی اور پیدائشی حقوق کیلئے آگے بڑھتے ہیں، تو زمین اور آسمان ایک کردیئے جاتے ہیں مگر پی آئی اے کے صنعتی امن کو دن دہاڑے ختم کرنیوالے مودودی جماعت کے چند مجرم آزادانہ گھومتے پھرتے ہیں اور اگر ان میں سے ایک آدھ پکڑا بھی لیا جائے تو ضمانت، معافی اور انتظامیہ کی یقین دہانی پر رہا کردیا جاتا ہے۔ اگر امن عامہ کا تحفظ اور قانون کے احترام کے یہی انداز ہیں تو خدا خیر کرے۔

ہم آج صاف طور پر یہ بتادینا اپنا قومی فرض سمجھتے ہیں کہ اگر دنیا جہان سے نرالے یہ انداز نہیں بدلے گئے اور صحیح معنوں میں قانون کی بالادستی برقرار نہ رکھی گئی تو پی آئی اے کو سی آئی اے اور اس کے آلہ کار افراد کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری پھر ہمارے اوپر عائد نہیں ہوتی اگر حکام وقت اس قومی ایر لائن کو اچھل کود، توڑ پھوڑ اور غیر قانونی دنگے فساد کے ذریعے تباہ و برباد کرنے کے لئے کھلی اجازت دیتے رہیں گے تو یقیناً سنگین جرم کا ارتکاب کریں گے۔ آئندہ ہم سے کوئی یہ نہ کہے کہ ہمیں خبر نہ ہوئی۔

ان منافقوں کا یہ کہنا ہے کہ مطالبات نہیں مانے گئے۔ مگر جب اعلان کے مطابق آٹھ دن کے اندر اندر ہم نے انتظامیہ کو مجبور کرکے بونس کی ادائیگی کروادی تو کہنے لگے کہ یہ تو خود انتظامیہ نے ہی تقسیم کروادیا ہے۔ حالانکہ ان کا یہ کہنا بھی تھا کہ ہم نے پاکٹ یونین کی حیثیت سے حرف پانچ فی صد مطالبات پر انتظامیہ کے ساتھ سودے بازی کرلی ہے اور وہ ان تسلیم شدہ مطالبات کو واپس لوٹا دیں گے۔ مگر واپس لوٹانا تو رہا ایک طرف وہ سب کے سب انتہائی بے شرمی اور ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے بونس لے کر چلتے بنے جبکہ ان کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ اگر بونس دیا گیا تو نہ لیں گے اور نہ لینے دیں گے پھر بونس ہی پر کیا موقوف ہے۔ یہ پھوٹ پرست ہر مطالبے کی تکمیل پر یہ کہتے رہیں گے۔ پی آئی اے کی انتظامیہ، یونین کے ساتھ کئے گئے معاہدے پر عمل درآمد کرنے کی قانوناً اور اخلاقاً پابند ہے اور رہے گی۔ پھوٹ پرست ایڑی چوٹی کا زور لگالیں، وہ اپنی حرکتوں کی وجہ سے عام مزدوروں میں ننگے ہوتے رہیں گے۔ اور ہم پھر واضح طور پر یہ اعلان کرتے ہیں کہ مذکورہ معاہدے پر عمل درآمد کروانا ایئر ویز ایمپلائیز یونین پی، آئی، اے برانچ کا تنظیمی، طبقاتی اور اخلاقی فرض ہے۔ اس معاہدے پر انتظامیہ کو عمل درآمد کرنا پڑے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت اس پر عمل درآمد نہیں روک سکتی۔!

اب ایک پہلو اور اجاگر کرنا ہے۔ وہ یہ کہ پھوٹ پرست، جنہوں نے مذکورہ ناٹک رچایا تھا، شروع شروع میں "ہمارے مطالبات منظور کرو" کے بلّے خود لگاتے اور زبردستی دوسروں کے لگاتے پھر رہے تھے۔ پھر بعد میں کھسکتے کھسکتے ریفرنڈم پہ آکر چپک گئے اور اب کفر و اسلام کی تکرار تک پہنچ چکے ہیں۔ یہ سب کچھ ایک پلاننگ کا حصہ ہے۔ اور اس پلاننگ پر سی آئی اے کے اشاروں پر جماعت مودودیہ ملک بھر میں عمل درآمد کرنے پر اڑی ہوئی ہے۔

ہزارہا واقعات و شواہد سے یہ بات ثابت کی جاچکی ہے کہ ایرویز ایمپلائیز یونین پی آئی اے برانچ، سی آئی اے اور فرقہ مودودیہ کی آنکھوں میں کھٹکتی رہتی ہے۔ انہوں نے پاکستان گیر بنیادوں پر اپنے حملوں کا مرکز اس یونین کو بنا رکھا ہے اور اس ناپاک مقصد کی تکمیل کے لئے اس نے پی آئی اے میں ملازم اپنے ہمدردوں کو ایک ٹولے میں منظم کرلیا ہے۔ حالانکہ یہ متوازی ٹولہ نامعلوم وقت و مقام پر معرض وجود میں آیا تھا۔ اس کی اپنی کوئی مزدور دوست تاریخ نہ تھی نہ ہے۔ کسی اہم مطالبہ کو منوانا تو رہا ایک طرف، اس نے پی آئی اے کے مزدوروں کا آج تک کوئی ایک معمولی سے معمولی مسئلہ تک حل نہیں کروایا ہے۔ لیکن مودودیوں اور سی آئی اے کے کارندوں سے حاصل کئے جانے والے ناقابل تصور سرمائے کی بدولت اس کاغذی ٹولے کو اس قابل ضرور بنادیا گیا ہے کہ یہ کرائے کے غنڈوں کی مدد سے پی آئی اے کی متوازن اور پرسکون صنعت کو درہم برہم کرڈالے۔ یہ شیطانی ٹولہ، پی آئی اے کے مزدوروں کو خوفزدہ کرکے کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس مہاسبھائی گروہ کے نزدیک پی آئی اے میں صرف یہی اسلام کا نام لینے کا حقدار ہے۔ چار ہی دن میں معافی مانگنے والے یہ بزدل اپنے کو محافظ اسلام کہلوانے پر مصر ہیں۔ بظاہر تو یہ اپنی غنڈہ گردی کو عوام کیلئے قابل قبول بنانے کے لئے چاند تارے کی باتیں کرتے ہیں مگر درحقیقت ہٹلر کے خونی نشان سواسنیکا ہی کو سینے سے چپکائے ہوئے ہیں۔ اور کسی نہ کسی طرح اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑا دینے کی انتہائی کافرانہ اور سفاکانہ جنگ کا آغاز پی آئی اے جیسی اہم صنعت سے ہی کیا جائے۔ اس سلسلے میں سی آئی اے کی منصوبہ بندیوں، سی، آئی، ڈی کی رپورٹوں اور جماعت شیطانی کے روزناموں پر مشتمل جھوٹ کی پوٹ ہفت روزہ گندگی کے راتوں رات تیار کئے جانے والے طول و طویل گمراہ کن مضامین، پی، آئی، اے میں ان فرقہ پرستوں کی سلگائی ہوئی آگ کو دہکانے میں انتہائی قابل مذمت کردار ادا کررہے ہیں۔ پھر یہ سب کچھ بھی کسی اصول اور ضابطے کے تحت نہیں ہے کیونکہ کبھی تو یہ پی آئی اے کے مینجنگ ڈائریکٹر ایس یو درانی کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالتے ہیں اور کبھی موصوف کی پتلون پھاڑنے کا اعلان کرتے ہیں۔ کبھی گندگی کے صفحات پر انہیں اچھے الفاظ میں یاد کرتے ہیں اور کبھی ان پر پھبتیاں کستے ہیں۔ پی آئی اے کے باہر جماعت اسلامی کے چھوٹے بڑے لیڈر اور چمچے، اخباری بیانات و مضامین کے ذریعے ان شیخی خوروں کو بلاشرکت غیرے مقدس مذہب اسلام کا ٹھیکیدار بنانے پر تلے ہوئے ہیں اور یہ پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ پاکستان بانیٔ پاکستان اور نظریۂ پاکستان کے بدترین مخالفوں کے سرخیل وہ خود ہی تو ہیں۔

ان حالات میں بھی ہم ابھی تک ضبط و تحمل کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ ہماری اس قوت برداشت اور رواداری کا جواز کچھ نہیں صرف مزدور دوستی اور حب الوطنی ہے، قومی صنعت پی آئی اے کی ترقی اور عظمت سے پیار ہے۔ رجعت پرستوں اور نام نہاد ترقی پسندوں کے نزدیک ہماری یہ پالیسی، نہ جانے کیسی کیسی خوش فہمیوں کی محرک ہے۔ لیکن ہم اتنا بتادیں کہ ملک کی موجودہ فضا، جو دن بدن بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے اس امر کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ پی آئی اے جو نہ صرف پورے پاکستان بلکہ دنیا بھر کے رشتے کو برقرار رکھے ہوئے ہے، وطن دشمنوں کے مذموم مقاصد کی

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

جس نے زمین کا کوئی حصہ ناحق اپنے قبضے میں کیا، قیامت کے دن اسے اس زمین کے ساتویں طبقے تک دھنسا دیا جائے گا ——————— حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

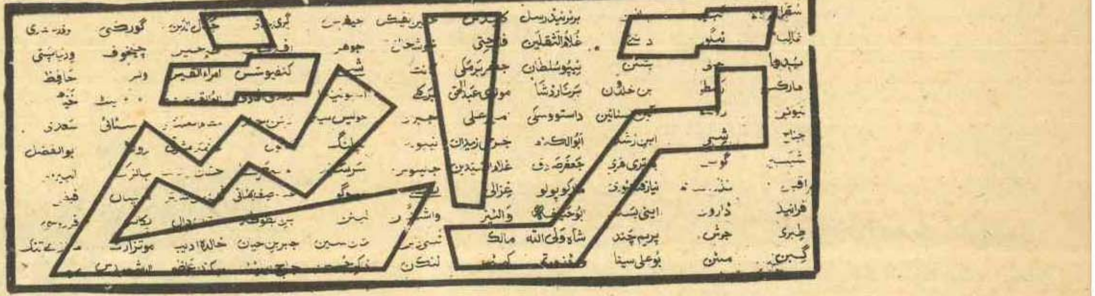

سقراط
غالب
بدھا
مارکس
نیوٹن
جناح
اقبال
فرائیڈ
طبری
گبن
ڈارون
جوش
ملٹن
گوئٹے
ابن خلدون
آئن سٹائن
ابن رشد
نیاز فتحپوری
اینی بسنٹ
پریم چند
بوعلی سینا
برٹرینڈ رسل
غلام الثقلین
ٹیپو سلطان
برنارڈ شا
داستوفسکی
ابوالکلام
جعفر صادق
مارکوپولو
ابوحنیفہ
شاہ ولی اللہ
جعفر برمکی
مولوی عبدالحق
جرجی زیدان
غلام السیدین
غزالی
والٹیر
مالک
واشنگٹن
لنکن
جوہر
لینن
سن یت سین
کنفیوشس
امراء القیس
جابر بن حیان
گورکی
چیخوف
سنائی
خالدہ ادیب
موتزارٹ
ودیاپتی
حافظ
خیام
سعدی
بوالفضل
فردوسی
ماؤزے تنگ

یہ کتنی بری بات ہے کہ تم بظاہر شیطان کو کوستے ہو اور در پردہ اس کے دوست ہو! ——————— حضرت علیؑ

جب آئے دن تمہاری رائے بدلتی رہتی ہے تو اپنی رائے پر بھروسہ کیوں کرتے ہو؟ ——————— بوعلی سینا

کچھ نہ کچھ کرگزرنا ہی فرض نہیں ہے۔ ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے، جب کچھ نہ کرنا ہی فرض ہوتا ہے ——————— ٹیگور

جاہل رہنے سے پیدا نہ ہونا کہیں بہتر ہے کیونکہ جہالت ہی تمام مصائب کی بنیاد ہے ——————— پلیٹو

کوئی بھی چیز بھلی یا بری نہیں ہوتی، سمجھنے سے ہی ہوتی ہے! ——————— شیکسپیئر

سرمایہ داری کی نظر میں انسان اور اسکی ضرورت کوئی وقعت نہیں رکھتی ——————— اسٹالن

مظلوم عوام اور اقوام کو اپنی آزادی کے بارے میں سامراج اور اس کے پٹھوؤں کی "معقولیت" سے کوئی امید وابستہ نہیں کرنی چاہئے، وہ صرف اپنے اتحاد کو مضبوط کرنے اور اپنی جدوجہد میں ثابت قدم رہنے سے ہی فتحیاب ہونگے ——————— ماؤزے تنگ

"محبت" اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک کہ عاشق و معشوق، جدائی کے صدمے سہتے رہتے ہیں، جب وہ شادی کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں تو محبت خود بخود ختم ہوجاتی ہے ——————— ورڈز ورتھ

کتنے ہی بلند، جہالت کی وجہ سے پست ہوگئے اور کتنے ہی پست علم کی وجہ سے بلند ہوگئے ——————— ابن رشد

ہوچی منہ سے ویت نام ہے۔ اس عجیب و غریب چھوٹے سے پیکر نے، جو ظاہر میں اتنا منکسر مزاج اور مقصد میں اتنا باعزم ہے، نئی ریاست کی روح، اسکی خواہشات اور شاید اس کے مستقبل کو دلیری بخشی۔ اس نے اسے ڈھالا۔ اُسے آنچ میں سے گزار کر مضبوط کیا اور وہی اس کی رہنمائی کرے گا ——————— نیویارک ٹائمز ۱۲ ستمبر ۴۶ء

دولت مند اقوام کا دور لاشوں کی بو سے بھرا ہوا ہے۔ ان ملکوں میں جس ترقی کا ذکر سیاستداں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی آوازوں سے کرتے ہیں، وہ ایک ایسی ترقی معلوم ہوتی ہے جو انسانی زندگی کا خاتمہ کرنے کی ترقی ہے، امریکہ وہ ملک ہے جو بہت سے سچے جمہوریت پسندوں کی پناہ گاہ ہے آزادی اور خود مختاری کیلئے جدوجہد کرنے والے عوام کو ایک ایسا ملک دکھائی دیتا ہے جو گرنیکا، لیڈائیس اور میڈیفک کا وارث ہے، وہ جو غیر جانبدار ہیں وہ دیکھتے چلے جارہے ہیں۔ بار بار احتجاج کرتے ہیں لیکن پھر بھی مفاہمت کے پہلوؤں پر نظر رکھتے ہیں اور اپنے بڑے تاجر ساتھی کے مقاصد کی مخالفت کے باوجود خاموش ہیں جبکہ وہ متوسط درجے کی اقدار حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ انہوں نے اس حقیقت سے اپنی آنکھیں بند کرلی ہیں کہ افریقہ اور لاطینی امریکہ میں مزدور طبقہ اب بھی شرمناک حالات میں زندگی گزار رہا ہے اور یہ کہ جنوب مشرقی ایشیا میں عوام کو لاکھوں کی تعداد میں قتل کیا جارہا ہے۔ وہ خاموش ہیں۔ حالانکہ وہی ایک ایسی قوت ہیں جو ایک مشترکہ اعلان کے ذریعے اس خونی کھیل کو بند کرسکتے ہیں، طالب علموں، سائنس دانوں، فنکاروں اور مصنفوں کی اپیلوں کا اب تک محدود اثر ہوا ہے لیکن اگر لاکھوں مزدور اپنے ذرائع استعمال کرتے ہوئے اٹھیں اور زوردار لہجوں میں مطالبہ کریں کہ امریکہ جنگی اقدامات فوراً بند کرے تو جانسن اور اس کی حکومت کیلئے قتل کا یہ عمل جاری رکھنا مشکل ہوجائے گا۔ ——————— پیٹر ویس

جو روح کو تاریک کردے وہی گناہ ہے ——————— آندرے گائیڈ۔

پی۔ آئی۔ اے میں ہنگامہ بازی پر غیر جانبدار اخبارات کی رائے

> ہم یہاں ایک روزنامہ اور ۲ ہفت روزہ اخبارات کے اداریے پیش کر رہے ہیں تاکہ قارئین کو ۱۸ رنومبر ۶۹ء کی ہنگامہ آرائی پر غیر جانب دارانہ تجزیہ کرنے میں آسانی ہو۔
>
> (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

ہفت روزہ

وحدت

کراچی

۶ دسمبر ۶۹ء

قم فانذر ۵

(پارہ ۲۹ سورہ مدثر آیت ۲)

اٹھو اور خبردار کرو

فذکر ان نفعت الذکری ۵

(پارہ ۳۰ سورہ الاعلیٰ آیت ۹)

(چنانچہ تاکید کرتے رہو، تاکید کرتے رہنا ہی فائدہ مند ہے۔)

گزشتہ ہفتہ ہم نے پی آئی اے میں ۱۷ اور ۱۸ نومبر کو پھیلائے جانے والے ہنگاموں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ پی آئی اے ہماری انتہائی حساس قومی صنعت ہے۔ پاکستان کے مشرقی اور مغربی حصوں کی مخصوص جغرافیائی وقوع پذیری اور دونوں کے درمیان بھارت جیسے توسیع پسند عزائم رکھنے والے اور بائیس سال گزر جانے کے باوجود ہمارے وجود کو دل سے نہ ماننے والے دشمن ملک کے ایک ہزار میل عریض علاقے کے حائل ہونے کی وجہ سے پوری پاکستانی قوم کیلئے پی آئی اے کی اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ صورتحال اس وجہ سے اور گمبھیر ہو گئی ہے کہ امریکی حکومت اپنی عالمی سیاسی ضروریات کے تحت پاکستان اور بھارت کو ایک فیڈریشن میں نتھی کرنا چاہتی ہے اور روسی حکومت، افغانستان، ایران، پاکستان اور بھارت کو ایک مشترکہ علاقائی تعاون برائے ترقی میں پرونا چاہتی ہے ان دونوں منصوبوں کے فوجی اور سیاسی پہلو (جو کہ یقیناً ہیں) پاکستانی عوام کے نہیں بلکہ ان ۲ بڑی عالمی طاقتوں کے مقاصد پورے کریں گے۔ ان دونوں بڑی طاقتوں کے یہ خودغرضانہ مقاصد، مجاہدانہ عزم و حوصلے سے سرشار اور اپنی قوم کی آزادی اور خود مختاری سے والہانہ پیار کرنے والے غیور نوجوانوں اور باشعور پاکستانی قوم کی موجودگی میں پورے تو خیر کیا ہوں گے اس سے صرف ایک خرابی یہ پیدا ہو گئی ہے کہ بھارت جیسے بزدل اور کمینے دشمن کے حوصلے ذرا بلند ہو گئے ہیں۔ اور خود اندرون ملک ان غیر ملکی طاقتوں کے اشارے پر تھرکنے والی کٹھ پتلیوں نے کچے دھاگے پر کچھ زیادہ ہی مچلنا شروع کر دیا ہے ان کٹھ پتلیوں میں سر فہرست نام جماعت اسلامی کا ہے۔

انہ لقول فصل ۵ وماھو بالھزل ۵

انھم یکیدون کیدا ۵ (سورۃ طارق - ۱۳، ۱۴، ۱۵)

یہ قول فیصل ہے اور لغو نہیں ہے، بیشک یہ کوئی تدبیر کر رہے ہیں

دسمبر ۶

ہمیں یاد ہے کہ ایک زمانہ ہوا پی آئی اے کے مزدوروں کی نمائندہ تنظیم ایئریز ایمپلائز یونین کو نقصان پہنچانے اور پی آئی اے کے صنعتی امن کو خطرے میں ڈالنے کی کوششوں میں ناکامی کی غلاظت میں شرابور ہو کر مودودی فرقے کے گرگوں نے ابوالکلام چودھری صاحب کی صدارت میں ایک نام نہاد یونین بنا کر پی آئی اے کے مزدوروں میں انتشار کا بیج بویا تھا۔ لیکن جب اس صورت سے بھی کام نہ چلا تو اس زہریلی ناگن نے جس نے پوری قوم کو ڈسا ہے۔ یعنی کنونشن مسلم لیگ کا زہر اپنے ساتھ شامل کر لیا اور بیچارے ابوالکلام چودھری کو قربانی کا بکرا بنا کر بدنام زمانہ محسن صدیقی صدر اور عبدالباری تسنیم جنرل سکریٹری بنا دیئے گئے۔ ان سپنولیوں میں سے ایک نے اپنی پرداخت کی توجیہہ جس انداز میں کی ہے اس کو جاننے کے لئے ۳ دسمبر ۱۹۶۹ء کے ہفت روزہ اخبار جہاں کے صفحہ ۵۳ کے چوتھے کالم کے پانچویں پیراگراف کا یہ اقتباس پڑھ جائیے حقیقت عیاں ہو جائے گی

"مجید صابر پاک چین دوستی کی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک مجھے یاد آیا کہ ایک زمانے میں اس یونین نے تسنیم باری اور محسن صدیقی کو اعلیٰ عہدوں پر منتخب کیا تھا میں نے اس بات کی مجید صابر سے وضاحت چاہی" انہوں نے کہا "یہ بات درست ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے وہ ۱۹۶۵ء کا سن تھا، اس زمانے میں ہم نے رجسٹریشن کے لئے درخواست دی تھی۔ مگر اللہ یار خان وزیر محنت نے یہ درخواست یہ کہہ کر مسترد کر دی کہ ہم لوگ جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں اس وجہ سے ہمیں رجسٹریشن نہیں ملے گا، البتہ اگر ہم اپنی تنظیم میں دو کنونشن کے لیڈروں کو شامل کر لیں تو رجسٹریشن ہمیں مل سکتا ہے۔ چونکہ ہم ہر قیمت پر تنظیم کی بنیادیں مستحکم کرنا چاہتے تھے لہٰذا ہم نے تسنیم باری کو جنرل سکریٹری اور محسن صدیقی کو صدر منتخب کر لیا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ تسنیم باری صاحب بدنام زمانہ ہیں اور سابق صدر ایوب خان انھیں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اس صورت حال نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم ان دونوں سے اپنا رابطہ و تعلق ختم کر لیں۔ اور جب آئندہ الیکشن ہوئے تو یہ دونوں حضرات تنظیم سے باہر تھے۔" اور سنیئے

یہ ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء کی شام کا واقعہ ہے، ابھی مارشل لاء کے نفاذ کا اعلان نہیں ہوا تھا۔ وہ عظیم جدوجہد جس نے ایوب شاہی کے پرخچے اڑا دیئے اپنے عروج پر ہے کرائیرویز ایمپلائز یونین کے صدر جناب طفیل عباس نے قومی مزدور محاذ کی تشکیل کا اعلان کیا۔ سیٹھوں کے محلوں میں زلزلہ آ گیا بلند و بالا ایوانوں کے پھاٹکوں پر سنگ دوں پر پلنے والے کتے عظیم عوامی قافلے کے سالار اعلیٰ۔ مزدور طبقے کی مجاہدانہ پیش قدمی کی آواز سنکر چونک پڑے اور بھونکنے لگے۔ چنانچہ کراچی ایئرپورٹ پر مودودی فرقے کی طرف سے ایک گالیوں بھرا پمفلٹ انتہائی غنڈہ گردی کے انداز میں تقسیم کیا گیا، پی، آئی، اے کے باشعور مزدوروں نے ان کے ان ذلیل ہتھکنڈوں کا منہ توڑ جواب دیا۔

ایک طرف تو مودودی فرقہ مزدوروں کے عظیم اتحاد سے سر ٹکرا رہا تھا اور دوسری طرف پی، آئی، اے کی انتظامیہ نے مزدوروں کے مطالبات کو ۱۹۶۷ء سے جن میں حالات کی تبدیلی اور روزمرہ کی اشیاء ضرورت کی ہوشربا گرانی کی وجہ سے ۱۹۶۸ء میں کچھ اور اضافہ کر دیا گیا تھا، کولڈ اسٹوریج میں ڈال کر حالات کو اور زیادہ نازک بنا دیا تھا۔

اسی دوران پی، آئی، اے کے منظم اور باشعور مزدوروں کے خلاف ایک سازش اور کی گئی کہ ارباب اقتدار نے ایک بار پھر بے عقلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مودودی فرقے کے

گرگوں کو ان کی نام نہاد یونین کا رجسٹریشن دے دیا۔ یہ رجسٹریشن کیوں دیا گیا؟ — ہم یہ آپ سے سوال نہیں کر رہے بلکہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ جناب ابوالکلام چودھری کی صدارت سے لے کر اب تک کے واقعات ذہن میں رکھیں۔ اس رجسٹریشن کے ملنے کا بھی جو دھوم دھڑکا پیٹا گیا وہ بھی اخبارات میں چھپ چکا ہے اس کی گہرائیوں میں جانے کی ضرورت نہیں صرف یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ دعویداروں کے اخباری بیانات کے مطابق لاہور سے رجسٹریشن سرٹیفکیٹ لانے والے کے استقبال میں جو پی، آئی، اے کے اوقات کار میں ہوا تھا۔ دو ہزار آدمی موجود تھے، جنہوں نے اس خوشی میں جلوس نکالا، ایئر ویز ایمپلائیز یونین کے دفتر کے سامنے مخالفانہ نعرے لگائے اور مودودی فرقے کے گرگوں کے بیانات کے مطابق انہوں نے لوگوں کو روکا ورنہ لوگ تو اس قدر مشتعل تھے کہ اس یونین کا دفتر جلا دینے کے درپے تھے۔

جی رہے ہیں تری عنایت ہے
ورنہ "یہ" لوگ مر گئے، ہوتے

کھیل اگر بچوں کا ہوتا اور مسئلہ دیدۂ بینا کا نہ ہوتا تو شاید یہ جھوٹ کا پشتارہ لوگ اپنے سروں پر لاد لیتے! لیکن کیونکہ بات یہیں ختم نہیں ہوتی اس لئے ہم کچھ سوال اٹھاتے ہیں آپ جواب دیں ————

(۱) کیا اوقات کار میں رن دے پر بلا اجازت جمع ہونا غیر قانونی ہڑتال نہیں ہے؟۔
(۲) کیا بغیر اجازت جلوس نکالنا غیر قانونی نہیں ہے؟۔
(۳) کیا دوسروں کے دفتروں کو جلا دینے کی دھمکیاں غیر قانونی نہیں ہیں؟
(۴) کیا مخالفانہ نعرے لگا کر بلا وجہ اشتعال انگیزی کرنا اور نقص امن کے حالات پیدا کرنا غیر قانونی نہیں ہے؟
(۵) کیا اس قسم کے حالات پیدا کر کے صنعتی امن کو خطرے میں ڈالنا غیر قانونی نہیں ہے؟
(۶) کیا پی، آئی اے جیسی حساس صنعت کے صنعتی امن کو خطرے میں ڈالنا قومی غداری نہیں — اور کیا قومی غداری غیر قانونی فعل نہیں ہے؟

کیا پی، آئی، اے کی انتظامیہ ان سوالوں کا جواب دے سکتی ہے؟ کیا کراچی کی انتظامیہ اس کا جواب دے سکتی ہے؟ کیا مارشل لاء انتظامیہ اس کا جواب دے سکتی ہے؟

یا اس سب کا جواب ان کے پاس یہی ہے کہ مودودی فرقے کے چند گرگوں پر تمام قانونی اور اخلاقی اصولوں کا اطلاق نہیں ہوتا۔

پاکستان کے اخبارات میں داؤد کاٹن ملز، اسٹیل کارپوریشن آف پاکستان، شالیمار سلک ملز، ایم. ایف، ایم، والی ٹیکسٹائل ملز، فیروز سلطان ٹیکسٹائل ملز، اسٹار ٹیکسٹائل ملز، جوبلی ٹیکسٹائل ملز، ایسٹرن آپٹیکل ورکس. جامعہ ٹیکسٹائل ملز اور اللہ وسایا ٹیکسٹائل ملز ملتان کے علاوہ ملک بھر میں مارشل لاء احکامات کے تحت ہونے والے اقدامات کی تفصیلات شائع ہو چکی ہیں۔ اور جو سب ہمارے زیر نظر ہیں۔

پی، آئی، اے کے مزدوروں کے مطالبات کے مسئلہ پر انتظامیہ کی سرد مہری اور مودودی فرقے کی مسلسل اشتعال انگیزی کی وجہ سے ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور انہوں نے ۱۶؍ نومبر ۱۹۶۹ء کو کل پاکستان ورکرز کانفرنس جس کا اعلان نومبر کے "منشور" میں خبرنامے کے ضمیمہ کے صفحہ ب پر چھپا ہے، بلانے کا فیصلہ کیا تاکہ انتظامیہ پر زور ڈالا جائے کہ وہ مزدوروں کے دیرینہ مطالبات تسلیم کرے۔ پی آئی اے کے عظیم مزدوروں کا یہ تاریخی فیصلہ مودودی فرقے کے گرگوں کے لئے ہولناک دھماکہ ثابت ہوا۔ انڈسٹریل ریلیشنز آرڈیننس ۱۹۶۹ء میں اجتماعی سودہ کاری کے ادارے کی صریح وضاحت کے باوجود بھی انہوں نے ایئر ویز ایمپلائیز یونین کے پیش کئے ہوئے مطالبات کو توڑ مروڑ کر، اوٹ پٹانگ مطالبات کی فہرست مرتب کر کے "ہفتہ مطالبات" کا سوانگ منایا جس کا کہ انہیں بالکل قانونی حق نہیں تھا اور ۱۶؍ نومبر ۱۹۶۹ء ایک نام نہاد "ورکرز کانفرنس" کا ڈھونگ رچایا۔ لیکن عوام کا تاریخی سیلاب، جو تمام منافقوں، مفسدوں اور شرپسندوں کے حق میں سیلاب بلا کا درجہ رکھتا ہے، نہ ریت کے تودوں سے کبھی رکا ہے نہ رکے گا۔ چنانچہ پی آئی اے کی انتظامیہ نے حالات کی نزاکت کو سمجھ کر، معقولیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے، مزدوروں کی منظم طاقت کو تسلیم کر کے ۱۵؍ نومبر ۱۹۶۹ء کی شام کو ایئر ویز ایمپلائیز یونین کے پیش کردہ مطالبات کو مان لیا۔

پی، آئی، اے مزدوروں کے عظیم اتحاد کی اس فتح نے پی، آئی، اے میں مودودی فرقے کے گرگوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اخلاق و شرافت کے تمام نقاب اپنے چہرے سے خود ہی نوچ پھینکیں۔ چنانچہ یہی ہوا، ۱۷؍ نومبر ۱۹۶۹ء کو مودودی فرقے کے گرگے اپنی فاشی غنڈہ گردی کا کھل کر مظاہرہ کرتے ہوئے پی، آئی، اے کے معصوم اور امن پسند مزدوروں کو تشدد کی دھمکیوں سے ڈرا دھمکا کر انھیں کالے بیجز لگانے پر مجبور کر رہے تھے۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ ان غنڈہ گردی کرنے والوں میں پی، آئی، اے کے باہر کے لوگ بھی کافی تعداد میں شامل تھے۔ اس سلسلے میں اخبارات میں جو تصویریں چھپی ہیں وہ بھی اس بات کی شاہد ہیں خباثت آثار چہرے چھپایا نہیں کرتے دور سے پہچانے جاتے ہیں۔

۱۸؍ نومبر ۱۹۶۹ء کو حالات بالکل ہی نئی شکل اختیار کر چکے تھے۔ حالات و واقعات شہادت دے رہے ہیں، اخباری اطلاعات گواہی دے رہی ہیں اور عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت انجینئرنگ ہینگرز کی چھتوں پر دور دراز سے لا کر پتھر جمع کئے گئے ہیں۔ آتشگیر مادے کا ذخیرہ کیا گیا انتہا تو یہ ہے کہ فائر ایکسٹنگشرز تک نیچے سے اٹھا کر چھتوں پر رکھے گئے جو بعد میں اوپر سے لوگوں پر پھینکے گئے۔ حالات اتنے بگڑے کہ پی، آئی، اے کی اہم قومی صنعت کو بچانے کے لئے پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ لیکن ہمارے حلق سے یہ بات نہیں اترتی کہ گنتی کے مٹھی بھر افراد کیا واقعی اتنا بڑا ہجوم بن سکتے ہیں کہ ان پر پولیس کو لاٹھی چارج کرنا اور آنسو گیس پھینکنا پڑی۔ اس میں بھی کوئی بھید ہے اور وہ یہی ہو سکتا ہے ان شرپسندوں پر لاٹھی چارج کر کے انھیں مظلوم بنایا جائے، تاکہ انھیں عوام کی ہمدردیاں کسی حد تک تو حاصل ہو ہی جائیں اور پس پردہ کام کرنے والے ہاتھوں کو کچھ تو مضبوطی مل سکے۔ لیکن اب بات سازشوں سے نہیں بنے گی سن لو اور

ولاتکونوا کالذین قالوا سمعنا وھم لا یسمعون ۝

(پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۲۱) ان کی طرح مت ہو جو کہتے ہیں ہم سنتے ہیں حالانکہ سنتے نہیں۔ اب پس پردہ کام کرنے والے تمام ہاتھ شل کر دیئے جائیں گے، جواب دیجئے کہ

(۱) جماعت اسلامی، جس کی سگی بہن بھارت میں کام کر رہی ہے۔ (ثبوت کے لئے دیکھئے "ایشیا" لاہور ۳۰؍ اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۵) کے گرگوں پر صرف لاٹھی چارج کیوں کیا گیا؟ کیا وطن دشمنوں کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے؟
(۲) انڈسٹریل ریلیشنز آرڈیننس ۱۹۶۹ء کی روشنی میں اجتماعی سودے کاری کا ادارہ ہونے کے باوجود مودودی فرقے کے لوگوں کی طرف سے نام نہاد مطالبات پی آئی اے کے منظم اور متحد مزدوروں پر تھوپنے کے جرم اور "ہفتہ مطالبات" کے دوران غنڈہ گردی کا منظم مظاہرہ کرنے پر ان وطن دشمنوں سے باز پرس کیوں نہیں کی گئی؟
(۳) ریفرنڈم کے مطالبے کی موجودگی میں پی آئی اے کے مزدوروں کے مطالبات کے حصول میں روڑے اٹکانے کا حق مودودی فرقے کے گرگوں کو کس نے دیا اور کس کی شہ پر انہوں نے یہ جسارت کی؟
(۴) اور اب تمام ہنگامے کرنے کے بعد پی آئی اے کی کارگردگی کو بری طرح اثر انداز کرنے اور ہماری اس اہم قومی صنعت کی شہرت کو بٹہ لگانے کے بعد ریفرنڈم کے مطالبے کی آڑ لینے کے جرم پر ان کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے؟

ان تمام حالات و واقعات کی روشنی میں ہم یہ یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ مودودی فرقہ امریکی سی، آئی، اے اور بھارتی توسیع پسندوں کے اشارے پر نہ صرف ہماری قومی صنعت کو نقصان پہنچانے کی جسارت کر رہا ہے بلکہ پی، آئی، اے کے عظیم مزدوروں کے ناقابل تسخیر اتحاد کو بھی پارہ پارہ کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے تمام ملک کے صنعتی امن کے خطرے میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس کے تمام تر نتائج کی ذمہ داری موجودہ انتظامیہ پر ہی ہوگی۔

ھل فی ذٰلک قسم لذی حجر ۝

(پارہ ۳۰، سورۃ فجر، آیت ۵) کیا سمجھداروں کے لئے اس میں مستحکم ثبوت نہیں ہے۔

ہفت روزہ جمہور کراچی

مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۶۹ء

بے بنیاد الزامات

مختلف اداروں میں کارکنوں کی مدت سے قائم شدہ تنظیموں کے مقابلہ میں اب نئی جماعتیں بنائی جارہی ہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ پرانی ٹریڈ یونین قیادت اشتراکیوں اور جانے پہچانے بائیں بازو کے افراد پر مشتمل ہے۔ جو کارکنوں کو اپنے جماعتی مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہے اور انہیں اشتراکیت کی طرف لیجاتی ہے یہ نئی تنظیمیں جماعت اسلامی اور اس کی ہمنوا دائیں بازوں کی دوسری انتہا پسند جماعتوں کی تحریک۔ اور شہ پر بنائی جارہی ہیں۔ اس سلسلے میں مختلف اور متضاد افواہیں گشت کر رہی ہیں۔ ان میں یہ افواہ بھی ہے کہ مزدوروں محنت کش طبقہ اور کسانوں کی منظم تحریک سے گھبرا کر ملکی سرمایہ داروں اور ان کے بین الاقوامی سرپرستوں نے ان میں نفاق ڈالنے کی غرض سے نئی جماعتیں بنانے کا فیصلہ کیا۔ اور اس غرض کیلئے اسلام کا نام استعمال کیا جارہا ہے یہ بھی افواہ ہے کہ منظم ٹریڈ یونین تحریک میں تفریق پیدا کرنے کیلئے لاکھوں روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ غرض کہ اسلام کی آڑ لے کر محنت کش اور مزدور کو اسکے حق محنت اور کسان کو اس کی پیداوار سے محروم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے یہ کوششیں بجائے خود قابل نفریں اور ملامت ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ اسلام کی اجارہ داری کے دعویدار ایسے حربے اختیار کر رہے ہیں جن کی نہ اخلاق اجازت دیتا ہے۔ اور نہ ہی مذہب مخالفین کو گالیاں دینا اداروں کے خلاف بے بنیاد اور بازاری قسم کے الزامات لگانا ان کا شیوہ ہے

پچھلے دنوں لاہور کے ایک ہفت روزہ میں پاکستان کی سب سے بڑی اور منظم مزدور تحریک ایر ویز ایمپلائز یونین۔ پی آئی اے برانچ کے خلاف متعدد غلط اور بے بنیاد الزامات لگائے گئے۔ ایک مضمون میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ یونین جو گزشتہ کئی سال سے کارکنوں کی بے لوث خدمت اور نمائندگی کرتی رہی ہے۔ اصل میں انتظامیہ کی زیر سایہ پرورش پا رہی ہے۔ کسی آزاد ملک میں یہ تصور ہی غلط ہے کہ کارکنوں اور آجر کے مفادات میں کش مکش ناگزیر اور لازمی ہے۔ ایک اچھی انتظامیہ اپنے کارکنوں کو تمام مناسب اور جائز سہولتیں مہیا کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ یہی صورت حال پی آئی اے میں بھی ہو سکتی ہے

اس ہفت روزہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اسی ادارے کے بعض افسروں کے نام لے کر انہیں اس قضیہ میں ملوث کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو پی آئی اے میں ایک نئی یونین کی تشکیل سے پیدا ہو گیا ہے۔

کسی افسر کی وکالت ہمارا مقصد نہیں ہے لیکن جناب زہیر صدیقی کو اس معاملہ میں گھسیٹنا دراصل مادی مفاد کے حصول کی غرض سے انہیں بلیک میل کرنے کے مترادف ہے۔ چونکہ اسی ہفت روزہ کو جو ملکی سرمایہ دار اور غیر ملکی سامراج کے گٹھ جوڑ کی ناجائز اولاد ہے پی آئی اے کے اشتہارات نہیں مل رہے ہیں اس لئے جناب زہیر صدیقی پر جھوٹے الزام لگا کر مقصد ان کا حصول ہے۔ صحافت کا یہ کردار ان لوگوں کو زیب نہیں دیتا۔ جو اسلامی اقدار کی حفاظت کے دعویدار ہیں۔

آغاز کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے (ترجمہ آیت قرآنی)

روزنامہ آغاز کراچی

۲۱ نومبر ۱۹۶۹ء

پی آئی اے کے ملازمین کا ہنگامہ

منگل کو کراچی کے ہوائی اڈہ پر پی آئی اے کے ملازمین کی ایک یونین کے حامیوں اور پولیس کے درمیان جو تصادم ہوا وہ ہر اعتبار سے بہت تشویشناک تھا چنانچہ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے تاکہ مزدوروں اور شہریوں میں جو بے چینی پھیلی ہوئی ہے وہ دور ہو سکے اخبارات میں اس ہنگامہ آرائی کے متعلق جو واقعات شائع ہوئے ہیں ان سے چند ایسی باتیں بالکل واضح ہو گئی ہیں جو خاص طور پر پیش نظر رکھنی چاہئیں (۱) پی آئی اے سی ایمپلائز یونین نے اعتراف کیا ہے کہ یونین کے متعدد مطالبات کے سلسلے میں ملازمین کا احتجاج ہوا تھا۔ یونین نے پولیس پر تشدد کا الزام لگاتے ہوئے تحقیقات کا مطالبہ بھی کیا ہے اور جو اعلامیہ جاری کیا ہے اس میں حریف یونین پر کسی قسم کا کوئی الزام نہیں لگایا ہے (۲) سرکاری اعلان کے مطابق اصل تنازعہ دونوں یونینوں میں یہ تھا کہ کونسی یونین پی آئی اے کے ملازمین کی نمائندگی کرنے کی مجاز ہے۔ علاوہ ازیں کمشنر کراچی کے سمجھانے بجھانے پر دونوں یونینوں کے رہنماؤں نے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ غیر قانونی احتجاج نہیں کریں گے۔ اس کے باوجود ایک یونین کے حامی پی آئی اے ہیڈ آفس کے سامنے جمع ہو گئے انہوں نے اشتعال انگیز باتیں کیں اور پولیس پر پتھراؤ کیا جس کے جواب میں پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا اور آنسو گیس چھوڑنی پڑی (۳) اسسٹنٹ ڈائرکٹر لیبر ویلفیئر نے اعلان کیا ہے کہ دونوں ٹریڈ یونینوں میں سے ایک نے صحیح نمائندگی کے استحقاق کے لئے ریفرنڈم کی جو درخواست پیش کی تھی اس کے مطابق قانونی مدت میں ریفرنڈم کرانے کے انتظامات کئے جارہے ہیں (۴) پی آئی اے سی ایمپلائز یونین کی حریف یونین نے جس کا نام ایئرویز ایمپلائز یونین پی آئی اے برانچ ہے ہنگاموں کی ذمہ داری جماعت اسلامی پر ڈالی ہے اور الزام لگایا ہے کہ جماعت کے چند افراد نے پی آئی اے کے مزدوروں کے مطالبات منظور ہو جانے کے بعد پی آئی اے کی انتظامیہ کو ان مطالبات سے روگردانی کا موقع دینے کے لئے غنڈہ گردی کا منصوبہ بنایا تھا۔

ان چار نکات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہنگامہ میں ایئرویز ایمپلائز یونین کا ہاتھ نہیں تھا اور پی آئی اے سی ایمپلائز یونین کا جو احتجاج ہوا تھا وہ غیر قانونی تھا اب سوال یہ ہے کہ محض ریفرنڈم کے مطالبہ پر زور دینے کے لئے ہنگامہ آرائی کی کوشش کیوں کی گئی۔ جب کہ یونین نے ریفرنڈم کی درخواست دے دی تھی لہذا اسے ایک ماہ کا انتظار کرنا چاہئے تھا اور ریفرنڈم کی تیاری کرنی چاہئے تھی مگر افسوس ضابطہ کی قانونی کاروائی کرنے کے بعد بھی ریفرنڈم کے مطالبہ پر زور دینے کے لئے غیر قانونی احتجاج کرایا گیا جس کے نتیجہ میں ہنگامہ ہوا یہ ساری صورت حال اس لئے اور بھی افسوسناک ہو جاتی ہے کہ پی آئی اے سی ایمپلائز یونین کو جیسا کہ سب جانتے ہیں جماعت اسلامی کی سرپرستی حاصل ہے اور جماعت اسلامی اس یونین کی حریف یونین سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتی اگر ایسی جماعتیں جن کو جماعت اسلامی کی سرپرستی یا حمایت حاصل ہو غیر ذمہ دارانہ اور غیر قانونی طریقے اختیار کرنے لگیں تو وہ نہ صرف خود بدنام ہوں گی بلکہ جماعت اسلامی بھی رسوائی سے نہیں بچ سکتی جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ امن اور قانون کی علمبردار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پی آئی اے سی ایمپلائز یونین کو در حقیقت اس بات پر غصہ تھا کہ حریف جماعت یونین نے ملازمین کے جو مطالبات انتظامیہ کے سامنے پیش کئے تھے وہ منظور کر لئے گئے اگر یہ بات درست ہے تو اس پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ اس لئے کہ اگر ملازمین کے فائدے کے لئے ایک بھی مطالبہ تسلیم کیا جاتا ہے تو [illegible] کیا ہے اور اگر جماعتی رقابت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ حریف کے ذریعہ مزدور کو پہنچنے والا فائدہ بھی ایک آنکھ نہیں بھاتا تو پھر اس کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ مزدور مفاد عزیز نہیں ہے اور مزدور کو فائدہ پہنچانے کے نام پر دھوکا دیا جارہا ہے۔ ہم پی آئی اے کے ملازمین کی دونوں یونینوں میں سے کسی کے بھی طرفدار نہیں ہیں اور یہ بات قطعی طور سے واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمیں صرف اور صرف مزدوروں کا مفاد عزیز ہے۔ جو بھی فریق مزدوروں کے مفاد کے خلاف کام کرتا ہے یا ان کے مفاد کو کسی طرح بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاسکتا۔

ورکرز کانفرنس

ائیرویز ایمپلائیز یونین پی آئی اے برانچ

۱۶ر نومبر ۶۹ء

کراچی۔ ۱۶ر نومبر ۱۹۶۹ء (نمائندہ منشور) پروگرام کے مطابق ایرویز ایمپلائز یونین پی آئی اے برانچ کی کل پاکستان ورکرز کانفرنس "دارالنسواں" ڈرگ کالونی میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا اہتمام ایک بہت بڑے پنڈال میں کیا گیا تھا، جسے سامراج دشمن، عوام دشمن، اتحاد و تنظیم اور پاکستان کے محب وطن عوام کے من بھائے، اور حریتِ فکر و عمل کے عکاس ولولہ انگیز نعروں کے بینروں اور پلے کارڈوں سے سجایا گیا تھا، کانفرنس میں پاکستان بھر سے ایرویز ایمپلائز یونین پی۔ آئی۔ اے برانچ کے مخلص نمائندوں، جری اور مجاہد یونین گارڈوں کے علاوہ چار ہزار کے قریب باعمل کارکنوں نے شرکت کی۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔

سب سے پہلے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے۔ **الطاف حسین** جنرل سیکریٹری ائرویز ایمپلائز یونین نے کہا کہ ـــــ "پی۔ آئی۔ اے کے جیالے مزدوروں

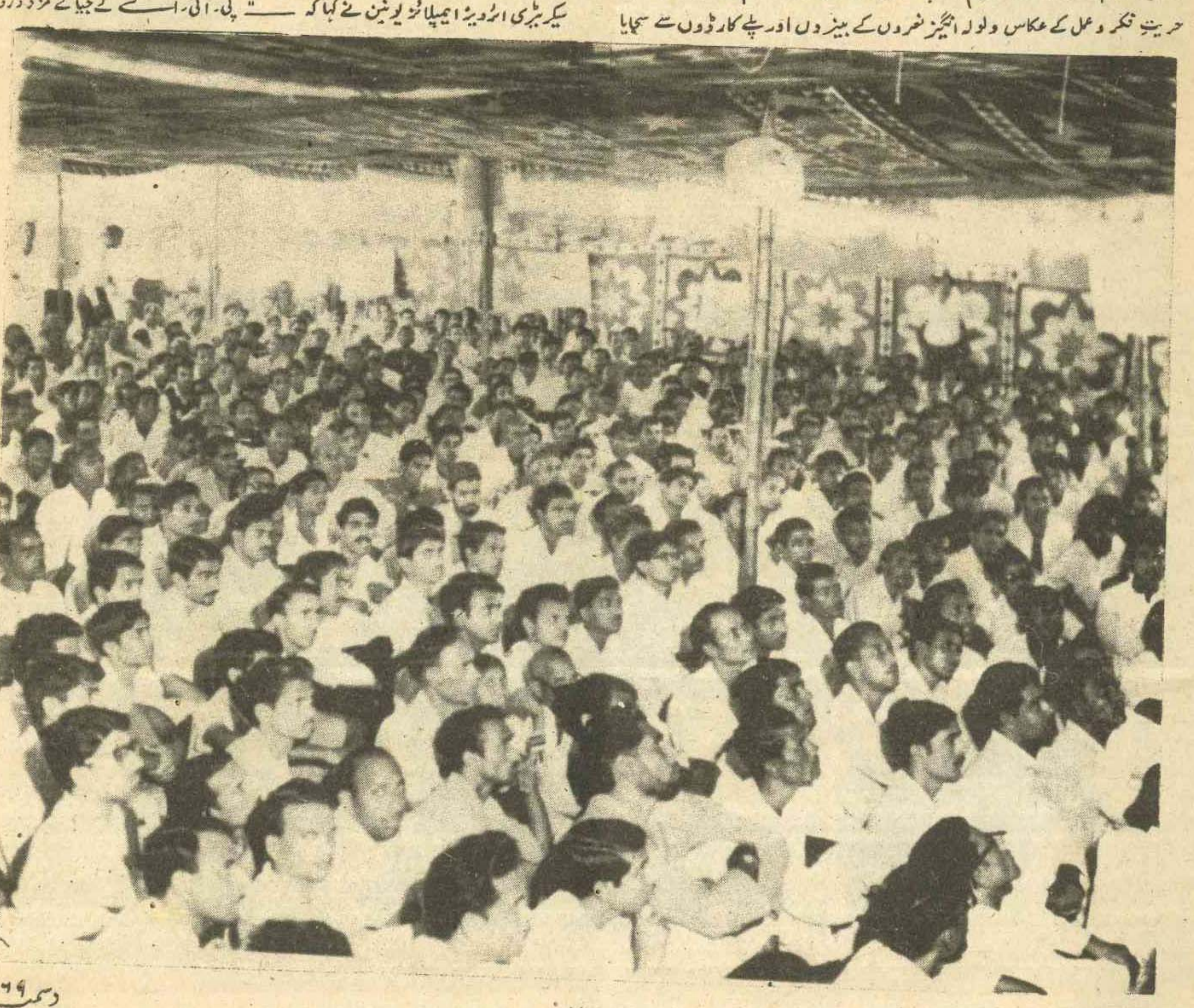

جنرل سکریٹری
الطاف حسین

اور ایرویز ایمپلائز یونین پی۔ آئی۔ اے برانچ کے باشعور مزدوروں کے عظیم اتحاد کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ ان کے مطالبات کا تسلیم کروالینا کوئی بہت بڑی بات نہیں ہے۔

انہوں نے کانفرنس کو مطلع کیا کہ ۱۵ رنومبر کی شام کو مینیجنگ ڈائرکٹر صاحب سے گفتگو کے بعد ان سے تمام مطالبات منظور کروالئے گئے ہیں، انھوں نے کہا کہ ایر ویز ایمپلائز یونین پی۔ آئی۔ اے برانچ کا کردار وطن عزیز کے مزدوروں کی دوسری یونینوں کے کردار سے واضح طور پر مختلف ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی تحریک کے دو رُخ ہیں، ایک یہ کہ ہم آج کے معاشرے میں کیا حاصل کرسکتے ہیں۔ اور دوسرا رُخ ہماری جد وجہد کا یہ رہا ہے کہ آنے والے کل کے معاشرے کی تشکیل ہم کن خطوط پر کریں گے، جس میں مزدور کسان کا راج ہو اور اس کے برعکس ایسا نہ ہو کہ سرمایہ دار اور جاگیردار مزدوروں اور کسانوں کی نمائندگی پر قابض ہو جائیں، یعنی یہ ہماری جد وجہد کا مرکزی نقطہ پاکستان کے ۹۰٪ عوام کے لئے معاشی مساوات اور سماجی انصاف کا حصول ہے، پچھلے سولہ سترہ سال میں ہمارے صدر جناب طفیل عباس صاحب کو پانچ چھ دفعہ صرف اس لئے قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کیا گیا کہ پاکستان کے گماشتہ سرمایہ دار اور بڑے جاگیردار چاہتے تھے کہ اس ملک میں مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کے لئے کوئی آواز بلند نہ ہو۔ عالمی سامراج گماشتہ اجارہ داروں کے تیس امیر ترین خاندانوں، بڑے جاگیرداروں، نوکرشاہی اور اُس کے دلالوں کے مفادات کی نگہبان اور انہیں فروغ دینے والی ایوب ٹولی کے خلاف پچھلے دنوں جو عظیم عوامی ابھار ہوا تھا، اس کی وجہ سے عوام نے اپنے چھنے ہوئے بہت سے حقوق اور آزادیاں حاصل کرلیں، اس کی وجہ سے اگر طفیل عباس نے پی۔ آئی۔ اے کے مزدوروں کو متحد کرنے کے بعد ملک گیر پیمانے پر قومی مزدور محاذ کو صحیح خطوط اور مزدور کسان راج کے آسان راستے پر منظم کرنا شروع کر دیا ہے تو پاکستان کی تمام رجعت پسند طاقتیں اپنے تاریک بلوں سے نکل کر ہماری یونین پر پل پڑی ہیں۔ لیکن میں آپ لوگوں کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ تاریکی کی ان قوتوں کا یہ حملہ ہمارے لئے نیا نہیں ہے بلکہ یہ لوگ پچھلے چھ سات سال سے مختلف بہروپوں میں ہمارے اتحاد میں رخنہ ڈالنے اور یونین میں نقب لگانے کی مسلسل کوشش کرتے رہے ہیں، خاص طور سے مودودی فرقہ جو امریکی سامراج کی انتہائی منظم اور فعال دلال سیاسی تنظیم ہے، ہمارے خلاف سخت گھناؤنی سازشیں کرتا رہا ہے۔ یہ

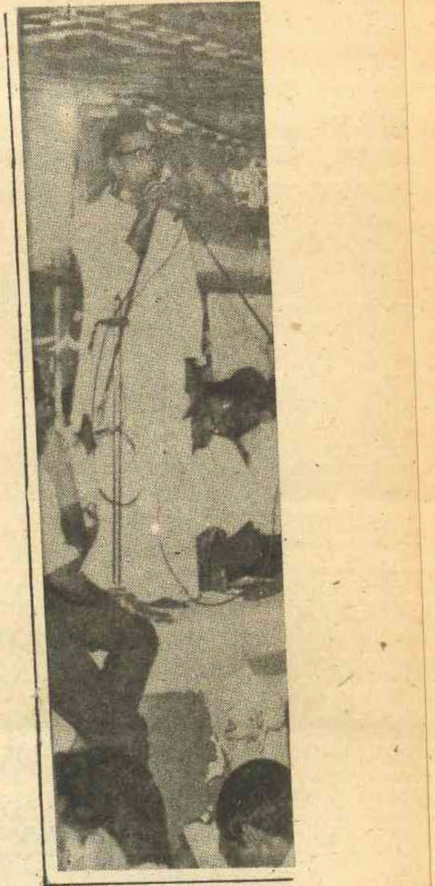

تلاوت کلام پاک
انعام علوی

طفیل عباس صدر یونین ورکرز کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

نائب صدر
حاجی محمد عالم

آرگنائزنگ سکریٹری
صغیر احمد

لوگ ہمیشہ نئے نئے نعرے لے کر میدان میں آتے رہے اور ناکامی کا منہ دیکھتے رہے، اب جب انھوں نے دیکھا کہ مزدوروں کے عظیم اتحاد کے سامنے ان کی دال گلنی ناممکن ہے تو اپنی یونین الگ بنا بیٹھے اور اب مسلمانوں کے درمیان آپس میں اسلام اور کفر کی جنگ چھیڑنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ لیکن عظیم اتحاد اور صحیح سیاسی شعور کے طاقتور ہتھیاروں سے ہم ہمیشہ انھیں شکستِ فاش دیتے رہے ہیں، اور وہ ہمیشہ ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھ کر ذلت اور خواری کے گڑھوں میں چھپنے پر مجبور ہوتے رہے ہیں، اور انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی ایسا ہی ہوگا کہ یہ مزدور دشمن، عوام دشمن، اتحاد دشمن اور خاص طور سے پی۔آئی۔اے کے مزدوروں کے اتحاد کا کٹر دشمن مودودی فرقہ ہم سے ہمیشہ منہ کی کھاتا رہے گا۔

ہم ان سیاسی شعبدہ بازوں سے پوچھتے ہیں کہ تم مقدس مذہب اسلام کا نعرہ تو لگاتے ہو یہ تو بتاؤ کہ تم نے داؤد اور آدم جی کے خلاف کیا کیا۔ ؟ یہ لوگ بھی تو اسلام کا نعرہ لگاتے ہیں، لیکن تمام گندے افعال اور مکروہ حرکتیں کرتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جب بھی پاکستان کے محنت کش اپنی جدوجہد کو تیز کرتے ہیں تو یہ ان پر کفر کا فتویٰ لگادیتے ہیں، دہائی دینے لگتے ہیں کہ اسلام خطرے میں ہے۔ پاکستان کی تاریخ شاہد ہے کہ عوام نے جب بھی اپنے حقوق کی جدوجہد تیز کی ہے تو تمام خبیث اور سیہ کار سرمایہ داروں نے مقدس مذہب اسلام کی آڑ لے کر اس کی دہائی دی ہے اور بھولے بھالے عوام میں ان کی نمائندگی مودودی فرقے نے کی ہے۔

انھوں نے کہا کہ آج تک مودودی فرقے اور اس کے گرگوں نے ہمارے اوپر جتنے بھی حملے کیے ہیں ان کی وجہ سے ہماری صفوں میں آج تک کوئی انتشار نہیں پھیلا۔ بلکہ ان کے خلاف جدوجہد کے دوران پی۔آئی کے باشعور مزدور اور زیادہ منظم اور زیادہ متحرک اور زیادہ باعمل بنے ہیں۔ اور ان کے حوصلے اور زیادہ بلند ہوئے ہیں۔ یونین کے دفاع اور حفاظت کے لئے آج سے دو تین سال پہلے ہم نے یونین گارڈ کی تنظیم بنائی تھی، اور اب یہ تنظیم ایک باشعور، متحد اور فعال قوت بن گئی ہے۔

آج میں اس عظیم الشان ورکرز کانفرنس کے پلیٹ فارم سے یہ اعلان کرنا اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے تمام رجعت پسند، امریکی سامراج کے تمام بھاڑے کے ٹٹو اور خاص طور سے مودودی فرقہ اور اس کے گرگے اگر چاہیں تو کل پاکستان بنیاد پر ان کے دانت کھٹے کرنے کے لئے پاکستانی عوام سیاسی، معاشی اور ثقافتی حقوق کی جدوجہد کی عظیم قوتوں کا ہراول دستہ ——— ایئرویز ایمپلائز یونین پی۔آئی۔اے بجانب ہر مقام پر ہر وقت تیار ہے۔ ہمارا منشور پاکستان کے مزدوروں کسانوں طالبعلموں، غریب دانشوروں، پروفیسروں، قومی سرمایہ داروں یعنی تمام محبِ وطن اور لٹے پٹے طبقوں گروہوں اور افراد کا منشور ہے۔ ہم جو عظیم جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس کی منزل قریب سے قریب تر ہوتی چلی جارہی ہے، اور وہ وقت بہت قریب آگیا ہے کہ اپنی اس منصفانہ جدوجہد میں ہم کامیابی حاصل کرلیں گے۔ انشاءاللہ

صغیر احمد ، آرگنائزنگ سیکریٹری ایئرویز ایمپلائز یونین، پی۔آئی۔اے برانچ نے ورکرز کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایئرویز ایمپلائز یونین کی تاریخ میں ۱۶ر نومبر ایک تاریخی دن کی حیثیت رکھتی اور اس تاریخی دن کی اپنی تاریخ ساز حیثیت آج بھی قائم ہے، کیونکہ اس تاریخی دن نے محنت کشوں کی تحریک کو ہمیشہ آگے بڑھایا ہے۔ اور سنہ ۱۹۶۹ء کا ۱۶ر نومبر کا دن بھی محنت کشوں کی جدوجہد کو آگے بڑھانے کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ اس پنڈال میں بیٹھے ہوئے ہر فرد کے متعلق میں تمام لوگوں کو مطلع کرنا چاہتا ہوں اور خاص طور سے میرے صحافی بھائی جو ہمیشہ ہم سے تعاون کرتے رہے ہیں نوٹ کرلیں کہ یہ تعداد ایئرویز ایمپلائز یونین کے عام ممبروں کی نہیں بلکہ صرف کارکنوں کی تعداد ہے، میری آواز ان رجعت پسند طاقتوں تک بھی پہنچ جانی چاہئے اور وہ یہ دیکھ لیں کہ یہ جیالے کارکن اس قدر مستعد ہیں، اس قدر منظم ہیں اور اس قدر چوکس ہیں کہ یہ اپنی تحریک کے خلاف تمام سازشوں کو کچل دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں ـــ ایک اور اطلاع جو میں اپنے صحافی بھائیوں اور عام لوگوں کو دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ دیکھیں اور اپنی ذاتی اطلاع کے لئے تحقیق کریں کہ یہ سب جیالے کارکن پی۔آئی۔اے ہی کے ملازم ہیں اور انھیں کہیں

ڈھاکہ برانچ کے صدر
مزمل حق

راولپنڈی برانچ کے صدر
نذر حسین کیانی

لانڈھی کو رنگی سے نہیں لایا گیا۔

اڑوینز ایمپلائز یونین پی۔ آئی اے برانچ کی تاریخ شاہد ہے کہ اس نے ہمیشہ مزدوروں کی صحیح سمت میں رہنمائی کی ہے؛ اس نے اور اس کی قیادت نے حالات کا ہمیشہ صحیح اندازہ لگایا ہے۔ اس نے انتظامیہ اور رجعت پسند طاقتوں دونوں سے ہمیشہ بیک وقت مقابلہ کیا ہے۔ اور ہمیشہ اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مزدور اپنی تنظیم اور اپنے اتحاد کے بل پر اپنے تمام حقوق کے حصول کی قوت رکھتے ہیں۔ لیکن ایروینز ایمپلائز یونین کی یہ روایت بھی رہی ہے کہ اس نے ایک طرف مزدوروں کو کبھی بھی غلط نعرے اور غلط مطالبات اٹھانے پر اکسا کے گمراہ نہیں کیا ہے۔ اور دوسری طرف مزدوروں سے جو بھی وعدہ کیا ہمیشہ اسے پورا کر کے دکھایا۔ میں آپ سب لوگوں سے صرف اتنی بات ایک اپیل کی صورت میں کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حالات کا اندازہ آپ اس پس منظر میں لگایئے کہ اس ملک میں مزدوروں کی وہ یونینیں جو کہ ناموافق اور نامساعد حالات کے باوجود مزدوروں کی تحریک کی نمائندگی اور ان کی تحریک کی قیادت کر رہی ہیں، ان پر گماشتہ اجارہ دار سرمایہ داروں کے تیس خاندانوں، بڑے جاگیرداروں، رجعت پسندوں، امریکی ایجنٹوں اور تمام سامراجی نمائندوں سی۔ آئی اے کے ایجنٹوں اور ان تمام کی نمائندہ جماعت، جماعت اسلامی کی طرف سے حملہ صرف اِس لئے کیا جا رہا ہے کہ مزدوروں کی تنظیم کو توڑ کر ان میں انتشار پھیلا دیا جائے، لیکن تمام رجعت پسند طاقتوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وقت بدل چکا ہے اور تم اِن پر جتنا ہی شدید حملہ کرو گے اتنا ہی ان کا اتحاد بڑھتا جائے گا۔ تمہارے مکروہ چہروں سے تمام نقابیں کھنچتی چلی جائیں گی۔ تم مزدوروں کے خلاف جتنے گھناؤنے منصوبے بناؤ گے اتنی ہی تم کو منہ کی کھانی پڑے گی، یہ سیلاب جو بڑھتا چلا آیا ہے، اب اپنی منزل پر پہنچ کر ہی دم لے گا، ——— اور وہ منزل ہوگی مزدوروں اور کسانوں کی حکومت ——— اس بات کا فیصلہ کہ اس ملک میں مزدوروں کی حکومت ہوگی کہ گماشتہ اجارہ دار سرمایہ داروں کے تیس خاندانوں کی حکومت ہوگی۔ یا بڑے جاگیرداروں کی حکومت ہوگی ..... یا اُن دلالوں کی حکومت ہوگی جو بائیس سال سے اس ملک کو بیرونی طاقتوں کے ہاتھ میں گروی رکھتے چلے آئے ہیں، اور جو آج بھی اسے کسی نہ کسی صورت سے امریکی سامراج کے قدموں میں ڈال دینا چاہتے ہیں۔ ہم سب "سمجھتے" ہیں ہم جانتے ہیں، کہ کون محب وطن ہے، کون محب وطن نہیں۔ ..... ہم جانتے ہیں کہ کونسی تنظیمیں ملک کو بیچنا چاہتی ہیں۔ اور کونسی نہیں، ہمیں معلوم ہے کہ کونسی سیاسی جماعتوں کا کیا کردار ہے۔

ہم نے اسی لئے ملک کی کسی سیاسی جماعت کے ساتھ کھل کے کوئی وعدہ نہیں کیا ——— اور ہم اسی لئے ہمیشہ یہ آواز دیتے رہے ہیں کہ اس ملک میں کوئی بھی سیاسی تنظیم، کوئی بھی تبدیلی صرف اس وقت آئے گی جبکہ اس ملک میں مزدوروں اور کسانوں کی جن کی تعداد ۹۵ فیصدی ہے اور جو ہم کو زندگی دیتے ہیں، جو ہم کو اناج دیتے ہیں، جو پوری کائنات کو روشنی بخشتے ہیں، اور جو انتہائی مشقت اور تندہی سے ملک کو تعمیر کر رہے ہیں فتح ہو اور عنانِ حکومت ان کے ہاتھوں میں دیدی جائے۔ جب تک عنانِ حکومت ان کے ہاتھ میں نہ دے دی جائے، اس وقت تک کوئی انصاف ممکن نہیں، کوئی معاشی انصاف ممکن نہیں، کوئی سیاسی مساوات ممکن نہیں اور کوئی اقتصادی مساوات ممکن نہیں، اس لئے اس منزل پر پہنچنے کے لئے ہم مزدوروں کو مزدور مرکزی کمیٹی کے پرچم تلے، قومی مزدور محاذ کے پرچم تلے منظم کرتے رہے ہیں ——— کیونکہ سماج کی ریڑھ کی ہڈی یہی ہیں اور یہی اس معاشرے کو آگے لے کر جائیں گے ——— خواہ مولانا مودودی سامنے سے آئیں یا احتشام الحق تھانوی پیچھے سے وار کریں۔ سب کو منہ کی کھانی پڑے گی۔

پی۔ آئی۔ اے کے محنت کشوں کے نمائندو! جیالے کارکنو! دوسرے اسٹیشنوں سے آنے والے نمائندو! آج کے دن جبکہ تم یہاں آ کر بیٹھے ہوئے ہو اپنے طور پر اندازہ لگاؤ اور اپنی تنظیم کو بہتر سے بہتر بناؤ۔ تمام رجعت پسندوں کو منہ توڑ جواب دو، اور یہ ثابت کر دو کہ اس قسم کی مکروہ سازشیں نہ کبھی کامیاب ہوئی ہیں اور نہ کبھی آئندہ کامیاب ہو سکیں گی۔

صغیر احمد کے بعد اڑوینز ایمپلائز یونین کے سینئر وائس پریذیڈنٹ **محمد عالم** نے کارکنوں سے پی۔ آئی۔ اے کے پانچ چھ سال کے حا
غور کرنے کی درخواست کی۔ انھوں نے کہا کہ پچھلے تھوڑے سے عرصہ سے پی۔ آ
میں جو فتور پڑا ہوا ہے وہ کوئی فتور نہیں ہے کیونکہ علامہ اقبال کے اس شعر
یقین ہے کہ ؎

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

انھوں نے کہا کہ جب سے اڑوینز ایمپلائز یونین معرضِ وجود میں آئی ہے، ج
ہم نے متحد ہو کر کام کرنا شروع کیا ہے۔ ہم نے بہت ہنگامے دیکھے ہیں، اور نہ جا
ہنگامے ہمیں دیکھنے ہیں۔ ہم نے بڑے بڑے فرعون طبع منتظمین مثلاً کے، جے
وہ لوگ جن کا نام میں نہیں لینا چاہتا۔ کیونکہ وہ انتقال فرما چکے ہیں، لیکن جو لوگ
زمانے میں خود کو مغل بادشاہ سمجھتے تھے، ان کا بھی مقابلہ کیا اور یہ جو ہمارے چا
چو رہیں ان کا بھی مقابلہ کریں گے ... لیکن اس کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو ج
اسٹیج پر عوام کے سامنے پیش کرنا نہیں چاہتے وہ یہ ہے کہ ہم بزرگانِ دین کا احترا
ہیں اور ان سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسلام کی صحیح اسپرٹ کو سمجھیں،
اپنی تقریروں میں اسلام، مذہب اور کلام پاک کا حوالہ دیتے ہیں تو ان کو عوام کی
میں آ کر انتشار نہیں پھیلانا چاہئے۔ قرآن کریم انتشار پھیلانے والوں کی سختی سے
کرتا ہے، حتیٰ کہ مسلمانوں کو کافروں کے بتوں کو بھی بُرا کہنے سے سختی سے روکا گیا
اس لئے کہ کہیں کافر جواب میں نعوذ باللہ اللہ پاک کی شان میں گستاخی کرنے کی جرأ
نہ کریں۔ ہمیں افسوس ہے کہ چند بزرگانِ دین جن کا ہم دل سے احترام کرتے
پچھلے دنوں بنفسِ نفیس تشریف لائے اور انھوں نے بہت بری باتیں ہم لوگوں س
منسوب کیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بزرگانِ دین جن میں احتشام الحق تھانوی صاح
مولانا جارچوی صاحب بھی شامل ہیں، انھیں یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ لوگوں کے متعلق غ
بیانی سے کام لیں، اور اُن کی محب وطن تنظیموں میں انتشار پھیلائیں ——— باقی رہ گئے
مودودی صاحب تو وہ بزرگانِ دین کی صف میں نہیں آتے وہ ایک سیاسی آدمی ہیں ا
ہم ہر اس سیاسی آدمی کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں جو ہمارے اتحاد میں روڑے اٹ
ہم نے آج تک کسی سیاسی جماعت کی آڑ نہیں لی۔ اور نہ اس سلسلہ میں ہم کسی سیاسی جما
سے رجوع کریں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان گرہ کٹوں کے حملوں کے باعث یہ ضروری ہو گیا
کہ ہم مزدوروں کو صحیح خطوط پر منظم کریں۔ اور مغربی پاکستان کی بنیاد پر قومی مزدور م

صغیر احمد صاحب افطاری کے لفافے تقسیم کر رہے ہیں

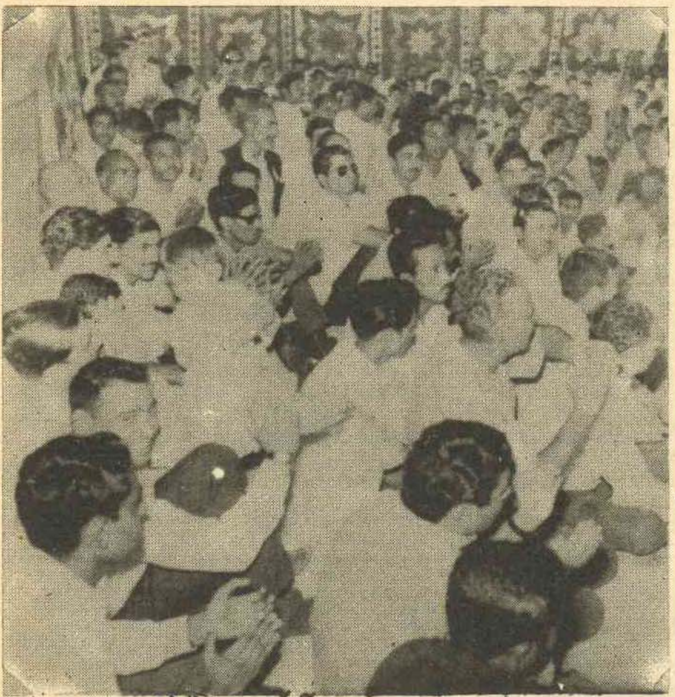

ورکرز کانفرنس کے اسٹیج پر آؤٹ اسٹیشنوں سے آئے ہوئے مندوبین

میں شامل تمام مزدور تنظیموں کو متحد کر کے مودودی فرقہ کی پھوٹ پرستانہ اور منافقانہ سازشوں کا بہادری سے مقابلہ کریں۔ اس سلسلہ میں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں فنڈ کی کبھی یقیناً ضرورت ہوگی، ہماری یونین کے پاس اس وقت تقریباً ایک لاکھ روپے کی رقم محفوظ ہے۔ اور یہ رقم صرف آپ کی ہے، یہ ان چالیس چوروں کی نہیں ہے جو بلا وجہ شور کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پی۔ آئی۔ اے کے مزدوروں کی تنخواہوں میں سے زبردستی کٹوتی ہوتی ہے، اس سے جائے انھیں کیا تکلیف ہوتی ہے۔ ہم نے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ جو آدمی یونین فنڈ کی مد میں ایک روپیہ اپنی تنخواہ سے کٹوانا نہیں چاہتا وہ انتظامیہ کو لکھ کر دیدے۔ ہم اس کا روپیہ نہیں لیں گے۔ اس سلسلہ میں چار سو آدمیوں نے لکھ کر دیا تھا۔ ان کا روپیہ کٹنا بند ہوگیا۔ ہم نے ان چار سو آدمیوں سے نہ دوبارہ آج تک رجوع کیا ہے اور نہ کرینگے لیکن ہم ان بزرگوں سے پوچھتے ہیں کہ تم اس ملک میں کاروبار بھی کرتے ہو اور باہر سے روپیہ بھی لیتے ہو۔ قربانی کی کھالیں بھی اکٹھی کرتے ہو، ہم بھی تمہیں قربانی کی کھالیں دیتے رہے ہیں، باوجودیکہ ہم تمہاری جماعت کے ممبر نہیں تھے، آج تک ہم تم سے حساب پوچھنے نہیں آئے تو تم کون ہوتے ہو کہ ہم سے حساب پوچھو۔ اگر پی۔ آئی۔ اے کے مزدور ہم سے حساب پوچھیں تو ہم انھیں حساب دیں گے، یہ ہماری تاریخ ہے کہ جنرل باڈی میٹنگ میں ہم نے مکمل حساب پیش کیا ہے۔ اور لوگوں نے اس کی تفصیل میں گئے بغیر ہی اسے منظور کر دیا۔ اور انشاءاللہ اب اگر کوئی ایسا موقع آئے گا تو یہی ہوگا۔ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ اس کی منظوری دیں کہ ہم یونین فنڈ میں سے دس ہزار روپیہ قومی مزدور محاذ کے لئے علیحدہ کریں۔ اور دوسری مزدور تنظیموں کو یں تاکہ تمام مزدور دشمن سیاسی جماعتوں کا — اور خاص طور سے جماعتِ اسلامی کا مقابلہ کیا جاسکے۔ جو مزدوروں کی تنظیموں میں پھوٹ ڈلوانا چاہتی ہیں۔ جن کی ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ اسلام کا نام لے کر مزدوروں کو ذبح کریں... میں اُن سے یہ پوچھتا ہوں کہ مسلمان تو داؤد بھی ہے سہگل بھی ہے جو ساری ساری رات شراب پیتے ہیں اور ساری ساری رات کلبوں میں کاٹتے ہیں اور صبح کو اللہ پاک سے اپنے گناہ معاف کرانے کے لئے کچھ پیسے تمہیں بھی دے دیتے ہیں۔ کیا اُن کی وجہ سے اسلام خطرے میں نہیں ہوتا—؟ لیکن اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ مزدورو اکٹھے ہوجاؤ، مزدوروں میں اتحاد ہونا چاہئے۔ اس ملک میں ۹۵ فیصد محنت کش مفلوک الحال عوام کی حکومت ہونی چاہئے تو تمہارا اسلام خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ یہ تو کوئی بری بات نہیں ہے۔ پاکستان کا ہر مزدور، ہر محنت کش، ہر ذی شعور شہری یہ چاہتا ہے کہ اس ملک میں عوامی حکومت ہونی چاہئے۔ اور وہ عوام کون ہیں؟ ہم ہی لوگ تو ہیں داؤد اور سہگل تو عوام نہیں ہوسکتے۔ وہ تو ہم لوگوں کا خون چوستے ہیں اگر تم یہ کہتے ہو کہ اس ملک میں اسلامی حکومت ہونی چاہئے تو ہم صاف الفاظ میں اعلان کر دینا چاہتے ہیں کہ یہاں صحیح اسلامی حکومت ہونی چاہئے۔ احتشام الحق صاحب بھی پچھتر ہزار کی مرسیڈیز گاڑی میں بیٹھنا چھوڑ دیں۔ جو لوگ راتوں رات جھوٹے فتوے دے دیتے ہیں وہ یہ فتوے دینا چھوڑ دیں۔ جو لوگ ساری عمر صدر ایوب کو امام ضامن باندھتے رہے انھیں سابق صدر ایوب کو برا کہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سابق صدر ایوب بہت خراب آدمی تھا۔ پاکستان کے تیرہ کروڑ عوام کہیں کہ وہ بہت خراب آدمی تھا تو بجا لیکن یار، تم تو اس سے مال کھاتے رہے ہو، اس سے پیسے لیتے رہے ہو، اس کے امام ضامن باندھتے رہے، اور اب ساری دنیا سے زیادہ تم ہی اسے برا کہہ رہے ہو صرف اس لئے کہ تمہیں رویتِ ہلال کے سلسلہ میں ایک رات کے لئے بند کر دیا تھا۔ اور اس کی بھی تم نے اس سے معافی مانگ لی تھی، میں یہ سب باتیں کہنا نہیں چاہتا تھا چونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں بزرگانِ دین کا احترام کرنا چاہئے۔ لیکن ان کو بھی چاہئے کہ وہ عوام کے جذبات کا خیال رکھیں۔ اور یہ دیکھیں کہ جہاں ایک تنظیم ہے، جہاں باشعور مزدور ہیں، جہاں متحد عوام ہیں، انھیں ان کی حمایت کرنا چاہئے اگر وہ واقعی اس ملک میں جمہوریت چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ مظلوم عوام کے ساتھ منبروں پر کھڑے ہو کر ان کا ساتھ دیں۔ بجائے اس کے کہ ان میں انتشار پھیلائیں۔ مولانا صاحب ختم نبوت کا جلسہ کرنا چاہتے تھے، کیا انھیں کوئی مسجد نہیں ملی تھی؟ کیا شہر میں تمام امام باڑوں میں گھسنے پر ان پر پابندی لگا دی گئی تھی—؟ آخر کیا وجہ تھی کہ انھوں نے پی آئی اے کا رخ کیا؟ ہم نے تو انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جن لوگوں کا تم ہاتھ پکڑ رہے ہو ان کی حالت لنگڑوں لولوں کی طرح ہے انہیں بیساکھیاں لگا کر تو چلایا جاسکتا ہے لیکن وہ شاہین بچے نہیں بن سکتے۔ صرف ہم ہی یونین کے محافظ ہیں، ہم ہی یونین کے گارڈ ہیں۔ ہم ہی یونین کے کارکن ہیں اور ہم ہی وہ قوت ہیں جو اپنے مطالبات بھی منوا سکتے ہیں اور ہم ہی وہ قوت قاہرہ ہیں جو تمہارا بھی سر کچل کر رکھ دیں گے۔

محمد عالم صاحب کے بعد ایرویز ایمپلائز یونین کے صدر طفیل عباس نے ورکرز کانفرنس کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ یونین کے ان کارکنوں کا جلسہ ہے جنہوں نے تمام طاغوتی طاقتوں کو للکار کر اُن کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اور اب ہم اس یادگار جلسہ میں آج کے تاریخی دن اپنی جدوجہد کے ایک نئے دور کے نئے انداز کے آغاز کا اعلان کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے متعلق نئی نئی باتیں اڑائی جاتی ہیں کہ ہم کمیونسٹ ہیں۔ ملحد ہیں۔ پاکستان میں پچھلے بائیس برس میں جتنی حکومتیں آئی ہیں انھوں نے مجھے جو کہ آپ کی یونین کا ایک رکن ہوں مختلف دفعات کے تحت قید کیا۔ قید ہونے کے مختلف موقعوں میں سے چار دفعہ سی آئی۔ ڈی گورنمنٹ کے ایجنٹوں اور امریکی سامراج کے دلالوں نے سازش کرنے کے بعد مجھے انتہائی سخت... تکلیفیں دیں۔ وہ چاہتے تھے کہ مجھ سے جھوٹی باتوں کا اقرار کروا کر غلط الزامات پر مجھے جیل کی کال کوٹھریوں کے حوالے کر دیں۔ تاریخ گواہ ہے نور خان صاحب جو آج کل گورنر ہیں وہ بتائیں کہ کیا ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت تھا کہ میں نے اپنے ملک، اپنی قوم، اپنے مذہب، یا پی۔ آئی اے کے خلاف کوئی سازش کی تھی، میں نے انتہائی صبر و جرأت سے ان کی تمام بیہودگیوں، بدمعاشیوں اور ظلم و تشدد کا اس طرح مقابلہ کیا کہ وہ تھک ہار کر بیٹھ گئے اور میرے پائے استقلال میں جنبش نہ آئی، مولانا مودودی جائیں اور سامراجی دلالوں سے پوچھیں کہ انھوں نے کیا کیا تکلیفیں مجھے دی ہیں۔ لیکن میرا نعرہ یہی تھا کہ اس ملک میں وہ نظام ہونا چاہئے، جس کا وعدہ پاکستان کے مسلمانوں سے قائد اعظمؒ نے کیا تھا، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ قائدِ اعظمؒ لیاقت علی خان، مولانا حسرت موہانی سب کا نعرہ یہی تھا کہ اس ملک میں ۹۵ فیصد محنت کش عوام کی حکومت ہونی چاہئے: مولانا مودودی ثابت کر دیں کہ قائداعظم نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم پاکستان میں اسلامی سوشلزم چاہتے ہیں، میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جن دنوں علی گڑھ یونیورسٹی میں مسلم لیگ کا کام کرتا تھا تو مجھے برطانوی سامراج کے نمائندے ڈکسن نے یونیورسٹی سے نکال دیا تھا۔ اور مودودی اور نصراللہ خان اور اُن کے ٹلّے اس زمانے میں دیہاتوں اور قصبوں میں کام کرنے والے مجاہدوں اور عوام سے یہ کہا کرتے تھے کہ قائد اعظم کافر ہے۔ تم اس کا ساتھ مت دو۔ آج بھی تم وہی بات کہہ رہے ہو

آج بھی قائد اعظمؒ کی بات کو لیکر آگے بڑھنے والوں کو مولانا مودودی، مولانا احتشام الحق نصراللہ خان سب کے سب وہی کچھ کہہ رہے ہیں جو وہ ان دنوں میں قائد اعظمؒ کے متعلق کہا کرتے تھے، ہم جو کہ پاکستان کی حیات و بقا کے لئے کام کرتے ہیں، جو پاکستانی عوام کی خدمت کرتے ہیں تم ہمیں کافر، ملحد اور کمیونسٹ کہتے ہو۔ ہم تمہارا چیلنج قبول کرتے ہیں، ہمارا انصاف پاکستان کے ۹۵ فیصد محنت کش کریں گے، اور وہی تمہیں کیفر کردار کو پہنچائیں گے۔ اور مولانا مودودی کا کیا ہے؟ وہ تو ہر اس مسلمان کو کافر کہتے ہیں جو ان کی جماعت کے مجرمانہ اور منافقانہ پروگرام سے اتفاق نہیں کرتا۔ ہم ان سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس ملک میں بہت سی یونینیں ہیں، خطیب صاحب کی ہیں، نبی احمد صاحب کی ہیں ڈاکٹر مالک صاحب جو اب لیبر منسٹر بن گئے ہیں ان کی تھیں ـــ جماعتِ اسلامی نے ان سب پر حملہ کیوں نہیں کیا؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے شروع ہی سے علامہ اقبال کا یہ نعرہ دیا تھا ؎

اُٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

اور صرف اس کی پاداش میں ہمیں جیل میں ٹھونس دیا جاتا ہے۔ شور شرابہ مچایا جاتا ہے۔ ہمیں ملحد اور کافر کہا جاتا ہے۔ ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کی ناموس اور عزت پر جماعتِ اسلامی کے گرگے حملے کرتے ہیں، الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم پی۔ آئی۔ اے کے مینجمنٹ کو عورتیں سپلائی کرتے ہیں ـــ مولانا مودودی یہ ہے تیرا اسلام، سن لے کہ ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ تیری بیٹیاں ٹیڈی ہیں۔ ہم بھی ان کے فوٹو جو ہمارے پاس موجود ہیں چھاپ سکتے ہیں۔ لیکن ہم عورتوں کا احترام کرتے ہیں اس لئے ایسا نہیں کریں گے۔ لیکن ہم آج پھر کہتے ہیں کہ ہم شہیدِ کربلا کا نعرہ یعنی "ہم انقلاب سے پیار کرتے ہیں" لگائیں گے۔ ہم پاکستان کے ۹۵ فیصد مزدور اور کسان انقلاب چاہتے ہیں ـــ بنیادی تبدیلی چاہتے ہیں۔ اس معاشرے میں کسی قسم کی فلاح و بہبود کی کوئی صورت اس وقت تک روشن نہیں ہو سکتی جبتک ۹۵ فیصد مزدوروں کسانوں کی بنیاد پر الیکشن نہیں ہوتے یہ کونسی جمہوریت ہے کہ مزدوروں کے نمائندے داؤد اور سہگل ہوں اور کسانوں کی نمائندگی نصراللہ خان اور قزلباش کریں؛ کیا قائد اعظم کے کہنے پر ہم نے اسی جمہوریت کے لئے خاک و خون کی ہولی کا سامنا کیا تھا،؟ کیا ۶۵ء میں پاکستانی مجاہدوں نے ہندوستانی توسیع پسندوں کے خلاف نبرد آزما ہو کر جنہوں نے امریکی سامراجیوں کے اشارے پر ہماری بین الاقوامی سرحدوں پر جنگ تھوپی تھی، اس لئے جام شہادت نوش کئے تھے؟ نہیں۔ پاکستان کے مزدوروں اور کسانوں کے جوان بیٹوں، بھائیوں اور جیالے سپوتوں نے اس لئے جانیں دی تھیں کہ یہاں صحیح عوامی راج ہو۔

آج مولانا مودودی اور احتشام الحق جمہوریت کی بات کرتے ہیں، جو اس وقت جب عوام نے ایوب خان کو ڈھا دیا تھا، آر ٹی سی میں جا کر اسے پانی پلا کر، ہوش میں لا کر اس کی گود میں بیٹھ گئے تھے تاکہ عوام کے عظیم ابھار کو سازش کی نذر کر دیں، لیکن اس جمہوریت سے بات نہیں بنے گی، بھارت میں بھی جمہوریت ہے، گری صاحب جو ایک زمانے میں مزدوروں کے نائب صدر تھے، اب بھارت کے صدر ہیں۔ کیا وہاں کوئی تبدیلی آگئی؟ نہیں کیا بھارتی عوام کی حالت ٹھیک ہو گئی؛ نہیں۔ دوستو مسئلہ صرف جمہوریت کا نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کیا مزدور کسان کے اتحاد پر مبنی کوئی صحیح معاشرہ قائم ہو گیا۔؟ اور یہی وہ نقطہ ہے جس سے مولانا مودودی کا دم نکلتا ہے، جسے سن کر احتشام الحق کو چکر آ جاتے ہیں۔ یہ سب اپنے آپ کو مسلمانوں کا ہمدرد کہتے ہیں، ہم نے رباط کانفرنس کی روئداد پڑھی، کانفرنس کچھ بھی نہ تھی، معمولی اعتدال پسندی تھی، اس کانفرنس کے دوران بھی امریکی سامراج نے عالم اسلام کے سینے پر تیر مارا اور کہا کہ ہماری فوجیں اسرائیل میں ہیں۔ اس وقت نہ حکومتِ پاکستان کے نمائندوں نے اس کا نوٹس لیا نہ مولانا مودودی اور احتشام الحق کے کان پر جوں رینگی، بلکہ مولانا مودودی نے تو یہ کہا کہ اے مائی باپ امریکہ اگر تم نے یہ طریقۂ کار اختیار کیا تو ہو سکتا ہے کہ دنیا کے دس کروڑ عرب تمہارا ساتھ نہ دیں۔ ہو سکتا ہے الفاظ کچھ اور ہوں لیکن ان کا مفہوم یہی تھا، تمام دنیا کے عوام کے دشمن نمبرا امریکی سامراج کے متعلق تمہارے خیالات یہ ہیں، اور جب ہم ویت نام کی بات کرتے ہیں، جب ہم لومبا کا ذکر کرتے ہیں تو مولانا مودودی یہ

اعتراض کرتا ہے کہ کیا لومبا تمہارا چچا تھا، تو مولانا سن لیجئے کہ مسئلہ چچا کا نہ
طرح تمام دنیا کے سرمایہ دار یعنی ہندو برلا اور ٹاٹا عیسائی فورڈ اور یہودی
ایک ہی نصب العین ہے کہ دنیا کے مزدوروں اور کسانوں کا خون چوس کر ڈالر
بنائیں، اسی طرح پاکستان، عرب، امریکہ یعنی تمام دنیا کے مزدوروں کا بھی ایک
ہے ـــ یعنی امریکی سامراجی اجارہ دار سرمایہ داروں تمام دنیا کے جاگیرداروں
کر اور اُن کے دلالوں کو نیست و نابود کر کے تمام عوام دوست، امن پسند اور
طبقوں گروہوں اور افراد کی رہنمائی میں صحیح امن قائم کر کے عوامی جمہوریت
تم کہتے ہو "دنیا کے ملاؤ ایک ہو جاؤ" ارے بھائی ان کا قاتل داؤد بھی
وہ بھی محمدؐ عربی کا کلمہ پڑھتا ہے۔ ہم خدمت کرتے ہیں مزدوروں کی، ہم
کا نظریہ اپنایا ہوا ہے۔ آئے سامنے جو اس سے اختلاف رکھتا ہے۔ عوام جب
پر حملہ کرتے ہیں۔ جہاں ملوکیت کے قدم ڈگمگاتے ہیں۔ مولانا مودودی بے چین
ہیں۔ اور کیونکر نہ ہوں۔ ان کے ڈالروں اور پونڈوں میں جو کمی واقع ہونے وا
کیا وجہ ہے بتاؤ؟ تم کون ہو لیبیا کے مسئلہ پر ماتم کرنے والے، وہاں کے عوام
کی حکومت کو مانیں۔ ہم وہاں کی حکومت کو اچھا نہیں سمجھتے، لیکن میں مولانا
سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب تک وہاں بادشاہت قائم تھی، وہاں کے مزدورو
کسانوں کو کوئی حق حاصل نہیں تھا، تم نے اس کی مخالفت نہیں کی، اس وقت
نے سوڈان کی مخالفت نہیں کی، تم نے عراق کی مخالفت نہیں کی، لیکن آج جو
کے عوام نے شہنشاہیت کا تختہ لوٹ دیا ہے مولانا مودودی تم گھبرا گئے ہو۔ آج
کا سپوت جمال ناصر اسرائیل کے خلاف سینہ تانے کھڑا ہے تم انتہائی بے غیرتی
یہودی کی اولاد کہتے ہو۔ تُف ہے تمہارے مسلمان ہونے پر۔ تاریخ گواہ ہے کہ مصر
کی جتنی تبلیغ اور اسلامی تعلیم ناصر کے زمانے میں ہوئی، فاروق کے زمانے میں نہ
تھی، لیکن مولانا مودودی صاحب کہتے ہیں کہ ناصر کی بات مت کرو ـــ کیوں؟ اس
اس نے امریکی سامراج کے دلّوں اخوان المسلمین کی بیخ نکال دی۔ آج میں حکو
پاکستان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تماشہ کب تک دیکھوگے۔؟ پاکستان کے عوا
بائیس سال سے کس طرح الّو بنایا جاتا رہا ہے۔ کبھی کوئی تختِ حکومت پر بیٹھ جاتا
کسی نام سے بیٹھ جاتے ہو کبھی کسی شکل سے بیٹھتے ہو۔ لیکن رہتے وہی ہو پانچ فیص
منافع خوروں کے مفادات کے محافظ جو کہ ۹۵ فیصدی آبادی کا خون چوس رہے ہیں
تماشہ ہے کہ مزدور گولی بنائے ملکی دفاع کے لئے اور کہے کہ اگر کسی نے ہمارے و
طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو ہم اس کی آنکھ پھوڑ دیں گے۔ اور ۶۵ء میں دنیا نے
کہ ملک کا دفاع کس نے کیا؟ اور وہ گولی ماری جائے اس مزدور کو جو اپنے حقوق
بات کرتا ہو، افسوس ہے ایسے احسان فراموشی پر ـــ لیکن ہم یہ بتا دینا چاہتے
آج ہم مزدور کسان کی حکومت کی بات کر رہے ہیں۔ اور یہ بات ابھی مزدوروں
کسانوں کے ذہنوں میں بیٹھی نہیں ہے، لیکن جیسے ہی انھوں نے اس صداقت کا شع
حاصل کر کے اسے اپنی گرفت میں لے لیا تو تاریخ گواہ ہے کہ یہی نہتّے عوام محلوں کو
کر لیتے ہیں۔ ابھی ہم صرف اپنے حقوق کی بات کر رہے ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ
بوٹ جو ہماری گردنوں پر رکھا ہوا ہے ہٹاؤ تو مودودی کہتا ہے کہ ہم تشدد کی بات کر
ہیں۔ اسے مولانا مودودی ہمیں یہ تو بتائیں کہ انھوں نے تو اپنی کتابوں میں لکھ دیا
جو آدمی جیسے پیدا ہوا ہے ویسے ہی زندگی کی راہ میں ترقی کرے گا۔ یعنی جو آدمی ہوائی
لے کر پیدا ہوا ہے وہ ہوائی جہاز میں چلے، جو موٹر لے کر آیا ہے وہ موٹر میں چلے گا، او
پیدل پیدا ہوا ہے وہ پیدل چلے گا۔ مولانا یہ کونسا اسلام ہے؟ محمد عربیؐ اور خلفا
راشدینؓ کا اسلام تو وہ ہے جو سب کو برابری اور مساوات کا درس دیتا ہے۔ اور
ضمانت دیتا ہے کہ ایک عام آدمی اور خلیفۂ وقت دونوں کے بچے ایک ہی مقام سے زند
کی دوڑ شروع کریں گے۔ تم ملّا مودودی یہ کیسے کہتے ہو کہ داؤد کے پاس اگر دولت ہے
اس کا بیٹا انگلینڈ ضرور جائے گا۔ میرے ایک غریب بھائی کے پاس اگر دو وقت کی روٹی
بھی نہیں تو اس کا بچہ تعلیم بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ تُف ہے ایسے نظام پر اور تمہارے
میں کہتا ہوں حکومت ان لوگوں پر پابندی کیوں نہیں لگاتی۔ یہ بالکل واضح بات ـــ

کہ جماعتِ اسلامی مذہبی جماعت نہیں ہے۔ اس کو یہ حق کیسے مل سکتا ہے کہ وہ سیاست میں اسلام کا مقدس نام استعمال کرے۔ ہمیں دکھ ہوتا ہے اس وقت جب ہم جماعت اسلامی کے خلاف نعرہ لگاتے ہیں، کیونکہ اس میں اسلام کا مقدس نام بھی شامل ہے۔ یہ لوگ سیاسی باتیں کرتے ہیں، مذہبی باتیں نہیں کرتے، ایک اور بات جو جواب طلب ہے وہ یہ ہے کہ آخر عوام کس کا اسلام مانیں؟ مودودی کا، احتشام الحق کا، جاربچوی کا، یحییٰ خان کا کھٹو کا یا مولانا بھاشانی کا؟ آخر کس کا اسلام مانیں۔ یا ان سب کو چھوڑ کر غریب مزدوروں اور قلاش کسانوں کا اسلام مانیں، میں پوچھتا ہوں کہ یہ سب لوگ ۹۵ فیصد عوام کا اسلام کیوں نہیں مان لیتے۔ زمین غریب کسانوں میں کیوں نہیں تقسیم کرتے؟ کیوں دیکھتے ہیں قزلباش کی طرف، کیوں دیکھتے ہیں کھوڑو کی طرف، کیوں دیکھتے ہیں اور کی طرف؟ زمین اللہ کی ہے کسانوں میں تقسیم ہونی چاہئے؛ تمام ملکیت ہماری محنت سے پیدا ہوئی ہے کارخانے مزدوروں کے ہونے چاہئیں۔ جب ہم یہ نعرہ دیتے ہیں تو بوکھلاہٹ ہوتی ہے۔ ہم تو اسلام کی ہی باتیں کر رہے ہیں' یا کہدو کہ قرآنِ کریم میں یہ نہیں آیا۔ اور اگر قرآنِ کریم میں یہ نہیں آیا تو میں پوچھتا ہوں کہ مولانا مودودی صاحب رسول اللہ اور خلفائے راشدین نے کیوں جاگیریں نہیں بنائیں، کیوں مال جمع نہیں کئے۔؟ تو تم گھبراتے ہو اور اپنے گرگوں سے یہ کہتے ہو کہ یہ آدمی جو یہ بات کرتا ہے کافر ہے۔ ارے تم تو اتنے مفسد ہو کہ جو لوگ مرگئے' ان کے لئے تم نے کیا نہیں کہا؟ تم نے علامہ اقبال" کے لئے کیا نہیں کہا۔ تم نے قائدِ اعظمؒ کے لئے کیا نہیں کہا۔ تم نے شہیدِ ملت لیاقت علی خان کے لئے کیا نہیں کہا؟ آج تم ہمارے بھائی بہنوں کے خلاف بہتان طرازی کرتے ہو۔ کل تم نے لیاقت علی کی بیگم کے خلاف مہم چلائی تھی۔ اور اتنی نفرت پیدا کر دی تھی کہ سید اکبر نے شہیدِ ملت کو گولی مار دی۔ آج تم وہی نفرت پھر پھیلا رہے ہو۔ بھارتی جن سنگھیوں نے جو ڈرامہ احمد آباد میں کھیلا وہی ڈرامہ جماعتِ اسلامی نے مشرقی پاکستان میں کھیلا۔ اور اب مغربی پاکستان میں کھیلنا چاہتے ہیں؛ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مارننگ نیوز کے نمائندے نے اپنی رپورٹ میں ہم پر یہ الزام لگایا تھا کہ ڈھاکہ کے جھگڑوں میں ائرویز ایمپلائز یونین کے ممبروں کا کچھ ہاتھ تھا، اس سلسلہ میں میں مطالبہ کرتا ہوں کہ تمام صحافی حضرات، لیبر ڈپارٹمنٹ اور سی۔آئی۔ڈی سب لوگ یہ معلوم کریں کہ مارشل لاء کے نفاذ کے دن وہ کونسی یونین تھی، یا وہ کونسا گروہ تھا جس نے گھیراؤ کیا تھا؟ آیا وہ گھیراؤ مزمل الحق نے کیا تھا یا مودودی کے اس گروہ نے کیا تھا جو اب یہاں مودودی کے گرگوں سے رابطہ قائم کر رہا ہے۔ اس وقت مزمل الحق سے تو یہ کہا جاتا تھا کہ اگر تم نے یونین نہ چھوڑی تو تمہارے گھر میں آگ لگا دیں گے، کہاں ہے مارشل لاء؟ کیا مارشل لا صرف ہمارے لئے ہے؟ کیوں نہیں پوچھا گیا ان لوگوں سے جنہوں نے اس دن پی۔آئی۔اے کا گھیراؤ کیا تھا؟ اس کے بعد یہاں کراچی میں دیکھ لیں، ۱۳ ستمبر کو سنیچر کے دن جماعتِ اسلامی کے گرگوں نے ہڑتال کرائی، تمام اخبارات میں دو ہزار آدمیوں کے جلوس کی خبر اس کا بین ثبوت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سنیچر کے دن جماعتِ اسلامی کے گرگوں اور امریکی ایجنٹوں نے پی۔آئی۔اے میں کام بند کروایا۔ سیکورٹی ڈپارٹمنٹ کہتا ہے ڈیڑھ سو آدمی تھے، بھئی ڈیڑھ سو آدمی ہوں یا دو ہزار آدمی ہوں۔ انھوں نے نعرے لگائے، جلوس نکالا، وہ ہماری یونین کے دفتر کے سامنے آکر پاک چین دوستی مردہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے ناچتے کودتے رہے۔ اس کے بعد وہ پی۔آئی۔اے کے ہیڈ کوارٹر گئے، اور وہاں ڈائرکٹر ایڈمنسٹریشن اور مینیجنگ ڈائرکٹر کے دفتر پر پہنچے اور اس کے بعد کچھ پولیس والے آئے جلوس کے تمام شرکاء بھاگ گئے، پھر خاموشی ہو گئی — میں پوچھتا ہوں کہ بھئی کہاں ہے مارشل لاء؟ اسٹیل کارپوریشن کے لئے مارشل لاء ہے، شالیمار سلک ملز کے لئے مارشل لا ہے اور دوسرے مقامات کے لئے مارشل لاء ہے، اور پی۔آئی۔اے میں جماعتِ اسلامی کے گرگوں کے لئے مارشل لاء نہیں ہے۔ اس کے معنی صاف یہ ہیں کہ انتظامیہ میں کچھ امریکی ایجنٹ چھپے بیٹھے ہیں، جو پی۔آئی۔اے کے مزدوروں کے عظیم اتحاد کو نقصان پہنچانے کی سازش کر رہے ہیں؛ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عقل کے دشمنو! تم نے پچاس دفعہ مجھے پکڑوانے کی بھی کوشش کر لی، میں نے بارہا کہا ہے کہ اس میں میرا کیا جاتا ہے۔ صرف یہ کہ میرے نام کے گرفتاریوں میں ایک اور جمع ہو جاتا۔ میرا کچھ نہ بگڑتا لیکن اسکے ساتھ ہی ساتھ میں نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ رے پکڑنے کی ساری ذمہ داری یا تو درانی صاحب کی ہوگی یا حکومتِ پاکستان کی ہوگی۔ ہم صنعتی امن قائم رکھنے کے ذمہ دار نہ ہونگے۔ ساتھیو! مطلب یہ ہے کہ ہم نے انکی اشتعال انگیزی برداشت کی، اور مارشل لاء والے خاموش ہیں، حکومت پاکستان خاموش ہے۔ لیبر ڈپارٹمنٹ خاموش ہے، پی۔آئی۔اے کی انتظامیہ خاموش ہے — بھئی انھوں نے ہڑتال کی، جلوس نکالا، جلسہ کیا، نعرے لگائے، اب چاہے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے اخبارات کی خبروں کے مطابق اس میں دو ہزار آدمی شامل تھے، یا سیکورٹی ڈپارٹمنٹ کے بیان کے مطابق ڈیڑھ دو سو آدمی تھے، بہرحال مارشل لاء تو توڑا تھا، اخبارات میں خبر تو آئی تھی کہ پی۔آئی۔اے کے مزدور اس قدر اشتعال میں تھے کہ اگر جماعتی گرگے جو پیدائشی مفسد ہیں حالات پر قابو نہ پاتے تو لوگ ائرویز ایمپلائز یونین کے دفتر کو آگ لگا دیتے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ کوئی ایسی ماں پیدا ہی نہیں ہوئی، جو ایسے سپوت جن سکے جو ائرویز ایمپلائز یونین کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے — ہم ان کے ہاتھ قلم کر دیں گے، اور ہم نے ماضی میں ایسا کیا ہے۔

> مودودی کے گرگوں نے ماضی میں ہمیں جب بھی اشتعال دلایا، ہم نے ہمیشہ ان سے بات کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب غنڈہ گردی پر اترے تو پاکستان کے اخبارات، پولیس۔ سی۔آئی۔ڈی اور پی۔آئی۔اے کی انتظامیہ سب گواہ ہیں کہ ہم نے ان کے سر پھاڑ کر رکھ دیئے ہیں —۔

ہم نے انھیں گھیر کر اتنا اتنا مارا ہے کہ وہ توبہ توبہ چیخ اٹھے ہیں، اور معافی! معافی پکارنے لگے ہیں۔ آج وہ پھر ہمیں اشتعال دلا رہے ہیں۔ وہ ہماری ماؤں اور بہنوں کی عزتوں پر حرف گیری کر رہے ہیں، آپ جانتے ہیں کہ یہ جگہ جہاں آپ بیٹھے ہیں انڈسٹریل ہوم ہے اس انجمن کا ایک لوئر سیکنڈری اسکول پانچ نمبر میں ہے۔ ایک انڈسٹریل ہوم لانڈھی میں اور ایک پرائمری اسکول نئی کراچی میں ہے۔ یہ ہے اس انجمن کی عورتوں کی کارکردگی جو گھر گھر جاکر چونی چونی جمع کر کے پاکستان کی پچاس فیصد عورتوں کی آبادی کو منظم اور باشعور کر رہی ہے۔ انھیں سمجھا رہی ہے کہ جس پاکستان کے لئے ہم نے اپنے عزیز بھائیوں، بیٹیوں، محترم بزرگوں کی جانیں قربان کی تھیں، خاک و خون میں نہائے تھے اس کی خدمت کرنے کے لئے اٹھو اور منظم ہو جاؤ، اور اسی نعرے سے مودودی فرقہ کا دم سوکھتا ہے، اس کے گرگے اور امریکی ایجنٹ ان کے متعلق بکواس کرتے ہیں، لیکن ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے —۔ تاریخ گواہ ہے راہِ حق اختیار کرنے والوں پر اس سے زیادہ ستم روا رکھے گئے ہیں۔ رسولؐ کی نواسیوں کو بے پردہ پھرایا گیا ہے۔ ہم اس سے زیادہ تشدد برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں تو دوستو! یہ ہے جماعتِ اسلامی کا اصلی روپ، یہ ہے ان کی سازشوں کا اصلی رخ، لیکن ہم نے بارہا کہا ہے اور اب بھی کہہ رہے ہیں کہ ؎

جلا کے کہدے کوئی ساحل کے شبستانوں میں
لنگر انداز ہیں ہم آج بھی طوفانوں میں

ہم نے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ ہمارے لئے مطالبات کوئی بہت بڑا مسئلہ نہیں ہے، ہم نے ہمیشہ اصولی اتحاد کا نعرہ لگایا ہے۔ اور کبھی بھی غیر منصفانہ مطالبات سودے بازی کرنے کے لئے پیش نہیں کئے ہیں۔ ہم نے کبھی انتظامیہ کو بلا وجہ تنگ نہیں کیا، ہم ہمیشہ ایسے ہی مطالبات پیش کرتے ہیں جنہیں ہم سمجھتے ہیں کہ پی۔آئی۔اے انتظامیہ کو منظور کرنے چاہئیں، آپ نے دیکھ لیا، وہ بات ہو گئی اور ہڑتال ایک گھنٹہ کی بھی نہیں ہوئی۔ ساتھیو! میں نے آج سے پہلے آپ سے کوئی بات نہیں کہی تھی، میں آپ سے صرف یہی کہتا رہا ہوں کہ اپنی صفوں کو منظم کرو، دوستو! جب تم نے تمام سامراجی ایجنٹوں، گماشتہ اجارہ دار سرمایہ داروں کے تئیس خاندانوں اور بڑے جاگیرداروں کے خلاف ملک گیر پیمانے پر جدوجہد کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے تو تم پر جو گندے وار ہوتے ہیں انہیں برداشت کرو — لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر ہمارے کسی ساتھی، کسی کارکن پر ہاتھ اٹھایا گیا تو ہم اپنے عظیم اتحاد کی بھرپور قوت کی بنیاد پر مودودی اور احتشام الحق کا داخلہ ائرپورٹ پر بند کر دیں گے، اور ہم آج پھر یہ اعلان دہراتے ہیں۔ سامراجی ایجنٹو! مفسدو منافقو ہوشیار ہو جاؤ، لیکن ہم آج پھر یہ بات بتا دینا چاہتے ہیں کہ جس یونین گارڈ تنظیم سے تمہارے خواب پریشان ہو جاتے ہیں، وہ ہم نے صرف اپنے دفاع کے لئے بنائی ہے، ہم پر چاروں طرف سے حملہ ہے۔ ہماری حالت ایسی ہے جیسے امام حسینؓ کربلا میں تھے، اور ہم امام حسینؓ کے

دسمبر ۶۹

مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ـــ اسلام کی سربلندی کے لئے۔ پاکستان سے امریکی سامراج کے دلالوں، گماشتہ اجارہ دار سرمایہ داروں کے تیس خاندانوں، بڑے جاگیر داروں اور ان کے دلالوں کا تختہ الٹ کر عوامی جمہوریت قائم کر کے دم لیں گے، ـــ اسی لئے ہم اب اُٹھ رہے ہیں، یہی بات ہم نے پہلے بھی کہی تھی، آج انتظامیہ سے ہماری لڑائی ختم ہوتی ہے صرف چھوٹے موٹے مسئلوں کے لئے بات چیت چلتی رہے گی،

ساتھیو! اب مجھے بات یہ کرنی ہے کہ جس طرح امریکی سامراج کی دلال ٹولی نے آپ کے خلاف تمام مزدور دشمنوں کو اکٹھا کیا ہے، علمار کو جن کے متعلق عالم بھائی کہتا ہے کہ بزرگانِ دین ہیں، آپ کیخلاف اکسایا ہے، اور عیسائی پادریوں کو پی۔آئی۔اے کے مزدوروں میں انتشار پھیلانے کے لئے مامور کیا ہے؛ امریکی سفارت خانے کے لوگوں کو مجھ سے بات چیت کرنے کیلئے بھیجا ہے، یعنی آپ کے خلاف ایک باقاعدہ اور منظم سازشی محاذ قائم کیا ہے۔

جیساکہ عالم بھائی نے کہا ہے کہ ہم کسی سیاسی جماعت سے گٹھ جوڑ نہیں کریں گے، لیکن ہم اپنے دشمنوں کے خلاف، پاکستان کے مزدوروں، کسانوں، طالبعلموں، دانشوروں، قومی سرمایہ داروں، محب وطن جاگیرداروں، یعنی تمام محب وطن طبقوں گروہوں اور افراد کا ایک قومی محاذ بنانا چاہتے ہیں، جو مزدور طبقہ کی رہنمائی میں کام کرے گا، کیونکہ یہ انقلابی طبقہ ہے اور تاریخ کا یہ آخری فیصلہ ہے، کسی بھی معاشرے میں بنیادی تبدیلی صرف اسی کی قیادت میں آسکتی ہے نہ ایوب خان انقلاب لا سکتے ہیں اور نہ کوئی دوسرا شخص انقلاب لا سکتا ہے، کسی بھی قسم کی بنیادی تبدیلی کے لئے پاکستان کے مزدور طبقہ کو اپنے سینے چوڑے کرنے پڑیں گے، ہمیں اپنے عظیم مقصد عوامی جمہوریت کے حصول کے لئے گلیوں گلیوں، کوچوں کوچوں، دیہاتوں دیہاتوں جاکر مفلوک الحال عوام اور اسی فیصد قلاش کسانوں کو منظم کرنا پڑے گا، ان سے کہنا پڑے گا کہ کیوں بھائی تم قائد اعظمؒ اور لیاقت علی خان کے خوابوں کی تعبیر کے لئے قربانیاں دینے کے لئے تیار نہیں ہو۔ کیا تم بائیس سال سے پھیلے ہوئے اندھیروں کو دور کرنا نہیں چاہتے؟ ان کا جواب یقیناً اثبات میں ہوگا۔

اس مقام پہ ہم تمام عوام دشمنوں، سامراجی دلالوں اور ان سب کے گرو مودودی فرقے کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم عوام سے کہیں گے کہ جو بھی تمہارے حقوق کی جد وجہد میں رخنہ اندازی کرتا ہے۔ تم اسے میدان میں چت کر دو۔ جو بھی تمہارے حقوق کو غصب کرتا ہے تم اس سے اپنے حقوق چھین لو۔ یہ تمہارا حق ہے، یہ کوئی غیر جمہوری بات نہیں ہے، یہ ہر مذہب نے سکھایا ہے، یہی اسلام نے سکھایا ہے۔ یہی رسول اللہؐ نے بھی کہا ہے۔ جو تمہارا حق نہ دے چھین لو۔

ہم نے اپنے یونین گارڈوں کو ہمیشہ یہ بتایا ہے کہ انتظامیہ سے اس لڑائی کو ختم ہونے دو۔ اس کے بعد ہمیں ایک قومی متحدہ محاذ قائم کرنا ہے۔ اس کے لئے ہم نے یہ طے کیا ہے کہ تمام مزدور کسان اور تمام محب وطن کارکنوں کے عظیم الشان جلسے کر کے حکومت کو بھی یہ بتا دیں گے کہ اب عوام کیا چاہتے ہیں۔؟ اب وقت کی نبضیں کیا کہہ رہی ہے، اس مقصد کے لئے ہمیں ایک لاکھ روپیہ جمع کرنا ہوگا، اس روپیہ سے ہم ایک پریس خریدیں گے۔ تاکہ اپنا اخبار نکال سکیں۔ آج حالت یہ ہے کہ ایک سرخی ڈان میں آجاتی ہے ایک سرخی جنگ میں آجاتی ہے، تھوڑی بہت ہماری بات بھی موجود اور ان کی باتوں سے بھی صفحے کے صفحے کالے ہوتے ہیں۔ دونوں میں سے سچا کون؟ اللہ جانے۔ اس وقت ہمارا صرف ایک رسالہ ہے منشور اس کے بارے میں بھی جماعتِ اسلامی کے بیان آتے رہتے ہیں کہ منشور بند کیا جائے۔ جماعتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے کئی دفعہ اپنا مکروہ منصوبہ بھی ایوب خان کو لکھکر بھیجا، کہ منشور بند کیا جائے، الطاف گوہر صاحب اصغر خان کے پاس آئے کہ منشور بند کیا جائے میں نے اصغر خان سے کہا کہ منشور بند کرنا ہے کر دیجئے۔ لیکن یہ آواز پاکستان کے محنت کشوں کی آواز ہے، اگر کوئی ہنگامہ ہوگا تو ہم ذمہ دار نہ ہونگے۔ واہ رے جمہوریت کے علمبردار مولانا مودودی، تمہارا "ایشیا" نکلتا ہے۔ آئین نکلتا ہے، ترجمان القرآن نکلتا ہے۔ تم ہم پہ غلیظ حملے کرتے ہو، ہم نے کبھی نہیں کہا کہ تمہارے پرچے بند کئے جائیں ـــ لیکن تم مزدوروں کے واحد رسالے منشور کو ـــ جسے وہ لہر لہر آنے دیکر خریدتے ہیں۔ اور جس کی چیکنگ کے لئے ہم نے بارہا دعوت دی ہے بند کرنے کا مطالبہ کرتے ہو۔ یہی ہے تمہاری جمہوریت نوازی ـــ منشور نے ایسا کونسا جرم کیا ہے جو اسے بند کر دیا جائے۔ منشور نے ایسی کونسی اسلام دشمنی کی ہے کہ اسے بند کر دیا جائے۔ ہم نے بے سرو پا باتوں پہ جو طوفان کھڑے کئے، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ایک افسانہ تھا جو پہلے بھی اور جگہ چھپ چکا تھا، اس وقت مودودی فرقہ بالکل خاموش رہا۔ لیکن منشور میں اس کا چھاپنا غضب ہوگیا مودودی صاحب کے پیٹ میں درد ہوگیا اور انہوں نے ایک شور شرابہ مچا دیا ـــ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ مارشل لا کے تحت اس کی انکوائری کی جائے کہ اس میں ہم نے نعوذ باللہ اسلام کے خلاف ایسی کونسی بات کہی تھی، ہم نے الطاف حسین قریشی کے لگائے ہوئے الزامات کے ساتھ اپنا جواب بھی شائع کیا، یہ ہے صحافتی ایمانداری یہ ہے دانشورانہ ایمانداری ـــ اب الطاف حسین قریشی بھی آئیں جماعتِ اسلامی بھی آئے ـــ تمام امریکی دلال آئیں اور ہمارے جواب کو اسی طرح ـــ جس طرح ہم نے ان کے الزامات کو چھاپا ہے چھاپیں ـــ تم ایسا نہیں کر سکتے، کیونکہ تم جھوٹے ہو، مفسد ہو، تم منافق ہو تم سچ کا مقابلہ نہیں کر سکتے، تم حق کے سامنے کھڑے نہیں رہ سکتے، یہی ہے تمہاری جمہوریت یہ ہے تمہاری اصول پرستی؟ یہ ہے تمہاری عوام دوستی اور یہ ہے تمہاری ایمانداری ـــ ہم نے یہ طے کیا ہے کہ "زندگی" میں جو الزامات بھی ہمارے خلاف لگائے جائیں گے ہم منشور میں

باقی صفحہ ۳۲ پہ

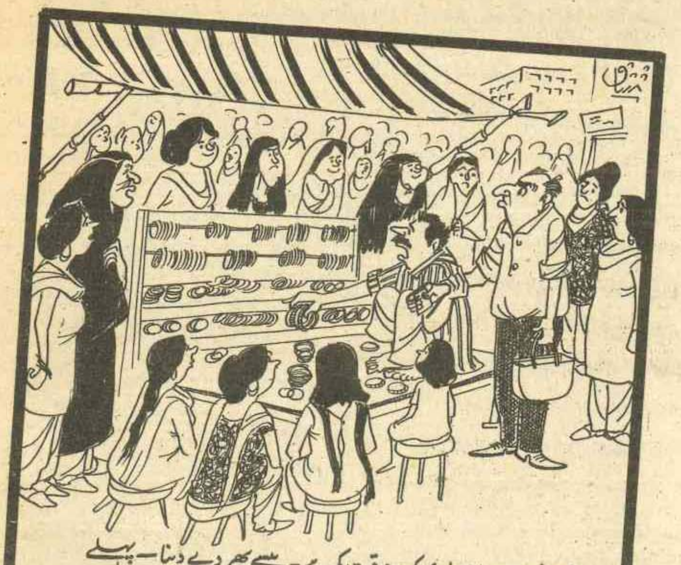

بہنو ـــ !! جلدی کرو وقت کم ہے۔ پیسے پھر دے دینا ـــ پہلے تم چوڑیاں پہن لو ـــ !

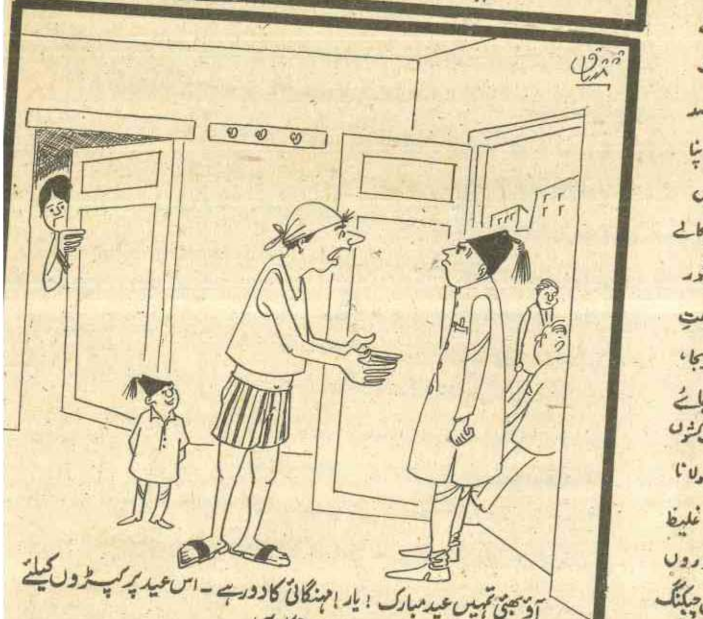

آؤ بھئی تمہیں عید مبارک! یار! مہنگائی کا دور ہے۔ اس عید پر کپڑوں کیلئے قرعہ اندازی میں منے میاں کا نام نکل آیا۔

سی۔ آئی۔ اے میں کون کیا ہے؟

ادارہ منشور پاکستانی عوام، مملکت پاکستان اور مذہب مقدس اسلام کے دشمنوں کے خلاف پچھلے چھ سال سے مجاہدانہ جدوجہد کر رہا ہے اور اسی لئے ملکی و غیر ملکی شیطانی قوتیں منشور اور منشور سے متعلقہ شخصیتوں اور اداروں کے خلاف وہ بے اصولی حرکتیں کر رہی ہیں، جن کا انجام سوائے ناکامی کے کچھ بھی نہیں!

ماہ اگست ۶۹ء کے منشور میں شیخ رشید کا وہ مشہور مضمون شائع کیا گیا تھا جو جاگیرداری کی جڑوں پر کاری وار کی حیثیت رکھتا ہے، ماہ نومبر ۶۸ء کے منشور میں اے آر شبلی کا مشہور زمانہ مضمون "تیس خاندان" شائع کر کے ادارہ نے پاکستان کے قلیل امیر ترین خاندانوں کی دشمنی مول لی ہے۔ اور اب ادارہ منشور پاکستان میں امریکی سی آئی اے کے ایجنٹوں کی مکمل فہرست شائع کر کے دنیا بھر کے دشمن نمبر ایک ـــ امریکی سامراج ـــ سے براہ راست ٹکر لے کر جرأت و مردانگی کا مثالی ثبوت فراہم کر رہا ہے۔ ان تینوں طاغوتی طاقتوں سے منشور ماضی میں مسلسل لڑتا رہا ہے، لیکن پہلی لڑائی اور موجودہ لڑائی میں ایک واضح فرق ہے۔ پہلے ہم وقتاً فوقتاً مسئلہ کشمیر، معرکہ ستمبر، ایڈورڈز کالج اور منشور و منشور سے متعلق اداروں اور شخصیتوں کے سلسلے میں جماعت اسلامی اور دیگر کاغذی انجمنوں کی مخالفانہ مہم کے ضمن میں عام مضامین کے ذریعے اور عام اصطلاحوں کے انداز میں دشمن کا ذکر کیا کرتے تھے۔ لیکن اب ہم متعلقہ خاص خاص نام اور ٹھوس و ناقابل تردید اعداد و شمار پیش کر کے دشمن کو دعوت مبارزت دے رہے ہیں۔ کیا کہتے ہیں فرقہ مودودیہ کے نام نہاد علماء کرام بیچ اس مسئلے کے؟ کیا وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے رسالوں اور کتابچوں میں کسی ایک جگہ بھی یہ یا اس نوعیت کا کوئی مضمون شائع کیا ہے؟ اور اگر نہیں کیا تو کیوں نہیں کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ سب کے سب اندرونی اور بیرونی سطح پر ساجھے دار ہیں ـــ، لیکن ہم ان نقاب پوش ملکی دشمنوں کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اب ان کی نقابیں نوچ لی جائیں گی، نوچ لی جائیں گی!

۱۹۶۸ء میں جرمنی میں ڈاکٹر میڈر نے ایک چھوٹی سی کتاب "سی آئی اے میں کون کیا ہے WHO IS WHO IN C.I.A. شائع کی تھی۔ اس کتاب میں امریکی نظام جاسوسی کے پھیلاؤ کی تفصیلات کے علاوہ ان تین ہزار سی آئی اے ایجنٹوں کے نام اور مختصر سوانحی خاکے بھی دے دیئے گئے ہیں جو کہ ۱۲۰ ملکوں میں مصروف کار ہیں۔ پاکستان میں مصروف کار سی آئی اے ایجنٹوں کی فہرست سب سے طویل ہے۔ پاکستان میں سی آئی اے ایجنٹوں کی فہرست

برطانیہ کے ایک پاکستانی جریدہ "پاکستان لیفٹ ریویو" نے کون کیا ہے کے ناشر کی اجازت سے شائع کی ہے۔ ہم پاکستان لیفٹ ریویو کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے فہرست شائع کر رہے ہیں۔ بڑے شہروں کے قارئین اس فہرست میں سے چند آقاؤں کو ہی نہیں بلکہ دوستوں کے ناموں کو پہچان لیں۔

نوٹ:۔ ع۔ک سے مراد علاقۂ کارکردگی ہے۔

۱۔ جین ایس ایبل
پیدائش ۲۹ مئی ۱۹۲۹ء
ع۔ک:۔ کراچی۔ بمبئی۔ نئی دہلی
(فرسٹ سکریٹری) واشنگٹن

۲۔ مارٹن بی اہرنیس
پیدائش ۷ اگست ۱۹۱۷ء ہندوستان
ع۔ل:۔ کراچی۔ تائین۔ نئی دہلی۔

۳۔ رچرڈ ڈی ایکنس
پیدائش ۳ نومبر ۱۹۱۷ء
ع۔ل:۔ مری۔ راولپنڈی۔ انقرہ
(ڈپٹی)

۴۔ ڈیوڈ ہنری بلی
۲۰ نومبر ۱۹۱۶ء
زبان ہندی۔
ع۔ک:۔ پریٹوریا۔ نئی دہلی
(فرسٹ سکریٹری)

۵۔ ولیم سی بونر
پیدائش ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء
ع۔ک:۔ کراچی۔ نئی دہلی۔ قاہرہ
(ڈپٹی) واشنگٹن

۶۔ ایس۔ ڈبلیو براؤن
پیدائش ۳ جون ۱۹۲۴ء
زبان ترکی
ع۔ک:۔ کراچی۔ ڈھاکہ۔ انقرہ
(پولیٹیکل افسر)

۷۔ ولیم آر براؤن
پیدائش ۷ اکتوبر ۱۹۲۶ء
زبان عربی

ع۔ک:۔ قاہرہ۔ جکارتہ۔ بیروت۔ تائی۔ لاہور۔ کراچی
(ایڈوائزر)

۸۔ رابرٹ این بن
پیدائش ۸ر جون ۱۹۱۰ء
ع۔ک:۔ سائیگان۔ کراچی
(سیکیورٹی افسر)

۸۔ والٹر ایل کیمپل
پیدائش ۲ر اگست ۱۹۱۴ء
ع۔ک:۔ انقرہ۔ کلکتہ۔ نئی دہلی۔ بھارت دپاکستان کے سفر ۵۵۔۱۹۴۶ء

۱۰۔ جینی ایف کیپریو
پیدائش ۲۱ر فروری ۱۹۱۱ء
زبان اطالوی۔
ع۔ک:۔ روم۔ تائپہ۔ بخارسٹ۔ ڈھاکہ
(کونسل) واشنگٹن

۱۱۔ گارڈن چینز
پیدائش ۲۹ر اکتوبر ۱۹۳۲ء
زبان۔ جرمن
ع۔ک:۔ کراچی۔ لندن
(سیکنڈ سیکریٹری) واشنگٹن

۱۲۔ البرٹ چارلس سنزادسکاس
پیدائش یکم مابچ ۱۹۲۰ء
زبان جرمن
ع۔ک۔ کراچی۔ بٹاویا۔ جکارتہ۔ سورابایا۔ میلان۔ بون
(فرسٹ سیکریٹری) واشنگٹن

۱۳۔ لیون جے کلیمنٹس
پیدائش ۷ر مئی ۱۹۱۶ء

ع۔ک:۔ ریوڈی جنیرو۔ ڈھاکہ
(سیکیورٹی افسر)

۱۴۔ ہربرٹ ٹی کونڈن
پیدائش ۱۴ر فروری ۱۹۱۳ء
ع۔ک:۔ کراچی
(اٹیچی) واشنگٹن

۱۵۔ الیکزینڈر بروڈاسیٹ
پیدائش ۱۴ر جنوری ۱۹۰۹ء
ع۔ک:۔ ایتھنز گوآٹے مالا۔ پیرس
(اٹیچی)

۱۶۔ ڈوراڈین
پیدائش ۲۴ر فروری ۱۹۱۱ء
ع۔ک:۔ ٹوکیو۔ یوکوہاما۔ کوبے۔ کراچی۔ بنکاک۔ قاہرہ۔
(یو ایس آئی اے افسر)

۱۷۔ جارج ڈیلیجانس
پیدائش ۱۹ر اگست ۱۹۳۱ء
ع۔ک:۔ بغداد۔ قاہرہ۔ ویئنتائن۔ مراکش۔ واشنگٹن۔ ڈھاکہ
(یو۔ ایس۔ آئی۔ اے افسر)

۱۸۔ مورس ڈیمبو
پیدائش ۲۰ر جون ۱۹۱۸ء
زبان ہندی۔ اردو
ع۔ک:۔ بمبئی۔ پریٹوریا۔ کراچی۔ نیروبی۔ نئی دہلی۔
(فرسٹ سیکریٹری)

۱۹۔ ارل مونرو ڈینس
پیدائش ۱۵ر جون ۱۹۳۲ء
ع۔ک:۔ پراگ۔ زیورچ۔ خرم شہر۔ کراچی۔ راولپنڈی
(ایڈوائزر) واشنگٹن

۲۰۔ ایملی ڈسیریس
پیدائش ۲۱ر ستمبر ۱۹۰۹ء
ع۔ک:۔ پیرس۔ بلگراڈ۔ کراچی
(ڈائریکٹر انسٹی ٹیوٹ آف اکونامک ڈیولپمنٹ)

۲۱۔ گورڈن کے ڈیبل
پیدائش ۱۴ر اپریل ۱۹۲۳ء
ع۔ک:۔ انقرہ۔ لاہور۔ ڈھاکہ
(کونسل) واشنگٹن

۲۲۔ ڈاکٹر گورڈن ڈونلڈ جونیر
پیدائش ۳ر ستمبر ۱۹۱۷ء
زبان ہندی
ع۔ک:۔ لاہور، جکارتہ
(فرسٹ سیکریٹری)

۲۳۔ مارتھا گانش ایکولز
پیدائش ۲۹ مئی ۱۹۲۲ء
ع۔ک:۔ میونخ۔ مغربی برلن۔ بون۔ کراچی۔ سائیگان۔ روم
(ایڈوائزر)

۲۴۔ چارلس ڈبلیو ایڈورڈز
پیدائش ۱۲ر نومبر ۱۹۰۶ء
ع۔ک:۔ تریپولی۔ ڈھاکہ۔ مدغاسکر۔ نیروبی۔ لاگوس
(ایڈوائزر)

۲۵۔ اسٹاک ویل ایورٹس
پیدائش ۲۹ر جولائی ۱۹۲۳ء
زبان ہندی۔ اردو
ع۔ک:۔ ڈھاکہ۔ کراچی۔ مری۔ راولپنڈی
(سیکنڈ سیکریٹری) واشنگٹن

۲۶۔ کرٹ ایم فاک
پیدائش ۱۲ر فروری ۱۹۱۶ء
ع۔ک:۔ سیول۔ سائیگان۔ کراچی۔ اصفہان۔ تہران۔ تائز
(اٹیچی)

۲۷۔ جان۔ ایف۔ فائے
پیدائش ۷ر نومبر ۱۹۲۱ء
ع۔ک:۔ کٹھمنڈو۔ ڈھاکہ۔ واشنگٹن۔ استنبول
(کونسلر افسر)

۲۸۔ ارنیسٹ ہارلن فسک
پیدائش ۲۸ر جنوری ۱۹۰۶ء
ع۔ک:۔ جنیوا۔ کینٹین۔ نئی دہلی۔ لاہور۔ کٹھمنڈو۔
(قونصل جنرل) واشنگٹن

۲۹۔ رچرڈ ٹی فوز
پیدائش ۱۹ر مئی ۱۹۲۰ء
زبان ہسپانوی
ع۔ک:۔ فرینکفرٹ، بین۔ ریکجاوک۔ گوئے برگ
لاہور۔ میکسیکو سٹی
(کونسل) واشنگٹن

ڈاکٹر میرڈیتھ بی گیوئنر
پیدائش ۱۱ر جنوری ۱۸۹۹ء
ع۔ک:۔ ٹ۔ بین۔ منیلا
کراچی۔ واشنگٹن

۳۱۔ برٹن ایم گوالڈ
پیدائش ۷ر ستمبر ۱۹۲۶ء
کراچی۔ لاگوس۔ واشنگٹن۔ عدیس ابابا (ایڈوائزر)

۳۲۔ تھامس دی گرلوز
پیدائش ۲۳ر اگست ۱۹۱۴ء
ع۔ک:۔ انقرہ۔ لاہور، کراچی۔ پریٹوریا۔ بیروت (اٹیچی)

۳۳۔ جان کے ہیگ مین
پیدائش ۱۱ر دسمبر ۱۹۱۱ء
ع۔ک:۔ گوپن ہیگن، کراچی۔ تہران (ٹریڈ اٹیچی)

۳۴۔ ڈونالڈ ایف ہاہر
پیدائش ۱۶ر جولائی ۱۹۲۳ء
ع۔ک:۔ کابل، کراچی، لاہور
(کونسل) واشنگٹن

(۳۵) ہف ٹی ہینٹ
پیدائش ۹ر ستمبر ۱۹۲۸ء
ع۔ک:۔ کلکتہ، ڈھاکہ۔ کایرو
(اٹیچی) واشنگٹن

(۳۶) جیمس ڈی جونیئر۔ ہٹیاوے
پیدائش ۲۴ر جولائی ۱۹۲۸ء
زبان جرمن۔ ہندی
ع۔ک:۔ سالزبرگ۔ ڈھاکہ۔ برن۔ کراچی
(پولیٹیکل آفیسر)

(۳۷) جوائس۔ آر ہرمین
پیدائش ۱۲ر اگست ۱۹۱۹ء
زبان عربی
ع۔ک۔ لاہور۔ وارسا، بمبئی، بیروت، یروشلم
(کونسل)

۳۸۔ کلائیڈ جی ہیس
پیدائش ۲۲ر فروری ۱۹۲۳ء
ع۔ک۔ بغداد۔ خرطوم۔ نئی دہلی، کراچی، سائیگان
(انفارمیشن آفیسر)

۳۹۔ ڈاکٹر اینڑ ایل ہیوک سیما
پیدائش ۱۳ر ستمبر ۱۹۱۹ء
ع۔ک۔ لاہور، تہران (اٹیچی)

۴۰۔ ڈونالڈ سی ہوران
پیدائش ۲۲ر مارچ ۱۹۲۳ء
زبان اردو
ع۔ک:۔ مدراس، کابل۔ جارج ٹاؤن۔ واشنگٹن، پشاور
(پریس آفیسر)

۴۱۔ ایلمر کلبرٹسن ہیولین
پیدائش ۱۵ر فروری ۱۹۱۹ء
زبان کورین
ع۔ک۔ دہران۔ ایتھنز۔ پوسان۔ سیول۔ ونڈسر، ہیلی فاکس، کراچی۔ راولپنڈی
(فرسٹ سکریٹری)

۴۲۔ ہربرٹ۔ ایم ہچنس
پیدائش ۲ر جولائی ۱۹۲۵ء
زبان۔ فرنچ۔ ہندی
ع۔ک:۔ فرینکفرٹ۔ جین۔ مزے برگ۔ کابل۔ نیپلز، لاہور۔ واشنگٹن
(کونسل)

۴۳۔ ڈاکٹر فریڈرک برنیکر اردن
پیدائش ۱۳ر اکتوبر ۱۹۱۳ء
زبان فرنچ۔ جرمن
ع۔ک:۔ انڈیانا۔ مغربی برلن۔ بون۔ راولپنڈی
(کلچرل آفیسر)

۴۴۔ لاویل رچرڈ جیکسن
پیدائش:۔ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۳۱ء
زبان فرنچ
ع۔ک:۔ پشاور۔ جنیوا۔ برن۔ واشنگٹن۔ سائیگان
(ایڈمنسٹریشن)

۴۵۔ رابرٹ بی جانوس
پیدائش ۲۵ر ستمبر ۱۹۱۴ء
ع۔ک:۔ جکارتہ۔ سائیگان۔ ڈھاکہ
(سیکیورٹی آفیسر)

۴۶۔ والٹر ٹی گیپارڈ
پیدائش یکم اپریل ۱۹۱۸ء
زبان جرمن
ع۔ک:۔ مغربی برلن۔ بغداد۔ لاہور۔ نئی دہلی۔ واشنگٹن
(سیکنڈ سکریٹری)

۴۷۔ رچرڈ ہیری کاشے
پیدائش ۲۵ر جون ۱۹۲۱ء
ع۔ک:۔ کراچی۔ نئی دہلی، قاہرہ۔ واشنگٹن
(اٹیچی)

۴۸۔ دارین آرتھر کیلسی
پیدائش ۱۲ر جون ۱۹۲۳ء
زبان روسی
ع۔ک:۔ ماسکو، لاہور۔ واشنگٹن
(کونسل)

۴۹۔ فرانک اے جونیئر کیرمان
پیدائش ۱۹ر اپریل ۱۹۱۴ء
ع۔ک:۔ تان کنگ۔ ہانگ کانگ۔ کراچی، نیروبی۔ واشنگٹن
(کونسل)

۵۰۔ ٹاڈاؤ کوبایاشی

پیدائش ۸ر اکتوبر ۱۹۲۶ء
زبان ہسپانوی
ع۔ک:۔ کراچی۔ میڈیلین۔ واشنگٹن
(کونسل)

۵۱۔ پال۔ ایچ کریسبرگ
زبان منڈارین
ع۔ک:۔ بمبئی۔ تائیچنگ۔ ہانگ کانگ۔ کراچی۔ واشنگٹن
(فرسٹ سیکریٹری)

۵۲۔ ایڈورڈ ایچ لین
پیدائش یکم دسمبر ۱۹۲۲ء
ع۔ک:۔ عمان۔ لاہور۔ واشنگٹن
(ایڈوائزر)

۵۳۔ مورس ایچ لیکس
یکم جون ۱۹۲۳ء
زبان فرانسیسی
ع۔ک:۔ کراچی۔ بمبئی۔ پیرس
(سیکنڈ سکریٹری)

۵۴۔ ہربرٹ ایف لن مین
پیدائش ۲۲ر اکتوبر ۱۹۱۴ء
ع۔ک:۔ نئی دہلی۔ تہران۔ برازیل۔ کراچی۔ ٹوکیو
ایڈمنسٹریشن آفسر)

۵۵۔ روبرٹ السٹائن لائڈ
پیدائش ۲۱ر دسمبر ۱۹۰۷ء
زبان فرانسیسی
ع۔ک:۔ مونٹرویا۔ بڈاپسٹ۔ کراچی۔ عابدخان۔ پیرس۔ لیونز۔
(کونسل)

۵۶۔ رچرڈ گراہم لانگ
پیدائش ۳۰ر دسمبر ۲۷ء
زبان فرانسیسی
ع۔ک:۔ لاہور۔ نائس۔ الجیرز۔ پیرس۔
سیکنڈ سکریٹری)

۵۷۔ ہیولاک آر۔ اوسیس
پیدائش ۱۹ر مارچ ۱۹۲۹ء
ع۔ک:۔ کراچی۔ اسٹٹ گارٹ۔ واشنگٹن
(وائس کونسل)

۵۸۔ ایڈورڈ یوجین ماسٹرس
پیدائش ۲۱ر جون ۱۹۲۴ء
زبان ہندی
ع۔ک:۔ فرینکفرٹ۔ کراچی۔ مدراس۔ جکارتہ
(کونسل)

۵۹۔ وکٹر ماساد منتوئی
پیدائش ۲ر جون ۱۹۲۳ء
ع۔ک۔ بمبئی۔ جکارتہ۔ کراچی
(پاکستان سے تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے ۱۹۶۶ء میں نکال دیا گیا)

۶۰۔ جون آر میکارتھی
پیدائش ۲۷ر مارچ ۱۹۲۳ء
زبان عربی فرانسیسی
ع۔ک:۔ پیرس۔ نیون۔ بون۔ مغربی برلن۔ بیروت۔ دمشق۔ کراچی
پریس آفسر

۶۱۔ جیسے ڈی میکرائے۔
پیدائش ۴ر مارچ ۱۹۱۵ء
ع۔ک:۔ منیلا۔ پوسان۔ ہانگ کانگ۔ ڈھاکہ جکارتہ۔ بون
(ایڈمنسٹریشن افسر)

۶۲۔ مائیکل اے بی میجاڈ
پیدائش ۲۲ر اگست ۱۹۳۸ء
ع۔ک:۔ ڈھاکہ۔ واشنگٹن
(وائس کونسل)

۶۳۔ ڈاکٹر ولیم بابار ڈلمہ
پیدائش ۴ر اپریل ۱۹۲۳ء
ع۔ک:۔ کراچی۔ ہیمبرگ۔ کوئیٹو۔ بوگوٹا۔ پنامہ
(فرسٹ سکریٹری)

۶۴۔ ایل یوجین ملی گن
پیدائش ۲۳ر جنوری ۱۹۱۹ء
ع۔ک:۔ ہانگ کانگ۔ کینٹین۔ کراچی۔ قاہرہ۔ واشنگٹن
(پولیٹیکل افسر)

۶۵۔ فلپ آرمان سر
پیدائش ۱۸ر جون ۱۹۲۸ء
ع۔ک:۔ کراچی۔ ہانگ کانگ۔ بیونس آئرز
(اٹیچی)

۶۶۔ تنی گولڈ دی میوڈی
پیدائش یکم اپریل ۱۹۱۶ء
ع۔ک:۔ کراچی۔ انقرہ
(سوشل اٹیچی)

۶۸۔ ولیم جے۔ مرے
پیدائش ۱۶ر جنوری ۲۲ء
ع۔ک:۔ سان پیڈرو سولہ۔ ہوانا۔ مونیٹری۔ جوگوٹا۔ واشنگٹن
(اٹیچی)

۶۹۔ چارلس ڈبلیو ناسی
پیدائش ۲۴ر جنوری ۲۵ء
ع۔ک:۔ کراچی۔ کلکتہ۔ کٹھمنڈو۔ انقرہ۔ واشنگٹن
(سیکنڈ سکریٹری)

۷۰۔ لی لینڈ اے پاٹل
پیدائش ۲۴ر اگست ۱۹۰۹ء
ع۔ک:۔ ڈھاکہ۔ ساؤپولو سانتوز
(کونسل)

۷۱۔ کلیفرڈ جے کوتن لین
پیدائش ۳۰ر اکتوبر ۱۹۲۲ء
زبان عربی۔ جرمن
ع۔ک: فرینکفرٹ۔ مغربی برلن۔ کراچی۔ کادونا۔ بیروت
قاہرہ (فرسٹ سکریٹری)

(۷۲) آرتھر فریڈرک رال
پیدائش ۷؍ جون ۱۹۱۵؁ء
ع۔ک:۔ مناگوا ۔ ہوانا ۔ بوگوٹا ۔ سالزبری ۔ لوما ۔ ڈھاکہ
(کونسل)

۷۳ ۔ رالف ہبارڈ ریڈفورڈ
ع۔ک:۔ کراچی ۔ کابل ۔ رنگون ۔ جکارتہ ۔ تائپی ۔ کھٹمنڈو ۔ استنبول ۔ واشنگٹن
(کونسل)

۷۴ ۔ سومنر کول ریڈ
پیدائش ۱۷؍ نومبر ۱۹۱۷؁ء
زبان فرانسیسی
ع۔ک:۔ پیرس ۔ کراچی ۔ بون ۔ واشنگٹن
(سیکنڈ سیکریٹری)

(۷۵) ڈونالڈس ریکارڈ
پیدائش ۲؍ مارچ ۱۹۲۸؁ء (برما)
زبان برمی
ع۔ک:۔ کراچی ۔ ڈربن ۔ رنگون
(اٹیچی)

۷۶ ۔ میٹرو رومان کیمر
پیدائش ۱۷؍ اگست ۱۹۲۳؁ء
ع۔ک:۔ راولپنڈی
(پولیٹیکل افسر)

۷۷ ۔ گنارڈ اے ردسن
پیدائش ۲۵؍ دسمبر ۱۹۲۹؁ء
زبان فرانسیسی ۔ ہندی ۔ اردو
ع۔ک:۔ منیلا ۔ کراچی ۔ واشنگٹن
(سیکنڈ سیکریٹری)

۷۸ ۔ سیمور رسل
پیدائش ۴؍ مئی ۱۹۱۹؁ء
ع۔ک:۔ ٹرسٹی ۔ ایتھنز ۔ کراچی ۔ روم
(اٹیچی)

۷۹ ۔ ہینری لی شارڈ
پیدائش ۳۰؍ مئی ۱۹۱۸؁ء
ع۔ک:۔ کراچی ۔ واشنگٹن
(اٹیچی)

۸۰ ۔ سیموئیل جے اسکاٹ
پیدائش ۲۸؍ اگست ۱۹۱۰؁ء
ع۔ک:۔ کراچی ۔ واشنگٹن
(اٹیچی)

۸۱ جون جے سیڈیل
پیدائش ۱۲؍ اگست ۱۹۲۵؁ء
ع۔ک:۔ قاہرہ ۔ کراچی ۔ راولپنڈی
(پولیٹیکل افسر)

۸۲ ۔ جون جی شیفر
پیدائش ۲۷؍ نومبر ۱۹۱۷؁ء
ع۔ک:۔ قاہرہ ۔ کراچی ۔ واشنگٹن
(اٹیچی)

۸۳ ۔ لیون اے شیل نٹ
پیدائش ۱۵؍ مارچ ۱۹۱۲؁ء
ع۔ک:۔ اسٹٹگارٹ ۔ ڈسلڈورف ۔ لاہور ۔ کولمبو ۔ بڈاپسٹ ۔ مونٹریال
(یو ۔ ایس ۔ آئی ۔ اے افسر فار اسپیشل پروجیکٹس)

۸۴ ۔ پیٹر سائمن
پیدائش ۱۰؍ جون ۱۹۲۴؁ء
ع۔ک بلباؤ ۔ کراچی ۔ واشنگٹن
(کونسل)

۸۵ ۔ ایل کلائیڈ سلیٹن
پیدائش ۲۰؍ دسمبر ۱۹۱۹؁ء
ع۔ک:۔ شنگھائی ۔ منیلا ۔ کراچی ۔ تائپی ۔ سائیگان
(انفارمیشن افسر)

۸۶ ۔ فریڈرک ایچ سلائی
پیدائش ۲۳؍ اپریل ۱۹۲۵؁ء

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

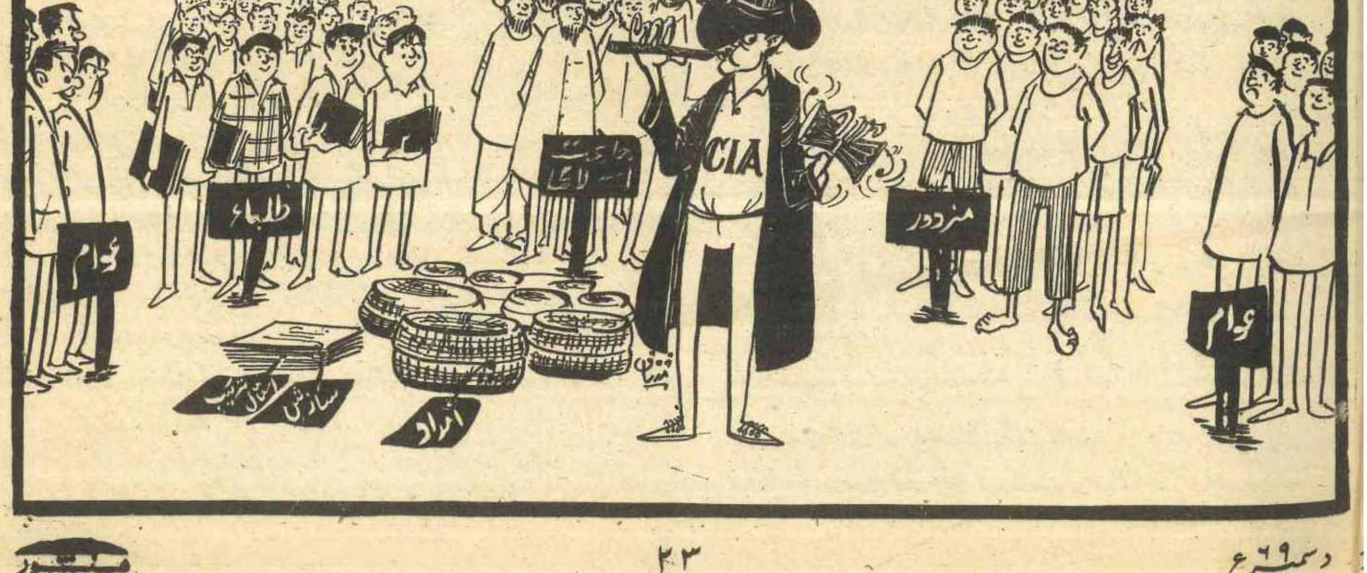

نوک نشتر

آئینہ اُن کو دکھایا تو بُرا مان گئے

لاھور کے ہفت روزہ "زندگی" کے یکم دسمبر کے شمارے میں انجمن مفاد نسواں کے بارے میں ایک نیا جھوٹ گھڑا گیا ہے۔ ہم ان نام نہاد اسلام پسندوں کے جھوٹ کی پول دستاویزی ثبوت کے ساتھ کھول رہے ہیں

امریکی سی آئی اے کے پیسوں سے نکلنے والے جماعت اسلامی کے ہفت روزہ چیتھڑے "زندگی" کے بارے میں اب ہر شخص یہ جان چکا ہے کہ یہ ایئرویز ایمپلائز یونین پی آئی اے برانچ، اس کے عہدیداران بطور خاص طفیل عباس صاحب، اس کے ترجمان منشور اور اس سے متعلق تمام تنظیموں اور اداروں کے خلاف جھوٹا اور گمراہ کن پروپیگنڈا کرنے کے لئے ہی نکالا گیا ہے۔ اور اب تک کے تمام شماروں میں بطور خاص اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ مذکورہ بالا تنظیموں، اداروں اور شخصیتوں پر کچھ نہ کچھ گندگی بکھیری جاتی رہے۔ خصوصاً طفیل عباس صاحب ان کاغذی شیروں کے حواس پر اس بری طرح سوار ہوئے ہیں کہ انہیں ہر چیز کے پیچھے طفیل عباس کا ہاتھ ہی نظر آتا ہے۔

کراچی کا تو خیر ذکر ہی چھوڑئیے کہ اس کے لئے کہنے کی بڑی گنجائشیں ہیں مگر راولپنڈی میں اپنی جھگڑوں کی بنا پر کوئی طالب علم قتل ہو جائے تو اس میں طفیل عباس کا ہاتھ نظر آجاتا ہے۔

ملتان کی کسی مل میں ہڑتال ہو تو وہ بھی طفیل عباس کے اشارے پر۔ اب کچھ دن میں غالباً یہ حالت ہو جائے گی کہ جھبیور میں کوئی بس کا حادثہ ہوگا اس میں طفیل عباس کی سازش ہوگی اور ڈیرہ غازی خان میں کوئی خودکشی کرے گا تو وہ بھی طفیل عباس کی وجہ سے۔

زندگی ایک حالیہ شمارہ مورخہ یکم دسمبر میں پھر بڑی معرکتہ الآرا بوکھلاہٹ بکھری ہوتی ہیں۔ پی آئی اے میں ۱۸ر نومبر کو ہونیوالی غنڈہ گردی، توڑ پھوڑ اور ہنگامہ بازی کے پیچھے کس ملک دشمن بیرونی طاقتوں کے ایجنٹوں کا ہاتھ تھا۔ اس سے پاکستان کا ہر باشعور اور محب وطن شہری واقف تھا۔ یہ پورا ڈرامہ کتنے پہلے سے تیار کیا جا چکا تھا اور کن لوگوں نے تیار کیا تھا اس کا واضح ثبوت خود ہفت روزہ زندگی کے یکم دسمبر کے شمارے میں خصوصی مضمون سے مل جاتا ہے کہ اس کے ایڈیٹر اور اس خصوصی مضمون کے مصنف بطور خاص اسی ڈرامہ کو کھیلنے اور اس کی "کامیابی" دیکھنے کی غرض سے ۱۶ر نومبر کو لاہور سے کراچی تشریف لائے تھے اور ہنگامے سے ایک روز پہلے ہی سے پی آئی اے کی حدود میں "اپنے" خصوصی فرائض ادا کر رہے تھے۔

بھلا ہو اس ڈرامہ کے مصنفین اور اس کے کرداروں کی بوکھلاہٹ کا کہ ساری سازش کا بھانڈا پھوٹ گیا، اصل چہرے فوراً ہی بے نقاب ہو گئے۔ جہازوں کو آگ لگانے کے لئے مختلف جگہوں پر پٹرول کی بالٹیاں بھر کر رکھی گئی تھیں وہ یار لوگ بوکھلاہٹ میں اسی طرح چھوڑ بھاگے اور اس پر جماعت اسلامی کی طرف سے اس سازش کی بھرپور حمایت نے اور بھی رہی سہی کسر پوری کر دی۔ اور "عظیم قربانیاں" دینے کے جذبے سے سرشار ہو کر اس غنڈہ گردی میں جو لوگ پکڑے گئے تھے انہیں چار ہی دن میں معافی نامہ اور آئندہ کے لئے نیک چلن رہنے کی یقین دہانی کرا کر ضمانت پر رہا کرا لیا گیا۔ اور مزدوروں سے اپیل کی گئی کہ ان کے نقش قدم پر چلیں۔

پھر زندگی نے اپنے روایتی انداز میں ڈرامہ میں ایک باب کا اور اضافہ کرنے کی کوشش کی تاکہ سازش کی کچھ لیپا پوتی ہو جائے اور اعلان کیا کہ اس ہنگامہ کے دوران ایئرویز ایمپلائز یونین کے لوگوں نے فیصلہ کیا کہ کسی جہاز کو آگ لگا دی جائے۔

زندگی کے اس مضمون میں ویسے تو بہت سے عجیب و غریب جھوٹ بولے گئے ہیں جن کا جواب نہ دینا ہی ان کی نقاب کشائی کے لئے کافی ہے۔ اس سے پہلے ہم زندگی میں اپنے خلاف شائع ہونیوالا تمام مواد اور اس کا لفظ بہ لفظ جواب منشور میں شائع کرتے رہے ہیں۔ لیکن خود ہمارے قارئین کا یہ اصرار ہے کہ منشور کے قیمتی صفحات اس گندگی اور خرافات اور اس کے جواب میں ضائع نہ کئے جائیں بلکہ ان صفحات کو بامقصد تحریروں کے لئے استعمال کیا جائے۔

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ امریکی سی آئی اے اور سی آئی ڈی کے تنخواہ دار جماعت اسلامی کے کارندوں کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم ان کی جھوٹی الزام تراشیوں کے الجھاوے میں پھنس کر رہ جائیں۔ اور ملک کے مزدوروں، کسانوں، طالب علموں کو منظم و متحد کرنے سے غافل ہو جائیں۔

لیکن ہم اس مقدس فریضہ سے غافل نہیں ہوں گے۔ ملک کے مظلوم عوام محنت کش طبقہ، طالبعلموں، دانشوروں اور دوسرے محب وطن طبقات کو منظم و متحد کر کے امریکی سامراج، بڑے جاگیرداروں، اجارہ دار سرمایہ داروں کو ختم کریں گے۔ اور محنت کش طبقہ کی قیادت میں عوامی جمہوریت قائم کرنے کی کوشش جاری رکھیں گے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ ان جھوٹوں کے چہروں سے نقاب بھی نوچتے رہیں گے۔

اس وقت ہم زندگی کے صرف ایک جھوٹ کا جواب دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ یکم دسمبر کے شمارے میں صفحہ ۱۴ پر انجمن مفاد نسواں کے سلسلے میں جو جھوٹ بولا گیا ہے وہ ان جھوٹوں کے بادشاہوں کو ہی سجتا ہے۔

ڈرگ روڈ کالونی میں کالونی گیٹ کے ساتھ والا پلاٹ انجمن مفاد نسواں کو لڑکیوں کے کالج کے لئے الاٹ ہوا تھا اور اس کالج کا سنگ بنیاد ۲۷ر اپریل ۶۸ء کو ائیر مارشل اصغر خاں نے نصب کیا تھا۔ جماعت اسلامی والے کیونکہ ہر اس ادارے اور تنظیم سے ناراض رہتے ہیں جو عوام میں شعور، خود اعتمادی، حب الوطنی اور سامراج دشمنی کا جذبہ پیدا کرتی ہو۔

چنانچہ انجمن مفاد نسواں بھی پہلے ہی روز سے ہی جماعت اسلامی کی مکروہ پروپیگنڈہ مہم کا شکار رہی ہے اور اسی لئے نواحی بستیوں کی خواتین میں بے حد مقبول ہوتی گئی ہے۔

اسی ادارے کو کالج کے لئے جو زمین الاٹ ہوئی تھی اس رسالہ زندگی کی خود ساختہ کہانی کے مطابق وہ دراصل الاٹ نہیں ہوئی تھی بلکہ انجمن کی طرف سے جھوٹا ڈرامہ کھیلا گیا تھا۔

وہ کہتے ہیں کہ یہ پلاٹ پہلے بھی ریلوے کی ملکیت تھا اور اب بھی ریلوے کی ملکیت ہے۔ ہم اس سفید جھوٹ کا کوئی لمبا چوڑا جواب نہیں دینا چاہتے۔ بس ذیل میں اسی الاٹمنٹ آرڈر اور اس سلسلہ میں ادا کی جانے والی رقم کی رسیدوں کا عکس پیش کر رہے ہیں۔

آپ دیکھئے اور جھوٹ کی فیکٹری جماعت اسلامی کے تنخواہ دار کارندوں کی کارگزاری پر ماتم کیجئے ——— اور ان کی صحت کے لئے دعا کیجئے۔

(باقی ص ۲۶ پر)

یہ ہے اس زمین کے الاٹمنٹ آرڈر کا عکس جس کے بارے میں جماعت مودودی کے چیتھڑے گندگی نے یہ کہا ہے کہ زمین الاٹ نہیں ہوئی تھی بلکہ الاٹمنٹ کا جھوٹا ڈرامہ بنایا گیا تھا

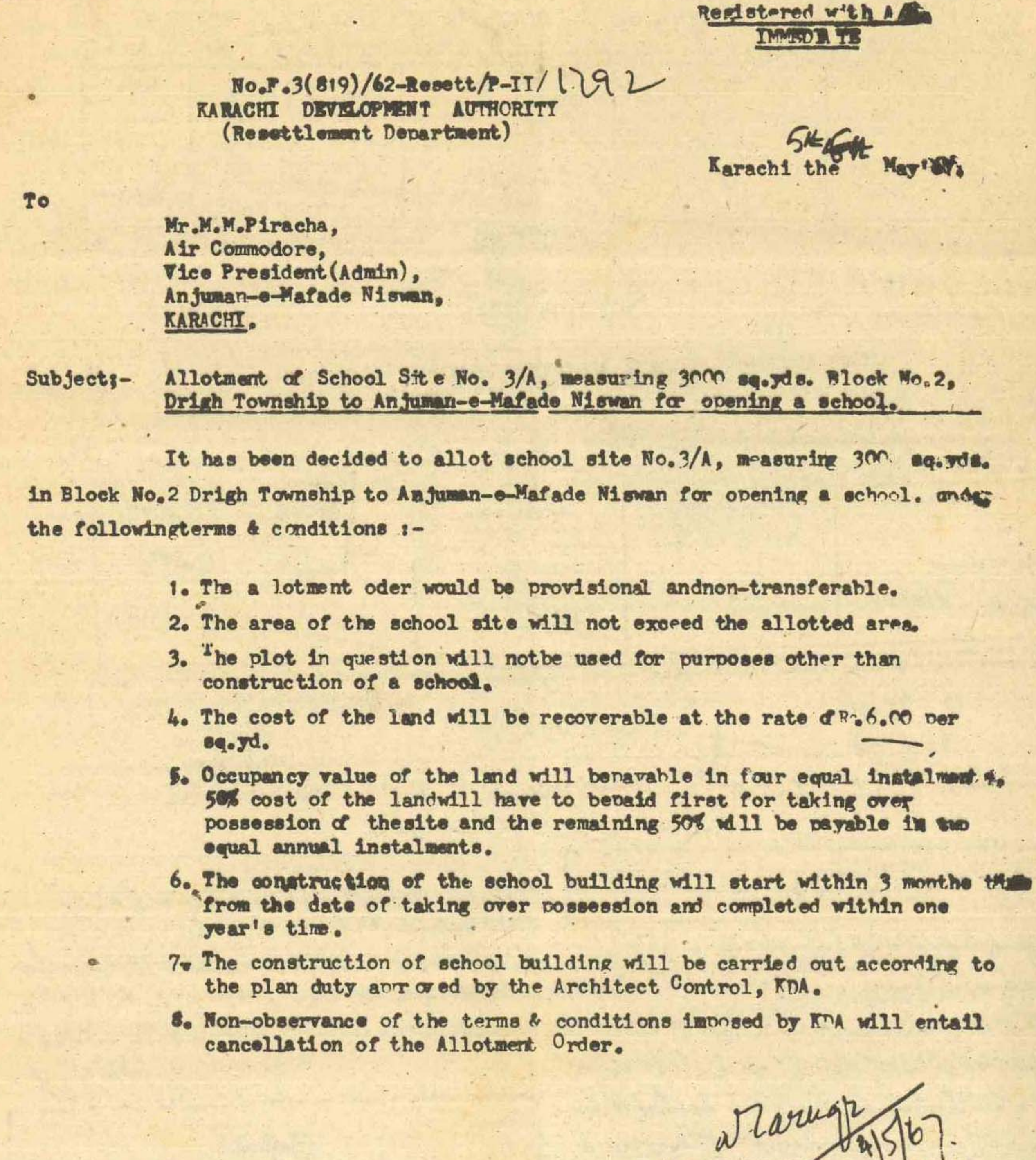

Registered with A
IMMEDIATE

No.F.3(819)/62-Resett/P-II/ 1292
KARACHI DEVELOPMENT AUTHORITY
(Resettlement Department)

Karachi the 5th May'67.

To

Mr.M.M.Piracha,
Air Commodore,
Vice President(Admin),
Anjuman-e-Mafade Niswan,
KARACHI.

Subject:- Allotment of School Site No. 3/A, measuring 3000 sq.yds. Block No.2, Drigh Township to Anjuman-e-Mafade Niswan for opening a school.

It has been decided to allot school site No.3/A, measuring 3000 sq.yds. in Block No.2 Drigh Township to Anjuman-e-Mafade Niswan for opening a school. under the followingterms & conditions :-

1. The allotment oder would be provisional andnon-transferable.
2. The area of the school site will not exceed the allotted area.
3. The plot in question will notbe used for purposes other than construction of a school.
4. The cost of the land will be recoverable at the rate of Rs.6.00 per sq.yd.
5. Occupancy value of the land will bepayable in four equal instalments. 50% cost of the landwill have to bepaid first for taking over possession of thesite and the remaining 50% will be payable in two equal annual instalments.
6. The construction of the school building will start within 3 months time from the date of taking over possession and completed within one year's time.
7. The construction of school building will be carried out according to the plan duty approved by the Architect Control, KDA.
8. Non-observance of the terms & conditions imposed by KDA will entail cancellation of the Allotment Order.

8/5/67.
for DIRECTOR HOUSING MANAGEMENT.

اسلام کی ٹھیکہ داری کا دعویٰ کرنیوالوں کے منہ پر اتنا بڑا جوتا مارنے کے بعد بھی ہم ان کی طرف سے کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوئے ہیں ہمیں یقین ہے کہ وہ اس سے بھی بڑے بڑے جھوٹ اور بولیں گے، کیونکہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے

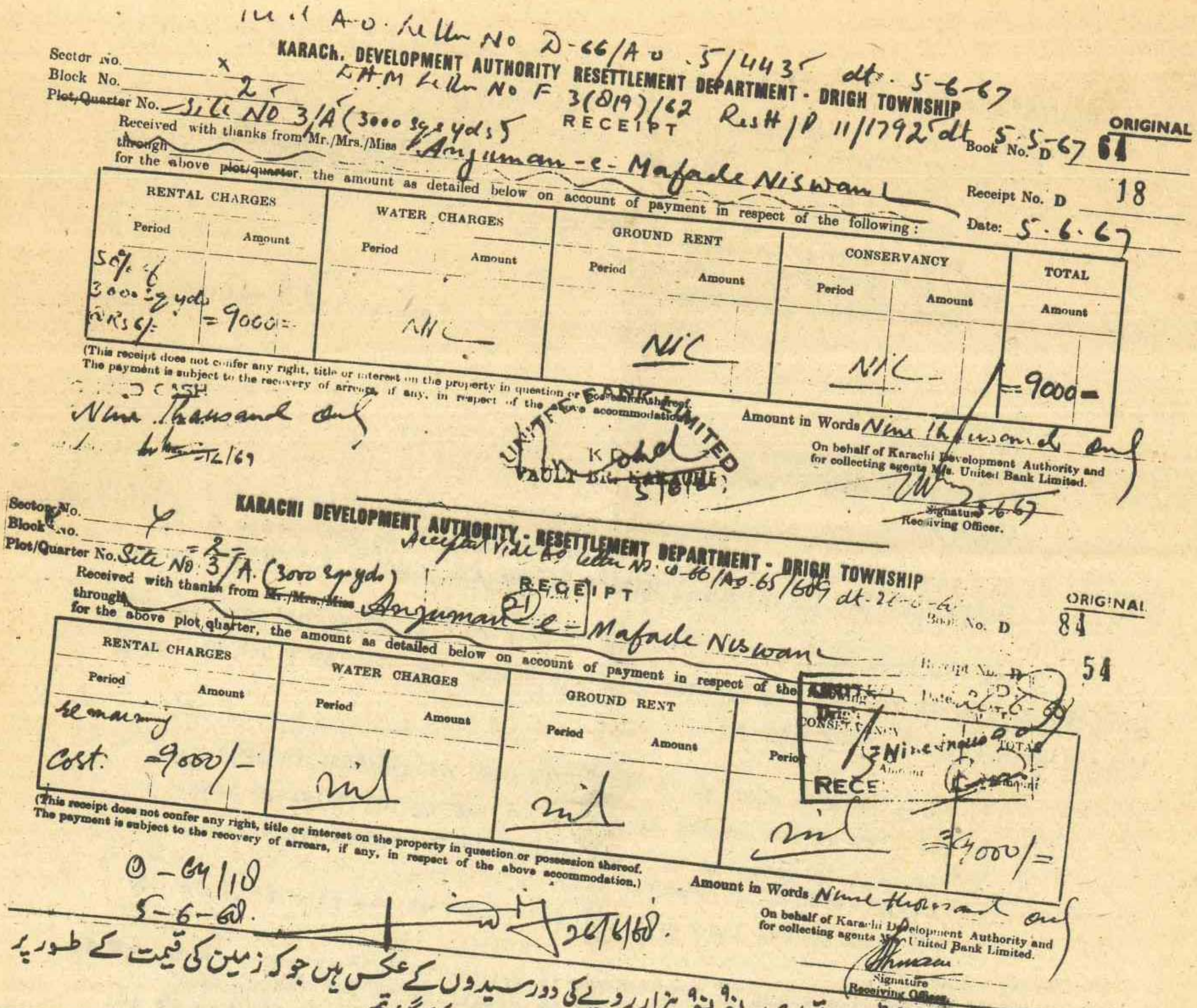

Vide A.O. letter No D-66/AO.5/443 dt. 5-6-67
E.A.M Letter No F 3(819)/62 ResH/P 11/1792 dt 5-5-67

KARACHI DEVELOPMENT AUTHORITY RESETTLEMENT DEPARTMENT - DRIGH TOWNSHIP

RECEIPT

ORIGINAL

Sector No. x
Block No. 2
Plot/Quarter No. Site NO 3/A (3000 sq yds)
Received with thanks from Mr./Mrs./Miss Anjuman-e-Mafade Niswan
through
for the above plot/quarter, the amount as detailed below on account of payment in respect of the following:

Book No. D 64
Receipt No. D 18
Date: 5.6.67

RENTAL CHARGES		WATER CHARGES		GROUND RENT		CONSERVANCY		TOTAL
Period	Amount	Period	Amount	Period	Amount	Period	Amount	Amount
50% of 3000 sq yds @ Rs 6/-	=9000=	Nil		Nil		Nil		=9000=

(This receipt does not confer any right, title or interest on the property in question or possession thereof. The payment is subject to the recovery of arrears, if any, in respect of the above accommodation.)

RECEIVED CASH
Nine Thousand only
12/67

UNITED BANK LIMITED
VAULT Br. KARACHI
5.6.67

Amount in Words Nine thousand only

On behalf of Karachi Development Authority and for collecting agents M/s. United Bank Limited.

5-6-67
Signature
Receiving Officer.

KARACHI DEVELOPMENT AUTHORITY - RESETTLEMENT DEPARTMENT - DRIGH TOWNSHIP

Accepted vide A.O. letter No. D-66/AO-65/609 dt. 2?-6-6?

RECEIPT

ORIGINAL

Sector No. 4
Block No. 2
Plot/Quarter No. Site No 3/A. (3000 sq yds)
Received with thanks from Mr./Mrs./Miss Anjuman-e-Mafade Niswan
through
for the above plot/quarter, the amount as detailed below on account of payment in respect of the following:

Book No. D 84
Receipt No. D 54

RENTAL CHARGES		WATER CHARGES		GROUND RENT		CONSERVANCY		TOTAL
Period	Amount	Period	Amount	Period	Amount	Period	Amount	Amount
Remaining cost	9000/-	nil		nil		nil		9000/-

RECE

(This receipt does not confer any right, title or interest on the property in question or possession thereof. The payment is subject to the recovery of arrears, if any, in respect of the above accommodation.)

D-64/18
5-6-67.

2/6/68.

Amount in Words Nine thousand only

On behalf of Karachi Development Authority and for collecting agents M/s. United Bank Limited.

Signature
Receiving Officer.

کیا رقم کی ادائیگی بھی جھوٹا ڈرامہ تھا؟ یہ نو نو ہزار روپے کی دو رسیدوں کے عکس ہیں جو کہ زمین کی قیمت کے طور پر کے ڈی اے کو دو قسطوں میں ادا کئے گئے تھے

بقیہ اداریہ

بجینیٹ چڑھ جائے۔ پچھلے واقعات آئینے کی طرح صاف وشفاف ہیں۔ دلچسپی ر
والے افراد اور ادارے اندازہ لگائیں کہ پی آئی اے کا دشمن کون ہے اور کیوں
ائیرویز ایمپلائیز یونین پی آئی اے برانچ کی موجودہ قیادت اور تنظیم پچھلے
سال میں قدم قدم پر اپنی حب الوطنی، امن دوستی اور قوم پرستی کا ثبوت دے
ہے اور اب بھی دینے کے لئے تیار وآمادہ ہے۔ لیکن ہم یہ بھی بتادینا اپنا فرض
کہ اپنے بیس سالہ تنظیمی تسلسل کی برکتوں کے سہارے نہ صرف پی آئی اے بلکہ
پی آئی اے کے باہر بھی ہم فرقہ مودودیہ پر جوابی اور کاری وار کرنے کی صلا
استطاعت اور ہمت رکھتے ہیں۔ سب بخوبی جانتے ہیں کہ جوڑنے اور جوڑ
کے مقابلے میں توڑنا اور توڑ توڑ کر بکھیرنا وقتی طور پر زیادہ آسان ہے۔ ہماری تا
ہے کہ ہم دار ورسن کی آزمائش پر پورے اتر چکے ہیں اور یہ لوگ جو ہماری مخا
پستی میں گر چکے ہیں بادل کی طرح گرجے اور بجلی کی طرح چمکے، لیکن گرجنے اور
وقت کار زار، ناتواں اور ترساں نظر آئے اور ہم جب تک لڑ نہیں لیتے
نہیں کرتے اور جب تک برسائے نہیں جاتے بہتے نہیں ——!!!

یہ پلاٹ لڑکیوں کا کالج قائم کرنے کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر پہلے ہی ایک سینما تھا۔ بعد میں اس پلاٹ کے بالکل مقابل میں لڑکوں کا ہوسٹل اور اسی کے قریب ایک اور سینما تعمیر ہوگیا۔ دو سینماؤں اور لڑکوں کا ہوسٹل ہونے کی وجہ سے گرلز کالج قائم کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اس لئے اس زمین کا الاٹمنٹ خود انجمن مفاد نسواں نے منسوخ کرادیا اور اس کے عوض دی ہوئی رقم واپس لے لی۔

تصحیح

منشور شمارہ نومبر میں شائع ہونے والے دو افسانوں کے عنوانات آپس میں بدل گئے ہیں۔ علی احمد شاہدی صاحب کے افسانے کا عنوان "کیا وہ زندہ تھا؟" اور رام لعل صاحب کے افسانے کا عنوان "دی کلرز" تھے۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔ ادارہ اس سہو کیلئے نہ صرف قارئین سے بلکہ ان دونوں افسانہ نگار صاحبان سے بھی معذرت خواہ ہے۔

(اخبار جہاں) —— ۱۲ نومبر ۱۹۶۹ء

ز ور نیا خون

اقتصادی انصاف طلب کرنیوالوں کو ہمارے مُلک میں

دِھریہ اور اسلام دشمن کہا جاتا ہے؟

میں حج پر گیا تو کہا گیا کہ میں حج کرنے نہیں گیا تھا بلکہ تماشہ دیکھنے گیا تھا؟

میں نے حکومت کو اطلاع دی کہ فضائی کمپنی کے منیجر کے ذریعہ زرِ مبادلہ غیر ممالک میں روانہ کیا جا رہا ہے؟

ایک ملاقات:

یل عباس سے

سیّد وجاہت علیؔ

اری یونین کی مخالفت کرنیوالے یونین کے ۸۰ ہزار روپے کے فنڈ کو ہتھیانا چاہتے ہیں،

" روٹی کپڑا اور مکان — مانگ رہا ہے ہر انسان "

سامراجی ہتھکنڈے مزدور کی موت ہیں۔

جمہوریت بحال کرو

" پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ "

اسلامی سوشلزم ہی اس ملک کو مضبوط بنا سکتا ہے

اس ملک کی بقا صرف اسلام میں ہے

طفیل عباس مجھے بتا رہے تھے کہ یہ نعرے اس وقت ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جدھر جاؤ ان نعروں کا شور سن لو۔ آخر یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ چاروں طرف یہ گھٹن کیوں ہے۔ کیا ان نعروں کا کوئی حل بھی ہے جناب! بات صاف ہے اگر ہم اس ملک میں اقتصادی ڈھانچے کو از سر نو مرتب کر کے مزدور اور محنت کش طبقہ کے ساتھ اقتصادی انصاف کر دیں تو پھر یہ ہنگامے اور مختلف نظریوں کے سارے خدشے جاتے رہیں گے۔ مگر ہمارے ملک میں اقتصادی انصاف طلب کرنے والوں کو دہریہ، اسلام دشمن، نظریۂ پاکستان کے مخالف اور نہ جانے کیا کیا کچھ کہا جاتا ہے۔

طفیل عباس صاحب اپنے جذبات کی رو میں بہے جا رہے تھے۔ میں نے یہ بات سن کر ان سے دریافت کیا کہ آپ یہ باتیں کن لوگوں کی طرف سے منسوب کر رہے ہیں، اور ان باتوں کا آپ کی ذات سے کیا تعلق ہے "!

انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ میں یہ اشارہ جماعت اسلامی کی جانب کر رہا ہوں۔ اور اس بات کا تعلق بھی میری ذات سے ہے۔ دراصل قصہ یہ ہے کہ یہ جماعت امریکہ کی ایجنٹ ہے۔ اور اس کے سارے کرتا دھرتا اس ملک میں امریکہ کی لائنوں پر کام کر رہے ہیں۔ ایک زمانہ آئے گا جب کہ پاکستان کی نئی نسل ان سب کا احتساب کرے گی، یہ لوگ بھی یہ نکتہ اچھی طرح جان گئے ہیں کہ نئی نسل انہیں معاف نہیں کرے گی۔ نئی نسل کے اس احتساب اور عذاب سے بچنے کے لئے یہ جماعت والے اس نئی قیادت کو غلط روش پر ڈالنا چاہتے ہیں، مگر نئی قیادت ان قوتوں سے ٹکرا رہی ہے، لیکن اس نئی قیادت میں کچھ ذہن ایسے بھی ہیں کہ جو خریدے جا چکے ہیں اور ان ذہنوں کو ڈالر کے بل بوتے پر مختلف کالجوں، اسکولوں، اور فیکٹریوں میں استعمال کیا جا رہا ہے ان چیزوں کو ہم بے نقاب کرتے رہتے ہیں، بس میری یہ بے باکی ان جماعت والوں کے لئے ایک تازیانہ بن گئی ہے۔"

میں نے کہا۔ " آپ جماعت والوں کو امریکہ کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں اور جماعت والے آپ کو چین کا آلۂ کار کہتے ہیں"۔

طفیل عباس میرے اس سوال پر ہنس دیئے اور گویا ہوئے۔ " مزدوروں کے لئے کام کرو، ان کے حقوق کے تحفظ کے نعرے لگاؤ تو چین کے ایجنٹ کہلاؤ۔ اصل بات تو بھائی یہ ہے کہ میں چین کو صرف اس لئے اچھا کہتا ہوں کہ جس وقت امریکہ کی شہ پر بھارت نے پاکستان کو تباہ کرنے کا منصوبہ تیار کیا تھا، چین نے اس کی دھجیاں بکھیر دیں۔ یہ بات میں نہیں کہہ رہا ہوں، یا یہ میری ذاتی رائے نہیں، بلکہ سارے زمانے نے دیکھا کہ معرکۂ ستمبر جس میں پاکستان کی تاریخ ایک مرتبہ اور بنی ہے، اس معرکہ میں اگر کسی نے ساتھ دیا تو وہ صرف چین تھا، اور چین کے بعد کوئی ملک پیش پیش رہا تو اس میں انڈونیشیا بھی شامل ہے۔ ان بنیادوں پر اگر ہم چین پاک دوستی کی بات کرتے ہیں تو کون سا برا کام کرتے ہیں۔ امریکہ کو یہ دوستی بہت ہی ناگوار لگتی ہے، لہٰذا امریکہ کی شہ پر بعض جماعتیں اس ملک میں چین کے خلاف نت نئے ہنگامے کھڑے کرتی رہتی ہیں مگر اس کا مقصد یہ بھی نہیں ہے کہ ہم اس وقت بھی چین کے گن گاتے رہیں جب کہ چین ہماری سالمیت کے لئے ایک خطرہ بن جائے، چین کی پالیسی جب بھی ہمارے قومی مفادات سے ٹکرائی تو ہم پہلے انسان ہوں گے جو چین کی مخالفت میں اپنی جان کی بازی لگا دیں گے بات مختصر ہے، ہم تو اس کے دوست ہیں جو ہمارا دوست ہے"،

" لوگ آپ کے بارے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ " دہریے " ہیں ——"

طفیل عباس صاحب جو چین کے بارے میں کچھ اور کہنے والے تھے، میرا یہ سوال سن کر چونک پڑے اور بغیر کسی توقف کے بولے۔ " بھیا، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں کے ذہن میں مسلمانوں کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے کون سی کسوٹی ہے۔ اب آپ ہی بتلایئے کہ میں ۱۹۶۶ء میں حج پر گیا تو جب وہاں سے لوٹا تو یہ کہنے لگے حج کرنے نہیں گئے تھے بلکہ تماشا دیکھنے گئے تھے۔ اور ہاں ابھی حال ہی میں میں کربلائے معلّٰی کی زیارت سے لوٹا ہوں، اب میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب میں مسلمان نہیں تھا تو مجھے حج کرنے کی اجازت کیسے مل گئی لیکن ان لوگوں کو کون سمجھائے کہ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ کافر کو بھی کافر مت کہو ہو سکتا ہے کہ کل وہ مسلمان ہو جائے اور سابقہ مسلمانوں سے اسلام کی خدمت بہتر انداز سے کرے۔

طفیل عباس کچھ کچھ جذباتی سے ہوتے جا رہے تھے میں نے اسی کیفیت میں ان سے پوچھ لیا " آپ مزدوروں کی تحریک میں کب سے شامل ہوئے۔

طفیل عباس صاحب نے ذہن پر زور دیتے ہوئے جواب دیا۔ " میں ۱۹۴۷ء میں پاکستان آیا تھا۔ اسی زمانے میں مجھے اورینٹ ایرویز میں سروس مل گئی۔ ۱۹۴۸ء میں میں نے یہاں پر ایک یونین قائم کی، اس یونین نے انتظامیہ کے سامنے مزدوروں کے مطالبات رکھے، انتظامیہ نے ان کے مطالبات تسلیم نہیں کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ایک زبردست ہڑتال ہوئی مگر یہ ہڑتال ناکام ہوئی اور یونین توڑ ڈالی گئی۔ اور کچھ ایسے انتظامات مزید کر دیئے گئے تاکہ یہاں پر کوئی یونین سرے سے بن ہی نہ سکے، یہ صورت حال میرے لئے یقیناً پریشان کن تھی،

مگر میں نے مایوس ہونا نہیں سیکھا، مزدوروں کو ایک مرتبہ پھر ایک جگہ جمع کرنے کے لئے ۱۹۵۰ء میں میں نے کریڈٹ سوسائٹی قائم کی۔ اسی کریڈٹ سوسائٹی کے اصل قیام کا مقصد صرف یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح سے مزدور ایک پلیٹ فارم پر آجائیں۔ اس سوسائٹی کے قیام کا نتیجہ خاطر خواہ ہوا — مزدور ایک مرتبہ پھر ایک جگہ جمع ہو گئے تھے، اس صورت حال سے میں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور ۱۹۵۰ء میں اورینٹ ایرویز یونین کی بنا ڈالی۔ اس زمانے میں ایک اور یونین بھی کام کر رہی تھی۔ اس یونین کی حیثیت صرف یہ تھی کہ یہ انتظامیہ کے ساتھ مل کر مزدوروں کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتی رہتی تھی۔ ۱۹۵۴ء تک میں نے اس یونین کو اتنا مضبوط کر دیا کہ مزدور مطمئن تھے، اور ان کے اندر یہ بات پیدا ہو گئی تھی کہ اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے مزدوروں میں پائیدار اتحاد کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ میں نے اپنے آپ کو مزدوروں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اور انتہائی سنجیدگی سے یہ سوچ رہا تھا کہ مزدوروں کو متحد کرنے کا کام اب دوسری ملوں اور فیکٹریوں میں بھی کرنا چاہئے کہ میرے اس منصوبے کا علم نہ جانے کیسے سابق گورنر جنرل غلام محمد کو ہو گیا، انہوں نے میری گرفتاری کے احکامات صادر فرمائے اور میں ان کے دور میں جیل کے اندر ڈال دیا گیا، لیکن ۶ ماہ کے بعد مجھے رہا کر دیا گیا۔ اپنی رہائی کے بعد میں بے روزگار ہو گیا تھا میں نے اس سلسلے میں انتظامیہ سے گفتگو کی، پہلے تو انتظامیہ نے مجھے لینے پر آمادگی ظاہر نہیں کی مگر جب مزدوروں نے شور برپا کیا تو انتظامیہ نے مجھے لے لیا اور اس طرح ایک مرتبہ اور مجھے مزدوروں کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ اب ۱۹۵۵ء آ گیا تھا اور یہ وہ زمانہ تھا جب میں نے اپنا کام مزدوروں کی بستیوں میں شروع کر دیا تھا۔ اسی زمانے میں پی۔ آئی۔ اے قائم ہوئی۔ اور کے جی بور اس کے منیجر نامزد ہوئے۔

پی۔ آئی۔ اے کے بنتے ہی اورینٹ ایرویز توڑ دی گئی اور جب اسے پی۔ آئی۔ اے میں شامل کیا گیا تو اس وقت پی۔ آئی۔ اے کے منیجر نے یہ طے کیا کہ اورینٹ ایرویز کے ملازموں کو نئے سرے سے رکھا جائے۔ اس بات پر میں نے زبردست احتجاج کیا جس کے سلسلے میں مجھے ملازمت سے معطل کر دیا گیا اور فوراً ہی سیکورٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کر لیا گیا! اس گرفتاری کے دوران سی۔ آئی۔ ڈی کو میں نے بتایا کہ کس طرح غیر ملکی زرمبادلہ مسٹر بور کے ذریعہ باہر روانہ کیا جا رہا ہے۔ میری اس اطلاع پر تحقیقات شروع ہوئی۔ اس تحقیقات کے نتیجے میں ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء کو ایک مرتبہ پھر رہا کر دیا گیا اور کے۔ جی بور کو پی۔ آئی۔ اے کی منیجری سے ہٹا دیا گیا۔

کے۔ جی۔ بور کے بعد ظفر الحسن لاری پی۔ آئی۔ اے کے جنرل منیجر مقرر ہوئے۔ لاری صاحب نے ہماری باتیں سنیں میں نے انہیں مزدوروں کے موقف سے آگاہ کیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے مزدوروں کی بھلائی کے لئے ایک دو اچھے کام کئے کہ اس دوران مارشل لاء لگ گیا۔ یہ ۱۹۵۸ء کا دور تھا۔ ۱۹۵۹ء میں نور خاں صاحب پی۔ آئی۔ اے میں تشریف لائے۔ نور خاں صاحب کے آتے ہی فضا انتہائی خوش گوار ہو گئی۔ اصولی اتحاد حد سے زیادہ مضبوط ہو گیا۔ مگر ان دنوں امریکی صدر جنرل آئزن ہاور صاحب پاکستان کے سرکاری دورے پر آئے۔ وہ پاکستان کیا آئے کہ مجھے جیل میں ڈال دیا گیا، جب وہ پاکستان سے تشریف لے گئے تو مجھے رہائی نصیب ہوئی۔ اب ۱۹۶۰ء کا زمانہ آ گیا تھا ان دنوں عام گرفتاریاں ہوئیں تو مجھے بھی جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ اس زمانے میں مجھے خاصی کڑی تکلیفیں جھیلنا پڑیں مجھے ۵۵۵ کی تحویل میں رکھا گیا، ان لوگوں نے مجھے برف پر لٹا کر مجھ سے پوچھا کہ تم جب بھارت گئے تھے تو تم نے بھارتی کمیونسٹوں سے اشتراک کر لیا اور پی۔ آئی۔ اے کی حسین ایئر ہوسٹسوں کے ذریعہ تمہارا رابطہ دنیا کی تمام کمیونسٹ تحریکوں سے ہے اور روس سے جو آئل پیکٹ ہوا ہے، اس میں بھی تمہارا ہاتھ ہے!! ان الزامات کے تحت میں سزا بھگتتا رہا۔ مگر ۱۹۶۱ء میں ایک مرتبہ پھر رہا ہوا۔ مگر اس دفعہ مجھ پر ایک پابندی لگا دی گئی اور وہ یہ کہ میں ایئرپورٹ نہیں جا سکتا اور نہ ہی پی۔ آئی۔ اے کے مزدوروں سے کوئی رابطہ رکھ سکتا ہوں۔ ان پابندیوں کے ساتھ ساتھ مجھے پی۔ آئی۔ اے سے بھی نکال دیا گیا۔ حکومت کی اس پابندی کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ پی۔ آئی۔ اے کے مزدوروں نے میرے اعزاز میں ایک استقبالیہ ترتیب دے ڈالا۔

یہ استقبالیہ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے میں منعقد کیا گیا تھا۔ اس استقبالیہ میں مزدوروں نے مجھ سے کہا ”کہ آپ کو ہم سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔ آپ کی ہدایات ہم سب کے لئے بے انتہا ضروری ہیں۔ میں نے جب اس استقبالیہ میں مزدوروں کا یہ جوش و خروش دیکھا تو میں نے حکومت کی پابندی توڑنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس ارادے کے ساتھ ٹھیک ۲۳ روز کے بعد مجھے ایئرپورٹ سے گرفتار کر لیا گیا۔ اور ایک سال کے لئے جیل بھیج دیا گیا۔ یہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے میری بہن اچانک علیل ہو گئیں، ان کا ایک خطرناک آپریشن ہونا تھا۔ میں نے اپنی بہن کو دیکھنے کے لئے پیرول پر رہائی کی کوشش کی مگر بجائے پیرول کے مجھے جیل سے نکال کر کلفٹن کے تھانے میں رکھا گیا۔ اس تھانے میں مجھ پر بے انتہا مظالم توڑے گئے۔ بس ان مظالم کو سہہ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جان نکل گئی ہے اور بے حس جسم باقی رہ گیا ہے۔ ان چند صبر آزما دنوں کے بعد مجھے پھر جیل روانہ کر دیا گیا۔ لیکن اسی سال یکایک مجھے رہا بھی کر دیا گیا اور اسی سال مجھے پی۔ آئی۔ اے میں ملازمت بھی دے دی گئی

۱۹۶۲ء سے لے کر ۱۹۶۵ء تک میں مزدوروں کے لئے کام کرتا رہا کہ ۱۹۶۵ء کے ایک اجلاس میں مجھے پی۔ آئی۔ اے کے مزدوروں نے مشترکہ طور سے یونین کا صدر منتخب کر لیا۔ جیسے ہی میں صدر بنا تو جماعت ایک مرتبہ پھر میرے خلاف لنگوٹ باندھ کر میدان سیاست میں آ گئی مگر ہم کام کرتے رہے اور یہ جماعت اور اس کے ایجنٹ ہمارے خلاف اپنی نام نہاد کارروائیاں کرتے رہے — انہیں دنوں حکومت بھی ہمارے خلاف ہو گئی تھی کہ ۱۹۶۷ء آ پہنچا۔ اس زمانے میں اسرائیل نے سوئز پر حملہ کر کے اسے اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ یہ حملہ امریکہ کی شہ پر ہوا تھا ہم نے اس کے خلاف ایک بڑا جلوس نکالا۔ جب یہ جلوس شہر کی مختلف سڑکوں سے گزر رہا تھا کہ مجھے گرفتار کر لیا گیا اس ہنگامے کے بعد میں پھر رہا ہوا مگر پولیس میری تلاش میں تھی کہ کوئی بڑا ہنگامہ کر کے اس کو طویل عرصے کے لئے جیل میں ڈال دیا جائے۔ مگر اس کے برعکس میں نے ۲۵ مارچ ۱۹۶۷ء کو ایک قومی مزدور محاذ کا ایک اجلاس منعقد کیا۔ اس اجلاس میں یہ فیصلہ کیا کہ بڑے پیمانے پر ایک مزدوروں کا کنونشن بلایا جائے“۔

طفیل عباس کی محنت کشوں کو ان کے حقوق دلوانے کی جدوجہد کی یہ کہانی طویل ہوتی جا رہی تھی۔ میں نے انہیں درمیان سے لیتے ہوئے کہا ”پاکستان کے عوام کا خیال ہے کہ آپ کا رسالہ ”منشور“ مذہب اسلام کے خلاف مواد شائع کرتا ہے۔

طفیل عباس نے قدرے غصے سے جواب دیا۔ ”پاکستان کے عوام ”منشور“ کے بارے میں قطعی یہ بات نہیں کہتے۔ دراصل یہ ایک خاص جماعت کا منصوبہ ہے کہ وہ ”منشور“ کو بدنام کر رہی ہے، ہم نے اس سلسلے میں بارہا حکومت سے یہ کہا ہے کہ اگر منشور میں اسلام کے خلاف کوئی مواد شائع ہوتا ہے تو منشور کے ڈکلریشن کو منسوخ کر دیا جائے۔ مگر آج تک حکومت نے کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔

سید وجاہت علی مسٹر طفیل عباس سے انٹرویو لے رہے ہیں

دراصل یہ مزدوروں اور محنت کشوں کا ترجمان ہے، ان کے لئے جدوجہد کرتا ہے یہ رسالہ صرف ان کی باتیں کرتا ہے۔ امریکہ اور اس کے حواری سرمایہ دار بھلا یہ سب کیسے برداشت کر سکتے ہیں وہ سب کے سب مشترکہ طور سے اس آواز کو جس کا نام "منشور" ہے۔ دبا دینا چاہتے ہیں۔ مگر سنئے صاحب یہ کون سی شرافت ہے کہ جماعت کے ان گنت رسالے نکلتے ہیں مگر ہم نے آج تک ان کے رسالوں کے خلاف کوئی مہم نہیں شروع کی۔

میں نے طفیل عباس صاحب سے ایک اور سوال پوچھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اس ملک میں اشتراکی نظام لانا چاہتے ہیں ——— !

طفیل عباس نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ "ہم جو نظام اس ملک میں لانا چاہتے ہیں۔ وہ ملوکیت کے خلاف ہے۔ سامراجی قوتوں کے خلاف ہے۔ شاہوں کے خلاف ہے، اور یہ وہ نظام ہے جو خلفائے راشدین نے رائج کیا، اور امام حسینؓ نے اس کے لئے اپنی جان قربان کی۔

میں نے طفیل عباس سے ایک بات اور پوچھی "مزدور کا سیاست سے کیا تعلق ہے؟"

طفیل عباس صاحب کے چہرے پر سوچ کی علامتیں بکھریں۔ "آج کے مزدور کو قومی سیاست سے بالکل علیحدہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مزدور اور قومی سیاست، بس یوں جان لیجئے کہ مزدور کسی ملک کی سالمیت کی ضمانت ہوتا ہے۔ اگر مزدور کے اقتصادی حالات اچھے ہیں تو مزدور طاقتور ہوگا اور جب مزدور طاقتور ہوگا تو ملک اور قوم بھی طاقتور ہوں گے۔"

طفیل عباس صاحب کی بات معقول تھی، میں نے ایک اور سوال کر ڈالا۔ "یہ تو بتائیے کہ مزدوروں میں بے چینی کیوں ہے۔"

کچھ سوچ کر طفیل عباس صاحب بولے۔ "اس کے دو اسباب ہیں۔ (۱) مزدوروں کی اقتصادی حالت کو بہتر کیا جائے ان کو ان کی محنت کے حساب سے معاوضہ دیا جائے۔

۲۔ مزدور اور کسان جو اس ملک کی اصل آبادی ہیں، دیکھا جائے تو اس ملک میں ۸۰ فی صد محنت کش بستے ہیں۔ ان محنت کشوں کو اجتماعی حیثیت سے قیادت کا شرف عطا کیا جائے، مگر اس کے برعکس ان کے ساتھ ہوتا یہ ہے کہ ان کا نمائندہ مزدور نہیں ہوتا بلکہ کھوڑا اور دولتمند ہوتے ہیں۔ آپ دیکھ لیجئے گا کہ اگر اجتماعی حیثیت سے مزدور اور محنت کش قوتوں کو قیادت کرنے کا حق نہیں دیا گیا تو اس ملک میں کبھی مضبوط قیادت جنم نہیں لے سکتی۔ اس سلسلے میں جب بھٹو اور بھاشانی نے اسلامی مساوات کے نعرے لگائے تو یہ سب کے سب کافر کہلائے، دراصل ان لیڈروں نے اس خطرے کو پہلے سے بھانپ لیا ہے جو آج سے کئی سال کے بعد اس ملک میں برپا ہوگا۔"

طفیل عباس صاحب کی اتنی ساری باتیں سننے کے بعد میں نے ان کے سامنے ایک اور اہم نکتہ رکھا۔ آپ جو بار بار کہتے ہیں کہ جماعت اسلامی یا اس کے کارکن آپ کے خلاف ہیں۔ آخر کیوں؟"

* * *

طفیل عباس صاحب نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ "دراصل قصہ یہ ہے کہ یہ لوگ پی۔ آئی۔ اے کی مزدوروں کی یونین کا فنڈ جو اسّی ہزار کے لگ بھگ ہے اسے ہتھیانا چاہتے ہیں، اور کچھ نہیں، اور یہی ایک حقیقت ہے کہ فنڈ،

…… …… …… ……

کارکنوں اور اصولوں کے اعتبار سے پی۔ آئی۔ اے یونین اس ملک کی مضبوط ترین یونین ہے اور یہ ایک "میجر" یونین بن کر رہ گئی ہے۔ اس کا اثر دوسری مزدور تحریکوں پر بھی پڑ رہا ہے اور وہ بھی انھیں خطوط پر اپنے آپ کو منظم کر رہی ہیں، اور یہ خوش کن مزدوروں کا مستقبل اس خاص جماعت کے لئے انتہائی پریشان کن ہے۔

میں طفیل عباس صاحب سے کچھ اور پوچھنا چاہتا تھا کہ انہوں نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "مجھے آج تین بجے مزدوروں سے خطاب کرنا ہے، کچھ لوگ کئی دنوں سے انتشار پھیلانے میں مصروف ہیں، ذرا میں دیکھوں کہ اس ضمن میں مزدوروں کا موقف کیا ہے، ویسے بھی میں انھیں اس خطرے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو ایک خاص جماعت کے توسط سے یہاں تک پہنچ گیا ہے۔ میں اس خطرے کو دور کرنا چاہتا ہوں، اور اس خطرے کو دور کرنے میں جو کچھ میرے ساتھ ہو رہا ہے وہ بھی سن لیجئے۔ آج کل مجھے یہ ٹیلی فون آتے رہے ہیں کہ

۱۔ طفیل عباس ہم تمہیں گولی مار دیں گے۔

۲۔ ہم نے پشاور سے تمہیں مارنے کے لئے چند غنڈے روانہ کئے ہیں۔

۳۔ تم باز نہیں آئے تو ہم تمہارے گھر کو آگ لگا دیں گے۔ اور تمہاری یہ حرکتیں تمہارے بچوں کو یتیم کر دیں گی۔"

طفیل عباس نے اپنے ماتھے پر سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا، "دوست میں نہیں باز آؤں گا۔ میں حق پر ہوں میں مزدور کے لئے لڑ رہا ہوں۔ میں غریب کے لئے جہاد کر رہا ہوں۔ میں مسلمان ہوں، ایک ایسا مسلمان جو دوسرے ہر مسلمان کا خیال رکھتا ہے۔ میں ان تمام خطروں کی پرواہ نہیں کرتا۔ قوم کو مطمئن کرنے کے لئے اور اس کو فلاح

* * *

* * *

عطا کرنے کے لئے جان کی بازی لگانی ہی پڑتی ہے۔ اگر میرے سرخ خون سے میرے مزدور بھائی سرخرو ہو گئے، تو میں سمجھوں گا کہ میں نے ایک بڑی جنگ جیتی ہے، ایسی جنگ جو اسرائیل کے خلاف تھی۔ ایسی جنگ جو سرمایہ دار کے خلاف تھی۔ ایسی جنگ، جو نام نہاد دھوکہ باز منافقین کے خلاف تھی۔

اور میں یقیناً یہ جنگ جیتوں گا، اور اگر میں نہیں جیت سکا، تو میرا بھائی۔ میری بہن اور بیٹا یہ جنگ جیتے گا۔ میں اپنے سارے خاندان کو قربان کر سکتا ہوں، مگر ان سامراجیوں سے شکست تسلیم نہیں کروں گا"

طفیل عباس اٹھ گئے۔ باہر مزدور شور کر رہے تھے۔

(بشکریہ ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی)

غزل

گوہر امروہوی

قتل و غارت کے خداؤ وہی واپس کردو
عید کے روز جو ملبوسِ کہن چھینا ہے
تیری اس جنتِ ارضی میں الٰہی اکثر
اک مسلماں نے مسلماں سے کفن چھینا ہے
تختۂ دار پہ انساں کو چڑھانے کے لئے
مرگ نے سلسلۂ دار و رسن چھینا ہے
اک ہوس کار نے آرائش محفل کے لئے
ایک نقاّشِ فسوں ساز سے فن چھینا ہے
اے تصوّر یہ کہیں عالمِ برزخ تو نہیں
وقت نے فاصلۂ گنگ و جمن چھینا ہے
اے بہارو مرے جذبات کی تعظیم کرو
کہ خزاں سے بصد آلام چمن چھینا ہے
میں نے گلہائے فسردہ سے بھی باتیں کی ہیں
تم نے تو غنچۂ نورس سے دہن چھینا ہے
اُس کو بھی عالمِ غربت میں لئے پھرتا ہوں
اک درندے سے جو آہوئے ختن چھینا ہے
کوئی خود کار مشینوں سے یہ جا کر کہدے
منھ سے مزدور کے ہر طرزِ سخن چھینا ہے
کون سنتا ہے فلک پر یہ زمیں کی فریاد
زر کی جھنکار نے آرام زمن چھینا ہے

کون دروازۂ خاور پہ کھڑا تھا گوہر
کس نے مظلوم ستاروں سے وطن چھینا ہے

* * *

بقیہ سی۔ آئی۔ اے

ع۔ک:۔ تہران۔ نکوسیا۔ راولپنڈی
(اسپیشل ایڈوائزر)
۸۷۔ رچرڈ ڈی اسنیڈر
پیدائش ۲۹ر جون ۱۹۲۲؁ء
ع۔ک:۔ ٹوکیو۔ کراچی۔ واشنگٹن
(کونسل)
۸۸۔ ڈاکٹر جیمس ولیم اسپین
پیدائش ۲۲ر جولائی ۱۹۲۶؁ء
ع۔ک:۔ ٹوکیو۔ کراچی۔ واشنگٹن
(وائس کونسل)
۸۹۔ ہاورڈ ای اسٹون
پیدائش ۲ر مارچ ۱۹۲۵؁ء
ع۔ک:۔ تہران۔ خرطوم۔ دمشق۔ کراچی۔ کھٹمنڈو۔ سائیگان
(اٹیچی)
۹۰۔ فریڈ بی تھامس
پیدائش ۱۵ر نومبر ۱۹۲۷؁ء
زبان مینڈارین
ع۔ک:۔ سیول۔ تائیچنگ۔ کراچی۔ واشنگٹن
(سیکنڈ سیکریٹری)
۹۱۔ میتھیو وان آرڈر
پیدائش ۵ر اگست ۱۹۲۸؁ء
زبان فرانسیسی۔ ہندی
ع۔ک:۔ کراچی۔ راولپنڈی۔ مری۔ میکسیکو سٹی۔ واشنگٹن
(سیکنڈ سیکریٹری)
۹۲۔ لورین ٹی والش
پیدائش ۱۰ر اکتوبر ۱۹۲۴؁ء
۹۳۔ مسز کرسٹل والٹر
پیدائش ۱۳ر مئی ۱۹۰۶؁ء
ع۔ک:۔ تیونس۔ نیپلز۔ روم۔ کیمپ رچی۔ ٹرلیٹی۔ سیول۔ بیلگ
کراچی۔ واشنگٹن
۹۴۔ فریڈرک یو ویلیس
پیدائش ۲۷ر اپریل ۱۹۲۶؁ء
ع۔ک:۔ کاسا بلانکا۔ لاہور۔ بیروت۔ واشنگٹن
(سیکنڈ سیکریٹری)
۹۵۔ رابرٹ ہینری وینسکے
پیدائش ۱۸ر ستمبر ۱۹۱۳؁ء
ع۔ک:۔ سیول۔ کراچی
(چیف آف ملٹری ایڈوائزر گروپ ان پاکستان ۱۹۶۰؁ء

منشور سب کا ہے خود پڑھئے اور
دوسروں کو پڑھوائیے

لونڈی

مٹکے باسی شراب دے توڑ دیؤ
اپنی سوچ وچار دے رنگ بدلو
نویں فجر دی آئی ہوا ٹھنڈی
چمن والیو چمن دے رنگ بدلو
بھانبھڑ دُکھاں دے بال کے سیکدے او
جیون والیو جیون دے ڈھنگ بدلو
کھڑ کے سمے تے ڈھول محبتاں دے
جنج چڑھی اے نویں سویریاں دی
گھوڑے لاڑا مشقت داآن بیٹھا
پُٹ دیوے گا جڑ انھیریاں دی
ڈولے وِچ بیٹھی رانی محنتاں دی
سینے یاد شو محل اُچیریاں دی
کڈھوں باہر اینوں چھیتی نال یارو
لونڈی بنی اے کیوں ؟ لٹیریاں دی
ساڈا نال ایدھا سنگ مدتاں دا
ساتھوں وچھڑ کے بڑی خوار ہوئی
کدے یاد کر دی محل ماڑیاں نوں
کدے بیٹھ کلّی زار وزار روئی
کدے موتیاں وانگ پُرچ آوندی
کدے پیس لنگھدی ویلنے چوں
تنی گئی کدھرے تار تار ہوئی
سبھے سکھنیاں وہڑیاں وچ یارو
سبھے بنو کہار تے لے آو
خوشیاں ماندی آوے گی نال ساڈے
ٹھنڈی چھاں نہ دیکھ کے بے سجاؤ

مٹکے باسی شراب کے توڑ دو
اپنی سوچ بچار کے رنگ بدلو
نئی صبح کی ٹھنڈی ہوا آئی ہے
چمن والے چمن کے رنگ بدلو
دکھوں کے شعلے جلا کر سینکتے ہو
زندگی والو زندگی کے ڈھنگ بدلو
اس وقت محبت کے ڈھول بج رہے ہیں
نئے اُجالوں کی برات چڑھی ہے
مشقت کا دولہا گھوڑے پر بیٹھا ہے
اندھیروں کی جڑیں اکھاڑ دے گا
ڈولی میں محنت کی رانی بیٹھی ہے
اونچے محلوں کی یاد سینے میں ہے
جلدی سے اسے باہر نکالو دوستو
لیڈروں کی لونڈی کیوں بنی ہے
ہمارے ساتھ مدتوں سے اس کا میل ہے
ہم سے بچھڑ کر بہت خوار ہوئی ہے
کبھی تو محل والوں کو یاد کرتی ہے
کبھی اکیلی بیٹھی زار و قطار روتی ہے
کبھی موتیوں کی طرح بندھی آتی ہے
کبھی پس کر ویلنے سے گزرتی ہے
کہیں تار تار ہو کر دھنک گئی
گھر کے ویران صحنوں میں دوستو !
سب ہی کہار بنو اور لے آؤ
ہمارے ساتھ خوشی خوشی آئے گی
ٹھنڈا سایہ دیکھ کر بیٹھنا نہیں

غلام محمد ساجد

ایک اہم گذارش

منشور گذشتہ چھ سال سے انتہائی پامردی کے ساتھ ملک کے محنت کش طبقے کی خدمت کے ساتھ ساتھ ملک کے بدترین دشمنوں امریکی سامراج، روسی سوشل سامراج، جاگیرداروں، اجارہ دار سرمایہ داروں اور تمام رجعت پرست طبقوں پر بھرپور وار کرتا رہا ہے بلکہ ان طبقوں کی مکروہ سازشوں اور حملوں کے ساتھ ساتھ ضرورت کی ہر چیز کی روز بروز بڑھتی ہوئی گرانی کا بھی بڑی ہمت و جرأت سے مقابلہ کرتا رہا ہے۔ اپنی پالیسی اور مقصد پر چٹان کی مضبوطی سے ڈٹے رہنے کی وجہ سے کتنی ہی مشکلات ہمارے آڑے آئیں لیکن منشور نے ان کا تنہا مقابلہ کیا، ان کا بار اپنے قارئین پر نہیں ڈالا۔ ان مسلسل دشواریوں اور مشکلات کا نتیجہ یہ ہوا کہ منشور شدید قسم کے مالی بحران میں مبتلا ہوتا گیا اور اس کی وجہ سے اکثر و بیشتر اس کی اشاعتوں میں تاخیر ہونے لگی اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ دو دو ماہ کے مشترکہ شمارے نکالنے پڑے اس تاخیر اور ایک ایک ماہ کے خلاء کی وجہ سے جہاں قارئین منشور کو ذہنی الجھنوں کا شکار ہونا پڑتا ہے وہاں منشور کے جو بھی تھوڑے بہت تجارتی مفادات ہیں وہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم نے منشور کی قیمت میں اضافہ نہ کیا کیونکہ جب بھی کہیں سے قیمت میں اضافہ کرنے کی تجویز آئی ہمارے سامنے وہ تمام مفلوک الحال اور غریب محنت کش آگئے جو اپنے محدود وسائل کی وجہ سے منشور آنے میں ایک دو روز کی تاخیر ہو جانے کے باعث چار آنے کی بھی گنجائش نہیں نکال سکتے لیکن اب یہ مالی بحران اتنا شدید ہو گیا ہے کہ منشور کو نکالتے رہنے کے لئے یہ بات لازمی ہو گئی ہے کہ اس کی قیمت میں اضافہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ موجودہ معمولی قیمت میں ہم منشور کی بڑھتی ہوئی مانگ بھی پوری نہیں کر سکتے کیونکہ ایک مخصوص تعداد سے زیادہ کاپیاں شائع کرنے سے نقصان میں اضافہ ہوتا ہے، اور ہم اس بات پر مجبور رہتے ہیں کہ منشور کی تعداد محدود ہی رکھیں۔ چنانچہ قیمت میں اضافے کے بعد ہم بڑھتی ہوئی مانگ بھی بغیر نقصان اٹھائے پوری کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم مندرجہ ذیل حقائق اور اعداد و شمار قارئین کے سامنے پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ قیمت میں یہ اضافہ قارئین کے لئے کسی نفسیاتی الجھن اور غلط فہمی کا باعث نہ ہو۔

منشور کے دوران اشاعت کاغذ کی قیمتوں میں کئی بار اضافہ ہوا ہے۔ شروع میں کاغذ ۱۶ روپے رم تھا۔ پھر ایک ایک روپیہ اور آٹھ آٹھ آنے کا اضافہ ہوتے ہوتے اب ۲۱ اور ۲۲ روپیہ ہو گیا ہے اور چور بازاری کی وجہ سے اکثر و بیشتر بازار میں رائج قیمت سے زائد ہی پر دستیاب ہوتا ہے، آفسٹ چھپائی کے اخراجات بھی اسی طرح دوسری اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ بڑھتے رہے ہیں۔ تصویروں کی فلمیں جو پہلے دو آنے اور ۱۶ پیسے فی مربع انچ کے حساب سے بنتی تھیں وہ اب ۲۵ پیسے فی مربع انچ کے حساب سے بنتی ہیں۔ کتابت کی اجرت ۵ روپے فی صفحہ سے بڑھ کر آٹھ نو روپے فی صفحہ تک پہنچ گئی ہے۔ ڈاک خرچ میں بھی اس عرصے میں دو بار اضافہ ہو چکا ہے۔ مثلاً پوسٹ کارڈ پہلے پانچ پیسے کا تھا پھر سات پیسے کا ہوا، اب دس پیسے کا ہے، لفافہ پہلے بارہ پیسے کا تھا، پھر پندرہ کا ہوا اب بیس پیسے کا ہے۔ اسی طرح ریل کے کرائے میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

منشور کی پالیسی کی وجہ سے مشتہرین حضرات بھی منشور میں اشتہار دینے سے ہچکچاتے ہیں۔ اس لئے اب منشور کے اخراجات کا دارومدار بیشتر اس کی فروخت سے آنے والی رقم پر رہ گیا ہے۔ فروخت سے آنیوالی رقم کس قدر ہوتی ہوگی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل حقائق سے لگایا جا سکتا ہے۔ بازار میں فروخت کے لئے جو کاپیاں دی جاتی ہیں، ان پر دکانداروں اور ایجنٹوں کو کمیشن دیا جاتا ہے اور زیادہ تر حالات میں یہ کمیشن چالیس فیصدی ہوتا ہے۔ یعنی ایک کاپی سے صرف پندرہ پیسے آتے ہیں۔

ان تمام اخراجات میں اضافے کی وجہ سے منشور کے دوران اشاعت میں بڑے بڑے اخبارات و رسائل اپنے لامحدود وسائل کے باوجود تین بار قیمتوں میں اضافہ کر چکے ہیں۔ مندرجہ بالا حقائق اور اعداد و شمار کے بعد ہم انتہائی تکلیف کے ساتھ یہ اعلان کرنے پر مجبور ہیں کہ جنوری ۱۹۷۰ء سے منشور کی قیمت ۵۰ پیسے کی جا رہی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے قارئین تمام حقائق کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے قیمت میں اس اضافے کو قبول کریں گے اور منشور کے پیغام کو پہلے کی طرح سرگرمی سے اور دور دور تک پھیلاتے رہیں گے۔

اراکین یونین کو جو منشور دیا جاتا تھا اس کی قیمت ان کے ماہانہ یونین فنڈ میں سے ۲۵ پیسے کے حساب سے ادا کی جاتی تھی منشور یہ نہیں چاہتا کہ اضافہ شدہ قیمت یعنی ماہانہ چندہ میں سے ۵۰ پیسے منشور کے لئے دیئے جائیں اور اس طرح سے پاکستان بھر کے محنت کشوں کو منظم کرنے کے مقدس فریضہ میں رکاوٹ پیدا ہو۔ اس لئے یونین فنڈ سے منشور کی خرید کے بجائے اراکین کو بھی پچاس پیسوں میں فروخت کیا جایا کرے گا اور ان کا یونین فنڈ اس سے متاثر نہ ہوگا۔ اراکین یونین سے بھی ادارہ منشور کی یہ مخلصانہ گزارش ہے کہ منشور کی قیمت میں اس اضافے کے ساتھ ساتھ وہ منشور کی عملی سرپرستی جاری رکھیں اور اپنے اس محبوب رسالے کو براہ راست خریدیں یونین کے کارکن رضاکارانہ طور پر منشور کی فروخت کا انتظام کریں گے۔

یہ فیصلہ ہم نے اس یقین کے ساتھ کیا ہے کہ منشور مالی طور پر قدرے مستحکم ہو کر پاکستانی عوام کی تنظیم اور جاگرتی کے لئے پہلے سے بھی زیادہ بانکپن کے ساتھ خدمت انجام دیتا رہے گا اور یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ عوام اپنے مفادات کا تحفظ کرنا بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔

(ادارہ)

قرآنی نقطۂ نظر میں

* ـــــ حیات النبی امروہوی

عید ۔ یعنی ۔ جشنِ نزولِ قرآن

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ① وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ②
لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ③ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ
فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ④ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ⑤

ـــــــ (سورۃ القدر)

۱۔ ہم نے اس قرآن کو اس وقت جبکہ ساری دنیا وحی کی روشنی سے محروم ہو کر تیرہ و تار ہو چکی تھی، نئی اقدار اور نئے پیمانے دے کر نازل کیا۔ لہٰذا جس رات میں اس کے نزول کا آغاز ہوا وہ ایک جہانِ نو کے نمود کی رات تھی۔

۲۔ تجھے خدا سے بڑھکر اور کون بتا سکتا ہے کہ یہ نئی اقدار اور نئے پیمانوں کی شب جس میں یہ نازل ہوا کس قدر باعظمت ہے۔

۳۔ یہ ایک رات اس زمانے کے ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے جس میں دنیا وحی کی روشنی سے محروم تھی

۴۔ یہ رات درحقیقت طائرِ پیش رس ہے اُس دور کی جو نزولِ قرآن کے بعد آنیوالا ہے، اُس دور کی خصوصیت یہ ہو گی کہ رفتہ رفتہ، آہستہ آہستہ بتدریج قانونِ خداوندی (الرّوح) ہم آہنگ ہوتی چلی جائیں گی ـــ انسان فطرت کی قوتوں کو مسخر کرتا جائیگا اور رفتہ رفتہ ان کا استعمال وحیٔ خداوندی کی روشنی میں، انسانیت کی ربوبیتِ عامہ کے لئے ہونے لگے گا ـــ اور اس طرح، فساد انگیزیوں اور خوں ریزیوں کی جگہ زندگی کے ہر گوشے میں، امن و سلامتی کی فضا، عام ہوتی جائے گی۔

۵۔ تا آنکہ، دنیا سے ہر قسم کی تاریکیاں چھٹ جائیں گی اور زمین اپنے نشوونما دینے والے کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔

✲

اسلام، عہدِ جاہلیت اور علمی دور کے درمیان حدِّ فاصل ہے۔ یہی وہ دین ہے جس نے جاہلیت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو چھانٹ کر فکر و تدبّر اور علم و عقل کے چراغ جلائے ـــ دنیا کو تہذیب کی روشنی سے منوّر کیا اور انسان جس قعرِ مذلّت کے اندھیروں میں گرا ہوا تھا اُسے معراجِ انسانیت کے بامِ بلند پر لا کھڑا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ نئی تہذیب و تمدّن کا گہوارہ "یورپ" بھی یہ کہنے پر مجبور ہے کہ یورپ کی نشاطِ ثانیہ کے آثار اٹلی اور فرانس میں نہیں بلکہ "مسلمانوں کے ہسپانیہ" میں ہیں ـــ اسی لئے درج بالا سورۃ القدر جو قرآن کریم کی ۹۷ویں سورت ہے، میں قرآن کریم کے نزول سے قبل کے زمانے کو "رات" (لیل) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی اسی دینِ خداوندی کے نزول سے قبل اندھیرا تھا اور اس کے بعد دنیا علم کے نور سے متعارف ہوئی ـــ سورۂ البقرہ کی آیت ۲۵۷ میں اسی بات کی وضاحت اِس طور کی گئی۔

يُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ (۲/۲۵۷)

یعنی ـــ یہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے۔

اسی لیلۃ القدر کو لیلۃ المبارکہ بھی کہا گیا ہے اور اس کی عظمت و فضیلت ہزار مہینوں سے بھی زیادہ بتائی گئی کہ اس کے بعد ہی دنیا وحیٔ قرآنی سے سرفراز ہوئی اور اس نے کائناتی قوتوں کو اُس کے مطابق استعمال کرنا سیکھا۔ انسان نے ہر چیز کو خدائی پیمانوں سے ناپنا سیکھا ـــ صحیح اور غلط، حق اور باطل، غلامی اور آزادی، نیکی اور بدی، ایمان اور کفر، یزداں اور اہرمن، دوست اور دشمن، غرض ہر میدان میں پرکھ کے لئے ایک کسوٹی، ایک معیار اور ایک پیمانہ انسان کو "قرآن کریم" کی صورت میں خدائے علیم و خبیر کی جانب سے بخشا گیا ـــ یہی دینِ خداوندی عالمِ انسانی کے لئے عظیم ضابطۂ حیات ہے جس پر گامزن رہ کر وہ تمام انسانیت کی تمام ارتقائی منزلیں طے کر سکتا ہے۔ اور ہر طاغوتی قوت کی غلامی سے آزاد ہو سکتا ہے۔

قرآنِ کریم کے نزول اور بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض و غایت کے بارے میں سورۃ الاعراف میں جو کچھ بیان کیا گیا اُس سے غلامی کی ہر شکل کی مذمّت اور آزادی کی نعمتِ عظمیٰ کی توصیف بڑے واضح طور پر مترشح ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَٱلْأَغْلَٰلَ ٱلَّتِى كَانَتْ عَلَيْهِمْ ـــ (۷/۱۵۷)

یعنی ـــ تاکہ وہ ان زنجیروں کو توڑ دے جن میں نوعِ انسانی جکڑے ہوئے چلی آرہی تھی اور اِن سِلوں کو اتار پھینکے جن کے تلے انسان دب رہا تھا ـــ

یہ کونسی زنجیریں ہیں جن میں نوعِ انسانی جکڑے چلی آرہی تھی، ان کی پوری فہرست متعین کرنا ممکن نہیں البتہ چند نمایاں کڑیوں کی نشان دہی کی جا سکتی ہے ـــ مثلاً

- ـــ عیسائیت کا یہ عقیدہ کہ انسان پیدائشی طور پر اپنے اولین ماں باپ (آدم و حوا) کے گناہ کا کفارہ ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے اس لئے وہ پیدائشی طور پر گنہگار ہوتا ہے۔
- ـــ مجوسیت کا یہ عقیدہ کہ یزداں و اہرمن دو متضاد قوتیں اس کارگہِ ہستی میں کارفرما بلکہ نبرد آزما ہیں اور انسان اُن کے آگے مجبورِ محض ـــ اور پھر آگے چل کر جنت یا تقدیر کا چکر جس سے نکلنا انسان کے بس کی بات نہیں۔
- ـــ ہندومت میں انسانوں کی چار ورنوں میں تقسیم یعنی برہمن

کھشتری، ویش اور شودر اور ان کی مخصوص قسمت!

- ——— یہودیت کا یہ تصور کہ نجات و سعادت صرف بنی اسرائیل کے لئے مخصوص ہے، جو شخص بنی اسرائیل کی نسل سے نہ ہو، خواہ کتنے ہی نیک اعمال کیوں نہ کرتا ہو اُسے نجات حاصل نہیں ہو سکتی!

ان کے علاوہ مذہبی پیشوائیت کی غلامی، سوسائٹی کی رسومات کی غلامی نیز اپنے جذبات کی غلامی، غرض اسی طور کی ہزارہا زنجیریں اور جال تھے جن میں عالم انسانی نزولِ قرآن سے قبل گرفتار تھا ——— پھر قرآن آیا اور اُس نے ان تمام باطل نظریات، غلط عقائد اور طاغوتی طاقتوں کے فیصلوں کو یکسر مٹا دیا اور اُن کی جگہ وہ مثبت نظریات دیئے جن کے باعث انسان نے آزادی کی فضاء میں سانس لیا ——— اُس نے عیسائیت کو جواب دیا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ آدَمَ (۱۷/۷۰)

"ہم نے ہر انسانی بچہ کو واجب التکریم پیدا کیا ہے" ———

نیز لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى (۵۳/۳۸)

"کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا"

اُس نے مجوسیت کے ضمن میں ابلیس کو للکارتے ہوئے کہا۔

إِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (۱۷/۶۵)

یعنی ——— میرے بندوں پر تو کبھی غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔

نیز انسانی اختیار و ارادے کو فوقیت دیتے ہوئے کہا۔

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ (۴۱/۴۰)

"تم اپنے اختیار و ارادے سے جو جی میں آئے کرو"

ہندومت اور یہودیت کی بیچارگی و مایوسی کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (۱۱/۱۱۴)

"تعمیری کام تخریبی امور کے نتائج کو مٹا دیتے ہیں۔"

غرض وہ تمام اصول دیئے جو منفی طرزِ فکر کو نیست و نابود کر کے مثبت اندازِ نظر اور صحیح راہِ عمل کے لئے انتہائی ضروری تھے ———

ایسے عظیم ضابطۂ حیات اور مجموعۂ قوانین کے عطیہ پر عالم انسانی جس قدر فخر کرے کم ہے، اُس کے ملنے پر جتنی مسرت و انبساط کا اظہار کرے کم ہے ؎

"کہ یہی ہے اُمتوں کے مرضِ کہن کا چارہ"

چنانچہ خود قرآن کریم نے سورۂ یونس میں کہا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ
وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

——— اے نوعِ انسانی! تمہاری طرف تمہارے نشو و نما دینے والے کی جانب سے ایسا ضابطۂ ہدایت آیا ہے جس سے انسان کے ہر نفسیاتی مرض کا علاج ہو جاتا ہے اور جو لوگ اس کی صداقتوں پر یقین رکھتے ہیں وہ زندگی کی صحیح منزل کی طرف ان کی رہنمائی بھی کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی انہیں سامانِ نشو و نما بھی عطا کر دیتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ

"ان سے کہو کہ یہ محض خدا کا فضل و رحمت ہے کہ تمہیں اِس قسم کا ضابطۂ ہدایت مل گیا ہے ورنہ انسان اپنی عقل و فکر سے اس قسم کا ضابطہ مرتب نہیں کر سکتا تھا۔"

فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا
هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (۱۰/۵۷-۵۸)

"سو اس کے ملنے پر تم جشنِ مسرت مناؤ ۔ یہ اس تمام متاع و سامان سے بہتر ہے جسے تم جمع کرتے رہتے ہو۔"

جشنِ مسرت کے بارے میں قرآنی تائید و تاکید کے بعد سوال یہ سامنے آتا ہے کہ یہ تقریب کب منائی جائے؟ چنانچہ قرآن کریم اس مسئلے کو بھی تشنہ نہیں چھوڑتا اُس نے سورۃ البقرہ میں صاف طور پر بتلایا کہ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (۲/۱۸۳)

"رمضان وہ مہینہ ہے جس میں ہم نے قرآن کریم نازل کیا"

یعنی قرآن کریم کے نزول کی ابتداء رمضان المبارک کے متبرک مہینے سے ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس ماہ کے اختتام پر

"جشنِ نزولِ قرآن" کی تقریب منائی جاتی ہے جس کو ہم عیدِ سعید کہتے ہیں ——— کس قدر مسرت انگیز و "حریت بخش" ہے یہ تقریب! ——— ٥

بقیہ ورکرز کانفرنس

اپنے جواب کے ساتھ انھیں بھی چھاپیں گے۔ آؤ تم بھی چھاپو ـــ تم ہماری ہمت دیکھو اپنی جمہوریت کو بھی دیکھو۔ منشور بند کرنے کے مطالبہ پر غور کرو۔ ہمیں قید کرنے کے مطالبہ پر سوچو ہم پر کافر ہونے کے الزام کو سمجھو اور پھر دیکھو کہ تم بالکل ننگے.... ہو چکے ہو۔

ہم رمضان شریف کے بعد اپنا یومِ اتحاد منائیں گے، اور اس دن تک ہم سب مل کر تمام باہر کے اسٹیشنوں، تمام برانچوں اور تمام یونٹوں کے اندر اس بات کی تجدید کریں گے کہ ہم ہیں ائرویز ایمپلائز یونین کے ممبر، اور ہم خوشی سے ایک روپیہ کٹوانا چاہتے ہیں۔ تم بات کرتے ہو ریفرنڈم کی۔ ہم حکومت اور پی۔آئی۔اے مینجمنٹ کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کرائے ریفرنڈم اور بلالائے مودودی فرقہ کے گرگوں اور اپنے تمام حمایتیوں کو، اور گاڑ دیئے جائیں جھنڈے ایک طرف مودودی اور احتشام الحق اور جارچوی کے اور دوسری طرف ہم کھڑے ہو جائیں، اور پھر دیکھیں کون جیتتا ہے ـــ ہم تو صرف رفعِ شر چاہتے ہیں؛ اللہ سب کو مفسدوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ لیکن اس پر مارشل لاء بھی خاموش ہے حکومت نے بھی منہ میں گھنگھنیاں ڈال رکھی ہیں۔ لیبر ڈپارٹمنٹ نے بھی چُپ سادھ رکھی ہے۔ عجب تماشہ ہے۔ ہم حکومت کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے خلاف جتنے الزامات ہیں، اسلام کے خلاف قوم کے خلاف۔ وطن کے خلاف حکومت کے خلاف ہر الزام کی تحقیقات کرائے ـــ ہمارا نصب العین سامراج، گماشتہ اجارہ دار سرمایہ داروں کے تیس خاندانوں اور بڑے جاگیرداروں کو ختم کر کے عوامی جمہوریت قائم کرنا ہے ہم اس کا اعلان کرتے ہیں، ہمارے خون کا آخری قطرہ بھی یہی پکارے گا کہ امریکی سامراج مردہ باد گماشتہ اجارہ داروں کے تیس خاندان مردہ باد، بڑے جاگیردار مردہ باد اس کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی،

میں آخر میں ایک بار پھر اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ چھ مہینے کے لئے ہمارا پروگرام یہ ہوگا کہ ہم ایک لاکھ روپیہ جمع کریں ـــ قومی مزدور محاذ کی تشکیل کر کے لاہور اور پنڈی میں مزدوروں، کسانوں، طالبعلموں، دانشوروں، قومی سرمایہ داروں، محبِ وطن جاگیرداروں یعنی تمام محبِ وطن طبقوں گروہوں اور افراد پر مشتمل جیالے کارکنوں کی عظیم الشان کانفرنس کر کے حکومت پر یہ واضح کر دیں کہ ملک کے تمام مسائل خاص طور سے مغربی اور مشرقی پاکستان کے اتحاد کا واحد راستہ عوامی جمہوریت ہے، اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر کسی اور بنیاد پر الیکشن ہو بھی گئے تو ایک بار پھر عوام اٹھ کھڑے ہونگے، اور ان کے اس فیصلے کو کوئی قوت روک نہ سکے گی۔

طفیل صاحب کے بعد ائرویز ایمپلائز یونین پی آئی اے برانچ راولپنڈی کے چیئرمین جناب نذر حسین گیلانی اور ڈھاکہ کے مزمل الحق صاحب نے بھی جلسہ سے خطاب کیا۔

چوتھی قسط

بے برگ و گیاہ

مصنّف :- اگنات ہرمن

مترجم :- حمید اختر

"وہ مجھے اذیت دے کر زبردستی میری شادی کر رہے ہیں۔ وہ میری بچی کو لے گئے.......... میں اسے دیکھنے کے لئے بیتاب ہوں........ معلوم نہیں وہ کہاں ہے۔ میں اسے چومنے اور چھاتی سے بھینچنے کی شدید خواہش سے مری جا رہی ہوں...... وہ کہاں ہے؟"

"انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اگر میں اس سے شادی کے لئے رضامند ہو جاؤں تو بچی کو دیکھ سکتی ہوں! تمہارے بوسوں کے لئے مجھے کیا قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے؟ بدقسمت ایوان! تم میرے لئے کیا قیمت ادا کر رہے ہو........ تمہیں کس طرح دھوکا دیا جا رہا ہے......"

آخری کاغذ پر جس پر پہلی سطر کاٹی ہوئی تھی اس نے پڑھا:-

"کل میری شادی کا دن ہے........ مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے یہ میرے ماتم کا دن ہوگا۔ افسوس! میں یوں محسوس کر رہی ہوں کہ کسی چیز کو اس کی قبر کی طرف لے جایا جا رہا ہے! اور میں خود اسے دفن کر رہی ہوں۔ میں اپنے اطمینانِ قلب کو ذبح کر رہی ہوں اور شاید ایوان کی خوشیوں کو بھی........"

"اور میرے والد اور میری ماں مجھے چومتے ہیں اور بھینچتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی ایک لفظ تک نہیں کہتا۔ نگران کی آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی ہیں۔ وہ میرے بہت مشکور ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا اور خود کو بیچنے کے لئے رضامندی کا اظہار کر دیا ہے!"

"میں بیان نہیں کر سکتی کہ ایوان کو دیکھ کر مجھے کیا محسوس ہوتا ہے۔ محبت سے معمور وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ کیوں؟........ میں اس کی ہونے والی ہوں........"......

"مصیبت کے ان لمحات میں تسکین کے لئے ایک ہی خیال ہے جس کے لئے میں خدا کی شکر گذار ہوں وہ یہ کہ رابرٹ مر چکا ہے وہ میری زندگی سے علیحدہ ہو گیا ہے اور میرے اور ایوان کے درمیان اس کا سایہ کبھی نہیں پڑے گا۔ کیونکہ وہ کبھی واپس نہ آئے گا۔"

"میں نہیں کہہ سکتی کہ زندگی میں کبھی کوئی ایسا لمحہ بھی آئے گا جب میں یہ کہنے کی جرأت کر سکوں کہ میں ایوان سے محبت کرتی ہوں میں اس تصور سے ہی کانپ اٹھتی ہوں کہ وہ مجھ سے پوچھے گا کل ہی پوچھے گا........ کل!"

"لیکن یہ خیال کہ بزدل........ مر چکا ہے، میری روح کے ناسور کے لئے مرہم کا کام دے رہا ہے۔"

ایوان رون کاغذات کا مطالعہ ختم کر چکا تھا۔ اس نے اطمینان کا سانس لیا اس نے خواہ کچھ بھی پڑھا تھا مگر اس حقیقت کے انکشاف پر کہ ننھی میگڈا کا نامعلوم والد زندہ نہیں تھا........ ایوان کے سر سے بوجھ اتر گیا۔

وہ اس آدمی کی طرح زور زور سے سانس لے رہا تھا جو گہری نیند کے بعد اٹھا ہو! "خواہ وہ کوئی بھی تھا........ اب مر چکا ہے!......"

ایوان رون نے کاغذات اور ان چھوٹے چھوٹے پرزوں کو جو اس کے سامنے پڑے تھے جلتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا میز پر کہنیاں ٹیک کر اس نے اپنے سر کو ہاتھوں میں چھپا لیا۔ اس کی روح کانپی اور اس کے گھٹے ہوئے حلق ایک "آہ" نکلی۔ ایک لمحہ کے بعد اس کا تمام جسم، شانے، ہاتھ اور سر کانپنے لگے اور موٹے آنسو، ان مرجھائے ہوئے کاغذات پر گرے۔

اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کتنی دیر تک روتا رہا نہ ہی اس نے یہ سوچنا ضروری سمجھا کہ وہ ایک تجربہ کار مضبوط آدمی ہے اور یہ کہ اسے حوصلہ نہیں ہارنا چاہئے تھا۔ اسے ایک خوفناک اور شدید درد کا احساس ہوا۔ ایسا احساس اسے زندگی میں ایک دفعہ پہلے بھی ہوا تھا جب یہ نوجوانی کی ایک لغزش کا شکار ہونے پر گھر سے نکال دیا گیا تھا۔ لیکن اس وقت وہ جوان تھا اور تمام کائنات کی وسعت اس کے سامنے تھی اگرچہ وہ غلطی بھی ناقابل تلافی تھی مگر اس وقت وہ مایوسی کی گہرائیوں میں ایک روشن مستقبل کی جھلک دیکھ رہا تھا۔ لیکن اب اس کے لئے کیا باقی رہ گیا تھا؟ وہ اب اسی مستقبل کو بسر کر رہا تھا جس کی امید اسے اس وقت تھی۔ وہ اپنی زندگی کے عروج پر تھا۔ اس سے آگے بڑھنا ممکن نہ تھا۔ اس کی زندگی اب محدود ہو چکی تھی۔ اس کی ملازمت اور گھریلو زندگی میں کسی تغیر کا امکان نہ تھا۔ وہ ان دونوں کی آخری منزل پر تھا۔ دفتر میں وہ افسر اعلیٰ تھا۔ اس کی شادی بھی ہو چکی تھی۔ یہ اس کی زندگی کا آخری دور تھا اور ہو سکتا تھا کہ یہ دور دس بیس سال جاری رہے مگر اس میں کسی تبدیلی کا امکان نہ تھا۔ وہ بوڑھا ہو کر ایک نہ ایک دن ریٹائر ہو جائے گا۔ علاوہ اس کے کوئی اور مستقبل نہ تھا۔ وہ اپنی زندگی کے دائرہ عمل سے واقف تھا اور اب جبکہ وہ کنارے پر پہنچنے والا تھا یہ واقعہ اس کے ماضی اور مستقبل کو زہر آلود کرنے کے لئے ظہور پذیر ہو گیا۔

ایوان رون دیر تک روتا رہا۔ حتیٰ کہ اس کے آنسوؤں کا چشمہ سوکھ گیا۔ صرف اس کی تڑپ اور بے چینی اس کے دلی غم کا اظہار کر رہی تھی۔ لیکن یہ تڑپ بھی کم ہوتی گئی۔ پھر کبھی کبھی وہ ایک آہ بھرتا۔ اور اس کے بعد آخر خاموشی چھا گئی۔

وہ اپنے سر کو ہاتھ کا سہارا دئے کچھ دیر بیٹھا رہا۔ اسے اس بات کا اندازہ نہ ہوا تھا کہ آنسوؤں نے اس کے غم کا بار کتنا ہلکا کر دیا تھا۔ جب اس نے سر اٹھایا تو اس کے آنسو تھم چکے تھے صرف اس کی آنکھیں کسی قدر سرخ اور سوجھی ہوئی تھیں۔ اس کا چہرہ متین تھا۔ طوفان گذر چکا تھا اور وہ جیسے اپنے تئیں اس نہ بدلنے والی زبردست تقدیر کے حوالے کر چکا تھا۔

اس نے جیب سے رومال نکال کر اپنی آنکھیں پونچھیں۔ پھر اس نے خاموشی سے خط، کاغذات، تصویریں اور مختلف چھوٹی چھوٹی چیزوں کو صندوقچے میں اس ترتیب سے رکھ دیا کہ کسی طرح بھی ان کا اجنبی ہاتھوں سے چھوا جانا ظاہر نہ ہو۔ جب اس نے ننھی میگڈا کا وہ منحوس خط اٹھایا جس نے اسے

اس کی زندگی کے تلخ ترین لمحات سے دوچار کیا تھا تو اس نے اس ننھے غمگیں ہاتھ سے لکھی ہوئی سطور پر ایک دفعہ پھر نظر دوڑائی۔ اب وہ اس کے متعلق زیادہ غور و خوض کر سکتا تھا۔ افسوس کہ اس ننھے دل نے اب تک بہت تلخی برداشت کی تھی۔ لیکن اس کی بیوی نے اس وقت سے جب وہ اس سے بیاہی اور اپنی بچی سے جدا کی گئی تھی، اب تک کتنا دکھ اٹھایا ہوگا ——— دن ——— مہینے ——— سال ——— دس طویل سال! اس نازک عورت نے اپنے آپ پر قابو پانے اور جدائی برداشت کرنے میں کتنے استقلال کا ثبوت دیا تھا۔ یا اسے کسی امید کا سہارا تھا ——؟ یہ امید کیا تھی؟

روَن ان الفاظ پر آکر رک گیا۔

"پیاری امی! ایک دفعہ پھر آئیں، میرے جنم دن "سینٹ پیٹر اور سینٹ پال کے دن آئیں"

ہاں میگڈا نے اس کی یہ خواہش پوری کر دی تھی، اسے گئے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا اور آج "سینٹ پیٹر اور سینٹ پال" کا دن تھا۔ اسی لمحے جبکہ اس کا خوفناک راز اس کے خاوند کو اچانک معلوم ہو گیا تھا کسی دور افتادہ مقام پر ایک ننھا بچہ اپنی ماں کی آغوش میں ہنس رہا ہوگا اور اس کی بیوی اپنی ہونہار لڑکی کی موجودگی سے خوش ہو رہی ہوگی۔ اس کے ہزاروں سوالوں کا جواب دیتی اور خود اس سے ہزاروں سوال پوچھتی ہوگی، اسے چوم رہی ہوگی ——— پورے سال بھر کے لئے چوم رہی ہوگی .... لیکن اس محبت اور پیار کے اظہار کے درمیان کلاک بے رحمی سے ٹک ٹک کرتا رہے گا۔ دن ڈھل جائے گا اور میگڈا اپنی بچی کو اپنی آغوش میں زیادہ سے زیادہ زور سے بھینچے گی۔ اس بچی کو جس سے اسے چند گھنٹوں کے بعد سال بھر کے لئے جدا ہونا ہے۔ اور اگر ایسے وقت میں اسے اپنے خاوند کا خیال آئے بھی تو کتنا خوشگوار ہوگا؟ اسے ہر حالت میں واپس آنا ہوگا اور واپس آکر اپنے تلخ احساسات کے متعلق وہ ایک لفظ بھی نہ کہہ سکے گی۔ اس کا دل ایک اور طویل جدائی کے خیال سے چور چور ہو جائے گا مگر اسے شکایت کی اجازت نہ ہوگی۔ اسے پوری طاقت سے اپنے آپ پر قابو پانا ہوگا تاکہ اس کے خاوند کو شک نہ گذرے۔ جب وہ اسے آغوش میں لے کر اس کا منہ چومے گا تو میگڈا کے خیالات کہاں ہوں گے؟ ہر وہ پیار جو اس نے بیوی سے حاصل کیا اس کی بچی کے لئے تھا جب وہ اپنا بازو اس کے گلے میں ڈالتی تھی تو غالباً اس کا خیال اپنی بچی کی طرف ہوتا ہوگا اور شاید اپنا راز منکشف ہو جانے پر وہ اپنی محبت اور توجہ سے معافی حاصل کرنے کی امید رکھتی تھی کیا وہ اس لمحے سے خوفزدہ تھی؟ یقیناً اسے خوف آتا ہوگا۔

ایوان روَن کا دل لامحدود جذبۂ ترحم سے معمور ہو گیا۔ اسے اس بات کا احساس نہ تھا کہ اسے فریب دیا گیا بلکہ اسے شدید دکھ اس بات کا تھا کہ ان دونوں کے راز میں اسے شامل کرنے کا حق کیوں نہیں دیا گیا؟ اس نے آہستہ سے وہ خط تہہ کر کے دوسری چیزوں کے ساتھ بکس میں رکھا اور بکس کو میگڈا کے کمرے میں لے گیا۔ اس نے بڑی احتیاط سے صندوقچے کو دراز میں رکھ کر اسے مقفل کر دیا تاکہ میگڈا کو یہ خیال نہ ہو جائے کہ اس کی بداحتیاطی نے کسی کے دل میں اس کو کھولنے کا جذبہ پیدا کیا ہے۔

جب وہ کمرے سے باہر آرہا تھا تو اتفاقاً اس کی نظر آئینہ پر پڑ گئی۔ آئینے میں اسے اپنی سوجی ہوئی سرخ آنکھیں نظر آئیں۔ وہ تیزی سے اپنے کمرے میں گیا۔ برتن میں خوشبودار پانی ملا کر اس نے اسفنج سے چہرہ صاف کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بکھرے ہوئے بالوں پر برش کیا اور آہستگی سے کپڑے تبدیل کئے۔ وسیع اور خالی کمرے اداس نظر آرہے تھے۔ اس نے محسوس کیا کہ اسے یہاں سے تازہ ہوا میں ایسی جگہ بھاگ جانا چاہئے جہاں کسی کے ملنے کا امکان نہ ہو۔ وہ کسی دوست سے ملنے کا تصور بھی ذہن میں نہیں لا سکتا تھا۔ وہ تنہائی چاہتا تھا، سوچنے اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے۔ اس نے اپنی بیوی کے کمرے کو مقفل کر کے چابی کو جیب میں ڈالا تاکہ اس کا ملازم اس کی غیر موجودگی میں اس راز کی جستجو نہ کرے۔ وہ کتنا خوش تھا کہ تنہائی کا لمحہ اسے میسر آگیا تھا۔ اس نے نوکرانی کو جلوس دیکھنے کی اجازت دے دی کسی کو معلوم نہ تھا کہ کیا واقعہ پیش آچکا ہے۔

وہ آہستہ سے سیڑھیاں اتر آیا۔ اس کے خیالات منتشر تھے۔ بائیبل کے منقش ایڈیشن میں اسے ڈورے کی ایک تصویر یاد آئی۔ اس میں حضرت آدم کا بہشت سے نکالے جانے کے مترادف نظر آیا۔ روزانہ وہ اپنی محبوب میگڈا کو ملنے کے لئے اس بہشت میں دوڑا آتا تھا۔ وہ اگلے روز میگڈا کی واپسی کا خیال کر کے لرز سا گیا۔ وہ اس سے کیسے ملے گا؟ کیا اسے اپنے اطوار پر اتنا قابو ہوگا کہ میگڈا کو اس کے خاوند پر اس راز کے منکشف ہونے کا پتہ نہ چلے جسے وہ اب تک چھپائے ہوئے تھی اور شاید ہمیشہ چھپانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

اگر میگڈا یہ راز پا گئی تو ان کے آئندہ تعلقات کس قسم ہوں گے؟

اگر وہ آج اپنے دوستوں کی ملاقات سے بچ سکتا! کاش وہ تمام دنیا کے لئے اجنبی ہوتا۔ وہ پراگ کے ایک ایسے حصے کی طرف گیا جہاں وہ پہلے کبھی نہ گیا تھا اور منڈیویا کے کنارے بے ڈھنگی پرانی بستیوں کی گلیوں اور چھوٹے پل پر سے گزرا۔ سہانا دن تھا۔ تمام لوگ جو چل پھر سکتے تھے آبادی سے باہر نکل چکے تھے۔ روَن کو صرف چند ایک اجنبی ملے یہ جگہ تقریباً سونی تھی۔ وہ پتھر کے پل پر سے دریا عبور کر کے ہرسکا کی طرف ایک گلی میں مڑ گیا۔ لیکن وہاں بھیڑ تھی اس لئے وہ محرابی راستے سے گذر کر باہر کھیتوں میں نکل گیا۔

وہاں پہنچ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ لیکن غم کے احساس نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اسے اپنی شادی کے دن کا، اپنی ازدواجی زندگی کا خیال آیا۔ بے ربط سے خیالات اس کے دماغ میں چکر لگاتے رہے اس نے اپنے تجرد کے زمانے کو یاد کیا...... وہ کون آدمی تھا جس نے پہلی دفعہ میگڈا کا دل ——— پورا دل جیت لیا تھا حتیٰ کہ خود میگڈا کو بھی؟ ننھی میگڈا کا وہ مرحوم باپ کون تھا؟ یہ سب کچھ کب ہوا.........؟ اور ایک دفعہ پھر اس نے حلق میں امنڈتے ہوئے آنسوؤں کو محسوس کیا اور اس بے انداز دکھ کو بھی ——— جیسے اس کی عزیز ترین متاع کھو گئی ہو۔ لیکن اس وقت میگڈا اس کی اپنی نہیں تھی۔ اسے وہ لمحے بھی یاد آئے جب انہیں اپنی بے اولادی کا شدید ترین احساس ہوتا تھا جب وہ اپنے احباب کے بال بچوں اور ان کی خوشی کو رشک کی نظروں سے دیکھا کرتا تھا اور جب وہ ان کے بچوں سے کھیلا کرتا تھا ایسے موقعوں پر میگڈا کی کچھ ظاہر کرتی ہوئی خاموش آنکھوں کا مطلب وہ اب سمجھ گیا تھا جو اسے مسلسل پریشان کیا کرتی تھیں ——— "کاش یہ بچہ میرا ہوتا" ——— وہ ضرور یہی سوچتی رہتی ہوگی۔ ہاں وہ ضرور اپنی اسی بچی کے متعلق ہی سوچتی ہوگی جو اجنبیوں میں ایک اجنبی کی حیثیت سے چھپا دی گئی تھی، بغیر باپ کے، ماں کی محبت سے محروم یہ بچی جسے سالہا سال تک ماں کی ممتا سے بھی محروم کر دیا گیا تھا۔ جس کی اسے بے حد ضرورت تھی اس کی نگاہوں کا یہی مطلب تھا ——— یقینی طور پر یہی ——— جب روَن دوسرے بچوں سے پیار کرتا تھا، میگڈا کے خیالات اپنی تمام چھپی ہوئی قدرتی ممتا کے ساتھ اپنی بچی کی طرف دوڑ جاتے تھے، جسے اپنانے کی وہ جرأت نہ کر سکتی تھی، جس پر وہ فخر نہ کر سکتی تھی۔ جسے وہ دنیا کے سامنے نہ پیار کر سکتی تھی، نہ لباس پہنا سکتی تھی، نہ ہی سکول لے جا سکتی تھی۔ نہ ہی رات کو محبت سے سلا سکتی تھی اور نہ ہی اسے یہ خوشی نصیب تھی کہ اس کے لئے کوئی حیران کن کھلونا تیار کر کے خوشی سے دمکتے ہوئے ننھے چہرے کو دیکھنے کی مسرت حاصل کر سکتی

(باقی ۵۰ پر)

خبر نامہ

۱۸ر نومبر کو ہونیوالی ہنگامہ بازی جماعت اسلامی اور سی آئی اے کی سازش کا نتیجہ تھی

حکومت اس ہنگامہ بازی کی فوری عدالتی تحقیقات کرائے

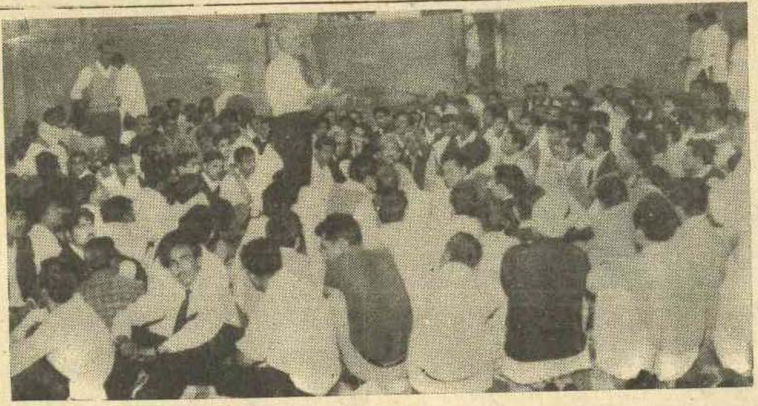

کراچی، ۲۶ر نومبر، کوڈرگ کالونی ۳ میں ایئر ویز ایمپلائز یونین پی۔ آئی۔ اے برانچ کے یونین گارڈز اور سرگرم کارکنوں کی ایک افطار پارٹی منعقد ہوئی جس میں یونین کے صدر طفیل عباس اور سکریٹری اختر علی خاں نے خطاب کیا۔ طفیل عباس صاحب نے اپنی تقریر میں اس ہنگامہ بازی کا پس منظر بتایا جو ۱۸ر نومبر کو پی، آئی، اے میں کی گئی تھی۔ اور کہا کہ در اصل جماعت مودودی اور اس کے حواری ہماری ۱۶ر نومبر کی شاندار کل پاکستان ورکرز کانفرنس کی عظیم الشان کامیابی پر بوکھلا اٹھے تھے جسمیں مزدوروں کے مطالبات تسلیم کئے جانے کا اعلان کیا گیا تھا اور یہ فیصلہ بھی کیا گیا تھا کہ پی، آئی، اے اب پاکستان بھر کے مزدوروں کو منظم و متحد کرنے کے لئے کام کرنا شروع کریں گے۔ پاکستان کے سرمایہ دار، جاگیردار اور امریکی سامراج پہلے سے ہی مزدوروں کے بڑھتے ہوئے سیاسی و طبقاتی شعور سے خوفزدہ تھے مگر ہماری ورکرز کانفرنس کے اس تاریخی فیصلے سے وہ بالکل ہی بوکھلا اٹھے، اور ان کے لئے یہ ضروری ہوگیا کہ وہ الٹی سیدھی حرکتیں کریں

چنانچہ ۱۸ر نومبر کی سازشی ہنگامہ بازی جسمیں پی، آئی، اے سے باہر کے بے شمار افراد شامل تھے جماعت اسلامی کی اسی بوکھلاہٹ کا ثبوت تھا جسمیں پی، آئی۔ اے کی املاک کو توڑنے پھوڑنے کے علاوہ جہازوں کو آگ لگانے تک کی کوشش کی گئی اور اس مقصد کے لئے مختلف جگہوں پر پٹرول سے بھری ہوئی بالٹیاں رکھدی گئی تھیں۔

طفیل صاحب نے کہا کہ ہم حکومت اور پی، آئی، اے کی انتظامیہ کو بارہا یہ بتا چکے ہیں کہ پی، آئی، اے معاملات میں جماعت اسلامی اور امریکہ کی بڑھتی ہوئی دلچسپی یقینا خطرناک نتائج لائیگی، اس سلسلے جماعت اسلامی کے کارندوں نے کئی بار ایئر پورٹ کے علاقہ میں مارشل لاء کی خلاف ورزیاں بھی کیں جلوس نکالے، ہڑتالیں کرانے کی کوشش کی۔ لیکن نہ تو مارشل لاء حکام ہی نے کوئی نوٹس لیا اور نہ پی آئی۔ اے کی انتظامیہ کے کان پر جوں رینگی۔ اور یہ حرکتیں بڑھتے بڑھتے ۱۸ر نومبر کی سازش تک پہنچ گئیں طفیل صاحب نے کہا کہ پی، آئی۔ اے کی چینی سروس کے بعد سے ہی امریکہ اس فکر میں لگا ہوا تھا کہ کس طرح پی، آئی، اے کو زبردست نقصان پہنچائے، لیکن پی، آئی، اے کے باشعور مزدوروں نے اس کے تمام منصوبے ناکام بنادیئے۔

طفیل صاحب نے کہا ہنگامے کے دوران ادھر ادھر سے جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا تھا۔ وہ اس سازش کے بے نقاب ہونے سے اسقدر گھبرائے کے چار ہی روز میں معافی مانگ کر اور آئندہ کے لئے نیک چلن رہنے کی یقین دہانی کرا کے ضمانت پر رہا ہوئے اور ان کے بزدلی اور سازشی لیڈر مزدوروں سے اپیل کر رہے ہیں کہ ان کے نقش قدم پر چلیں جو معافی نامہ دے کر رہا ہوتے ہیں۔

طفیل عباس صاحب سے پہلے یونین کے سرگرم کارکن اور سابق جوائنٹ سکریٹری جناب اختر علی خاں نے تقریر کی اور بتایا کہ در اصل جماعت اسلامی کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ ہمیں بھی اس سازش میں پھانس کر پی، آئی، اے کو تباہ کر دے اور اپنے وسائل کے بل بوتے پر اس تباہی کا الزام ہمارے سر تھوپ دے لیکن ہم اس چال میں نہیں آئے۔

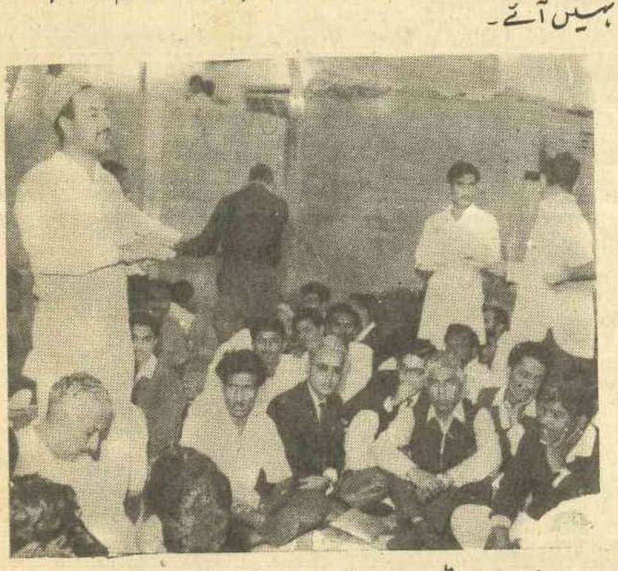

افطار پارٹی میں اختر علی تقریر کر رہے ہیں

عوامی جمہوریت ہی ملک کے مسائل کا واحد حل ہے‘ طفیل عباس

رہا ہونے والے مزدور رہنماؤں اور کارکنوں کو قومی مزدور محاذ کا استقبالیہ

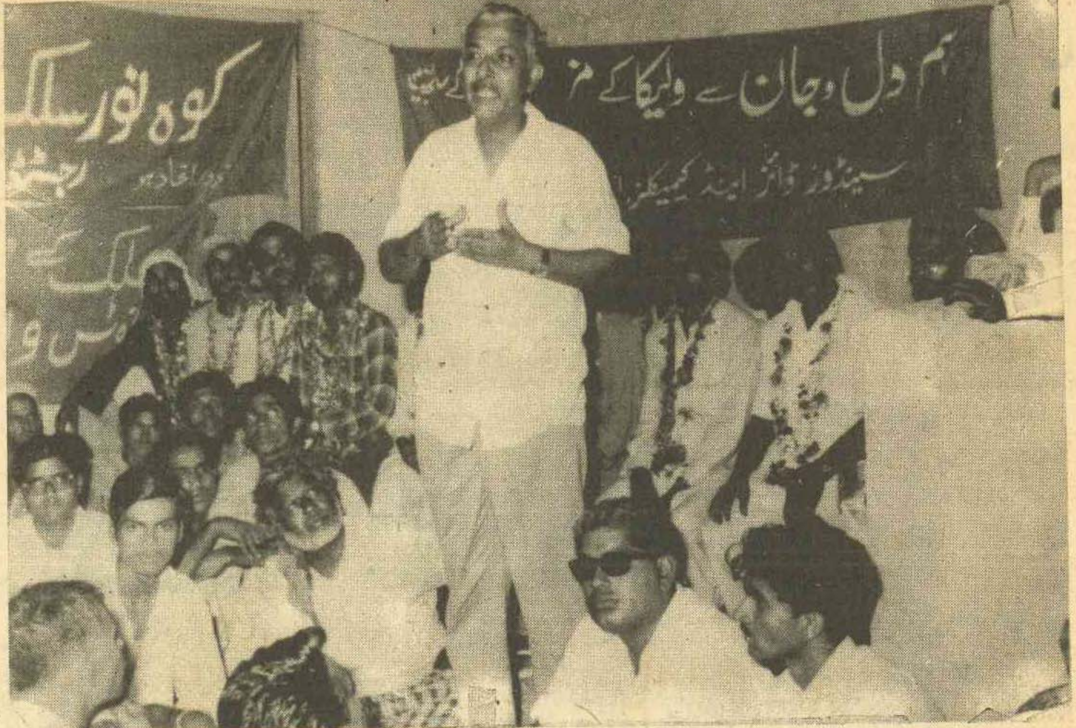
کوہ نور سلک
ہم دل وجان سے ولیکا کے مز

رہا ہونے والے مزدور رہنماؤں کے اعزاز میں دیئے جانے والے استقبالیہ میں قومی مزدور محاذ کے کنوینر جناب طفیل عباس تقریر کر رہے ہیں ۔

کراچی   نومبر (نمائندہ منشور) قومی مزدور محاذ مغربی پاکستان کے کنوینر مسٹر طفیل عباس نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان کے پچانوے فیصد عوام جن میں مزدور کسان اور دانشور شامل ہیں - اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک عوامی جمہوریت قائم نہ کر لیں گے - وہ قومی مزدور محاذ کے دفتر میں رہا شدہ مزدور رہنماؤں اور کارکنوں کے استقبالیہ میں تقریر کر رہے تھے مسٹر طفیل عباس نے مزید کہا کہ سامراج جاگیرداری اور بڑی سرمایہ داری کے خلاف جدوجہد میں مزدور طبقے کو رہنما کردار ادا کرنا ہوگا - انہوں نے کہا کہ جدوجہد کے اس محاذ کے لئے مزدور طبقہ قطب نما کا کام انجام دے گا - انہوں نے کہا کہ محض انتخابات کے ذریعہ ملک کے محنت کش عوام کے مسائل حل نہیں کئے جا سکتے - ——— محنت کش عوام کے مسئلے کا حل ایک شخص کو ہٹا کر دوسرا شخص مسلط کرنے میں نہیں ہے بلکہ پورے نظام کو تبدیل کرنے میں ہے آخر میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ مزدور کارکن اپنی توجہ صرف اسی بات پر مرکوز نہ رکھیں کہ انہیں چند معاشی

استقبالیہ کے مقررین دائیں سے بائیں زین الدین خان مولانا حبیب الرحمٰن ہزاروی - محمد نواز اور عشرت اللہ بیگ

مسائل طے کرانا ہے، بلکہ انھیں کسانوں کے ساتھ متحدہ محاذ بنا کر طلباء، دانشوروں اور دیگر محبانِ وطن کو ساتھ لے کر گلی گلی، کوچے کوچے، مل مل، کھلیان کھلیان عوامی جمہوریت کے قیام کیلئے جدوجہد کرنا ہوگی۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ قومی مزدور محاذ قومی آزادی کا محاذ بن جائے گا۔ اس سے پیشتر عشرت اللہ بیگ پروپیگنڈہ سکریٹری اسٹیل کارپوریشن ورکرز یونین۔ محمد نواز صدر السٹرن آپٹیکل ورکرز یونین اور مولانا حبیب الرحمٰن ہزاروی جنرل سکریٹری شالیمار سلک ملز مزدور یونین نے رہا شدہ مزدور رہنماؤں کی طرف سے تقریریں کیں۔ محمد نواز نے کہا جیلوں میں بھیج کر مزدوروں کو دبایا نہیں جا سکتا۔ اب مزدور میں شعور بیدار ہو چکا ہے مولانا حبیب الرحمٰن ہزاروی نے تالیوں کی گونج میں کہا کہ انہوں نے جیل کے اندر بھی مزدور کارکنوں کو متحد کیا اور ہر وقت مزدور طبقے کے لئے سوچتے رہے، انہوں نے کہا مزدور اب سیاست میں حصہ لیں گے۔

جلسۂ عام میں متعدد قراردادیں

منظور کی گئیں جن میں مڈوے ہاؤس کے ولندیزی جنرل منیجر کی پاکستانی ملازموں کے ساتھ بدسلوکی اور پاکستان دشمن پالیسی کے پیش نظر اس کے پاکستان سے اخراج، تمام مزدوروں کو جو مختلف دفعات کے تحت جیلوں میں بند ہیں انکی رہائی اور رہا شدہ مزدور نمائندوں اور مارشل لا کے دوران نکالے ہوئے مزدوروں کی کام پر بحالی اور ٹریڈ یونین تحریک پر سے تمام پابندیاں ختم کرنے، جماعت اسلامی کی مزدور دشمنی اور ایرویز ایمپلائز یونین پی آئی اے برانچ اور مزدور رسالہ ماہنامہ منشور کے خلاف گمراہ کن سرگرمیوں کی مذمت عامل صحافیوں کے مطالبات کی حمایت اور صحافیوں کے خلاف رجعت پسندوں کے پروپیگنڈے کی مذمت کی قراردادیں شامل ہیں۔ استقبالیہ میں شریک رہا شدہ مزدور رہنماؤں کے نام یہ ہیں:۔

شالیمار سلک ملز مزدور یونین کے نائب صدر محمد پرویش جنرل سکریٹری مولانا حبیب الرحمٰن ہزاروی۔ ہر دل عزیز سرگرم کارکن محمد اکرم نسیم۔ السٹرن آپٹیکل انڈسٹریز ورکرز یونین کے صدر محمد نواز۔ خزانچی محمد ایوب جوائنٹ سکریٹری ثناء اللہ جوائنٹ سکریٹری۔ شیر افضل اسٹیل کارپوریشن آف پاکستان ورکرز یونین کے صدر عبدالواحد نائب صدر۔ عبدالولی۔ جوائنٹ سکریٹری محمد غازی پروپیگنڈہ سکریٹری۔ عشرت اللہ اور سرگرم کارکن خدا بخش کے نام شامل ہیں

اشرف حسین رضوی کی گرفتاری پر طفیل عباس صاحب کنوینر قومی مزدور محاذ کا بیان

کراچی۔ جناب طفیل عباس کنوینر مغربی پاکستان قومی مزدور محاذ نے مندرجہ ذیل بیان بغرض اشاعت جاری کیا۔

ملتان قومی مزدور محاذ کے آرگنائزر جناب اشرف رضوی، جناب اشفاق احمد ایڈوکیٹ اور دو دوسرے مزدور رہنماؤں کی گرفتاریاں جو مل مالکان کی ایما پر کی گئیں قابل مذمت ہیں۔ ان کے خلاف جو الزامات تراشے گئے ہیں وہ اس قدر لغو ہیں کہ ان کو فوراً ہی مسترد کر دینا چاہیئے، لیکن بد قسمتی سے ملتان کے افسرانِ اعلیٰ نے معقولیت کا مظاہرہ نہیں کیا۔

میں مغربی پاکستان حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ان لیڈروں کو غیر مشروط طور پر فوراً رہا کرے اور اس تمام معاملے میں اعلیٰ اختیاراتی تحقیقات کرائے۔

دوکانوں کے ملازمین بھی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں

جناب گذارش یہ ہے کہ بائیس سال سے دکانداروں نے اپنے ملازمین پر جو ظلم ڈھا رکھے ہیں وہ اب کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اسلامی تعلیم کی نظر سے حکومت کے قانون کی نظر سے اور انسانی اصولوں سے دیکھا جائے تو جو سلوک ایک دوکاندار اپنے ملازم سے کر رہا ہے وہ غلامی سے بھی بدتر ہے۔ جس طرح درندے شکار کا خون چوستے ہیں اسی طرح دوکاندار بھی اپنے ملازمین کا خون چوستے ہیں۔ اور اگر ان سے ہفتہ میں ایک دن کی چھٹی مانگی جائے تو ہمیں نوکری سے جواب مل جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں آزادی حاصل کیے آج بائیس سال کا عرصہ ہوا اور بائیس سال کے عرصے میں کئی حکومتیں آئیں اور چلی گئیں لیکن کسی بھی دورِ حکومت میں ہم ملازمین کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ ہماری آواز اٹھتے ہی دبا دی جاتی ہے۔ کیا ہمیں "زندہ رہنے" کا کوئی حق نہیں اور اگر "زندہ رہنے" کا حق ہے تو پھر ہماری شکایتیں کیوں نہیں سنی جاتیں۔

ہماری شکایتیں یہ ہیں:۔

ہفتہ میں ایک دن چھٹی۔ گورنمنٹ ہالی ڈے کی چھٹی۔ بیماری کی چھٹی۔ عبوری امداد۔ مہنگائی الاؤنس۔ تنخواہ کی شرح۔ کرایہ بونس۔ دوکانیں کھولنے اور بند کرنے کی پابندی۔ ہم جن بازاروں میں کام کرتے ہیں۔ اُن کے نام یہ ہیں:۔

گوردنداس مارکیٹ۔ کاغذی بازار۔ میٹھادر۔ کندن بازار۔ جوتا مارکیٹ جوڑیا بازار۔ عبداللہ مارکیٹ۔ میٹھانی مارکیٹ۔ کھجور بازار۔

رہا ہونیوالے مزدور رہنما اور کارکنان قومی مزدور محاذ مغربی پاکستان کے کنوینر جناب طفیل عباس کے ساتھ

پرنٹنگ پریس ورکرز یونین رجسٹرڈ ہو گئی

پرنٹنگ پریس ورکرز یونین نے اپنے ایک اجلاس میں رجسٹرار آف ٹریڈ یونین کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے یونین ہذا کو رجسٹریشن نمبر دے کر مزدور دوستی کا بہترین ثبوت دیا۔ انتظامیہ کمیٹی نے پریس مالکان سے اپیل کی ہے کہ وہ یونین ہذا کو تسلیم کریں۔ اور تمام پریس ملازمین کو مروجہ مزدور قوانین کے تحت حقوق و مراعات دیے کا اعلان کریں۔ انتظامیہ کمیٹی نے پرنٹنگ پریس کے مزدوروں سے اپیل کی کہ وہ حسب سابق آئندہ بھی یونین ہذا کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرتے رہیں۔ تاکہ دیرینہ مسائل کے حل کے لئے بھرپور جدوجہد کی جائے۔

مزدور دشمن کارروائیاں ختم کی جائیں (زین الدین خان)

کراچی۔ (اسٹاف رپورٹر) قومی مزدور محاذ کراچی کے قائم مقام کنوینر زین الدین خان ایڈووکیٹ نے اپنے ایک اخباری بیان میں ایسو فرٹلائزر فیکٹری ڈہرکی ضلع سکھر کی انتظامیہ کی مزدور دشمن رویئے کی سخت مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سامراجی مالکان کی یہ کمپنی مزدوروں کی نمائندہ یونین کے عہدیداروں کے خلاف انتقامی کارروائیوں میں مصروف ہے۔ اور یونین کے سرگرم کارکنان کو ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے۔

اپنی اس پالیسی پر عمل کرتے ہوئے انتظامیہ نے یونین کے صدر مسٹر برکت علی کو پہلے کچھ عرصہ کے لئے معطل اور بعد میں قطعی غیر قانونی طور پر برطرف کر دیا تھا جس سے مزدوروں میں شدید بے چینی و غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ اور یہ اقدام محض اس لئے کیا گیا ہے کہ تاکہ مزدوروں کو اپنے حقوق کی جدوجہد کرنے سے روکا جا سکے۔

مزدور رہنما نے انتظامیہ کو متنبہ کیا کہ وہ اپنی یونین دشمن سرگرمیوں کو فوراً ختم کرے اور یونین کے صدر مسٹر برکت علی کو فوراً کام پر واپس لیا جائے۔

ہنرمند کارکنوں کی تنخواہیں بھی بڑھائی جائیں

ملتان۔ یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز مزدور یونین کے سینئر نائب صدر جناب صوفی اللہ بخش نے دونوں پاکٹ یونینوں کے عہدیداروں اور ان مزدور فروش لیڈروں کی سخت مذمت کی ہے جنہوں نے ایک بار پھر مزدوروں کے جائز مطالبات اور حقوق پر مالکان سے سودے بازی کر لی ہے۔

صوفی صاحب نے انکشاف کیا ہے کہ مذکورہ "غدار" رہنماؤں نے ہنرمند ڈوفروں کے لئے ۱۲۰ کی جگہ ۱۳۵ اور ہنرمند ڈبل سائڈروں کے لئے ۱۴۰ روپے ماہوار اجرتیں طے کر لی ہیں جبکہ نئی لیبر پالیسی کے تحت غیر ہنرمند مزدوروں کا گریڈ ۶۵ روپیہ کی جگہ ۱۲۵ روپیہ مقرر ہوا ہے۔ چنانچہ ہنرمند کارکنوں کی تنخواہیں بھی اسی تناسب سے بڑھنی چاہئے تھیں۔ جیسے کہ یونائیٹڈ ملز کے مزدوروں نے اپنے حالیہ جلسہ عام میں نیم ہنرمند۔ ہنرمند اور اعلیٰ ہنرمند کاریگروں کے لئے بالترتیب کم از کم دو سو۔ ڈھائی سو اور ساڑھے تین سو روپے ماہوار اجرتوں کا مطالبہ کیا تھا۔

مزدور رہنما نے اعلان کیا ہے کہ یونائیٹڈ ملز کے مزدور اس نام نہاد "معاہدہ تاشقند" کے ہرگز پابند نہیں ہوں گے۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ مزدوروں کے فیصلہ کے مطابق ہنرمندوں کے گریڈ مقرر کئے جائیں۔ چپڑاسی چوکیدار، مالی اور جمعدار وغیرہ کو بھی ۱۲۵ روپے ماہوار اجرت دی جائے۔ تمام مزدوروں کو قانون کے مطابق دس بانتخواہ اتفاقیہ رخصتیں معہ دو سال کے بقایاجات کے دی جائیں۔ ویونگ سکیشن چالو رکھا جائے۔ بارہ ناجائز برطرف شدہ کارکنوں کو بحال کیا جائے۔ ویونگ کے چار سو مزدوروں کو دو سال کا طلب شدہ بونس دیا جائے۔ پاکٹ یونینوں کے لئے چندہ کی جبری کٹوتی بند کر کے وصول شدہ رقم واپس کی جائے۔ رنگ سے ڈبلنگ میں کئے جانے والے تبادلے منسوخ کئے جائیں۔ ڈبل اوور ٹائم دیا جائے۔ عبدالحمید وائنڈر کو فوراً کام پر لیا جائے۔

صوفی صاحب نے ڈھائی ماہ کے بقایاجات کی وصولیابی کی جدوجہد میں کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے فیصل آباد کے مزدوروں کو متحد اور منظم ہو کر اپنے باقی حقوق حاصل کرنے اور مزدور فروش لیڈروں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے زبردست جدوجہد کے لئے تیار رہنے کی اپیل کی ہے۔

پریس ورکروں کے ناگفتہ بہ حالات

عرض یہ ہے کہ آپ کے ماہنامہ "منشور" میں ایک صاحب جناب ذوالفقار علی کا مضمون نظروں سے گزرا۔ موصوف نے پریس ورکروں کے حالات نہایت ایمانداری سے پیش کئے ہیں پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ پریس ورکرز کی طرف بھی توجہ دی گئی ہے، میں موصوف کو اس مضمون پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ موصوف آئندہ بھی ان غریب اور مفلوک الحال پریس ورکرز کے حالات عوام کے سامنے لاتے رہیں گے تاکہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ ان غریب پریس ورکرز کے ساتھ مالکان پریس کیا ظلم کر رہے ہیں، آج تک کسی اور صاحب نے یہ آواز تک نہیں اٹھائی، موصوف تمام پاکستان کے پریس ورکرز کی طرف سے قابل مبارکباد ہیں۔

جناب عالی نہ تو ہم غریب ورکروں کو عبوری امداد دی گئی ہے۔ نہ اوور ٹائم ڈبل دیا جاتا ہے نہ بونس۔ نہ سالانہ چھٹیاں۔ نہ ہی بیماری کی چھٹیاں، نہ ہی مکان وغیرہ کی سہولت ہے، آج کل تو مالکان پریس ملازموں کو نکال رہے ہیں، اور بہت سے آدمی بیروزگاری کی زندگی گزار رہے ہیں۔

نہ ہمیں کوئی سہولت دی جاتی ہے، نہ فنڈ ہوتا ہے، نہ ہمارے مستقبل کا تحفظ جب چاہا رکھ لیا جب چاہا نکال دیا، جناب ہماری یونین بھی ابھی رجسٹرڈ ہوئی ہے، لہٰذا میں آپ کے مؤقر رسالے کے ذریعے یونین ہذا سے پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ پریس ورکرز کے حقوق انہیں دلائے۔ اور اپنی جدوجہد اس وقت تک جاری رکھیں، جب تک پریس ورکرز کو ملازمت کا تحفظ نہیں دیا جاتا، اور ان کے مطالبے پورے نہیں کئے جاتے، جن میں عبوری امداد، ڈبل اوور ٹائم، فنڈز، بونس، اور مکان وغیرہ کی سہولتیں شامل ہیں۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرا یہ مضمون (قارئین کے خطوط) میں شائع کر کے ہم غریبوں سے اظہار ہمدردی کریں۔ کیونکہ ہم غریب "منشور" کو مزدوروں کا ترجمان سمجھتے ہیں۔

اللہ آپ کو اپنے ارادے میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین
شکریہ۔ والسلام۔
فقط۔ محمد سلیم پریس ورکرز کراچی

ایک ضروری اعلان

قارئین اور ایجنٹ حضرات کیلئے

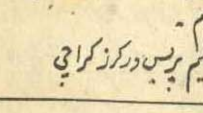

ماہ جنوری ۷۰ء سے
کی قیمت ۵۰ پیسے کی
جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں تفصیلات
صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیے۔
(ادارہ)

لوگ کہتے ہیں

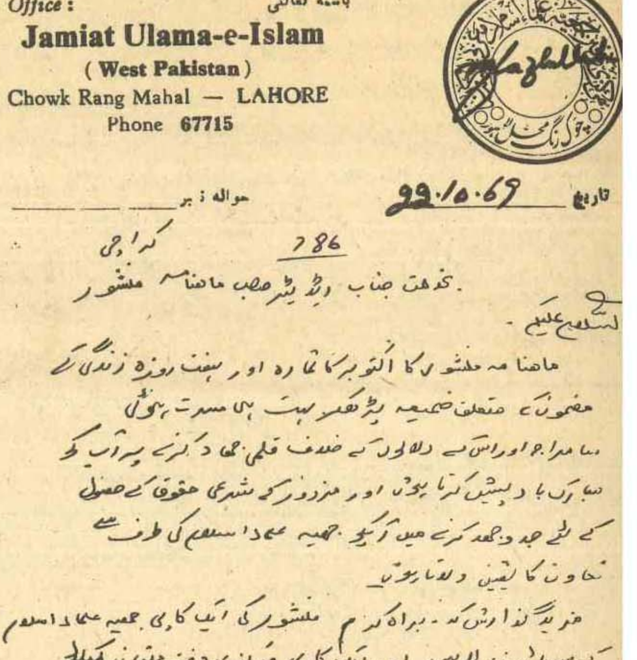

باسمہ تعالیٰ

Office:
Jamiat Ulama-e-Islam
(West Pakistan)
Chowk Rang Mahal — LAHORE
Phone 67715

حوالہ نمبر ___ تاریخ 22.10.69

786

کراچی

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب ماہنامہ منشور

السلام علیکم۔

ماہنامہ منشور کا اکتوبر کا شمارہ اور ہفت روزہ زندگی کے مضمون کے متعلق ضمیمہ پڑھ کر بہت ہی مسرت ہوئی سامراج اور اس کے دلالوں کے خلاف قلمی جہاد کرنے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مزدوروں کو شرعی حقوق کے حصول کے لئے جد و جہد کرنے میں آپکو جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔

مزید گذارش ہے کہ براہ کرم منشور کی ایک کاپی جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی دفتر لاہور اور ایک کاپی مرکزی دفتر ملتان کے لئے جاری کردیں اور اس کے عوض تبادلہ میں ہم آپکی طرف ہفت روزہ ترجمان اسلام جاری کردیں گے — جس سے ایک دوسرے کے خیالات کے مطالعہ کا موقعہ میسر ہوگا۔ امید ہے کہ جواب کی عنایت فرمائینگے۔

والسلام

ناظم دفتر
مرکزی پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
چوک رنگ محل لاہور

جمعیۃ کے مرکزی دفتر کا پتہ یہ ہے.
دفتر مرکزیہ کل پاکستان
جمعیۃ علماء اسلام بیرون
لوہاری گیٹ ملتان

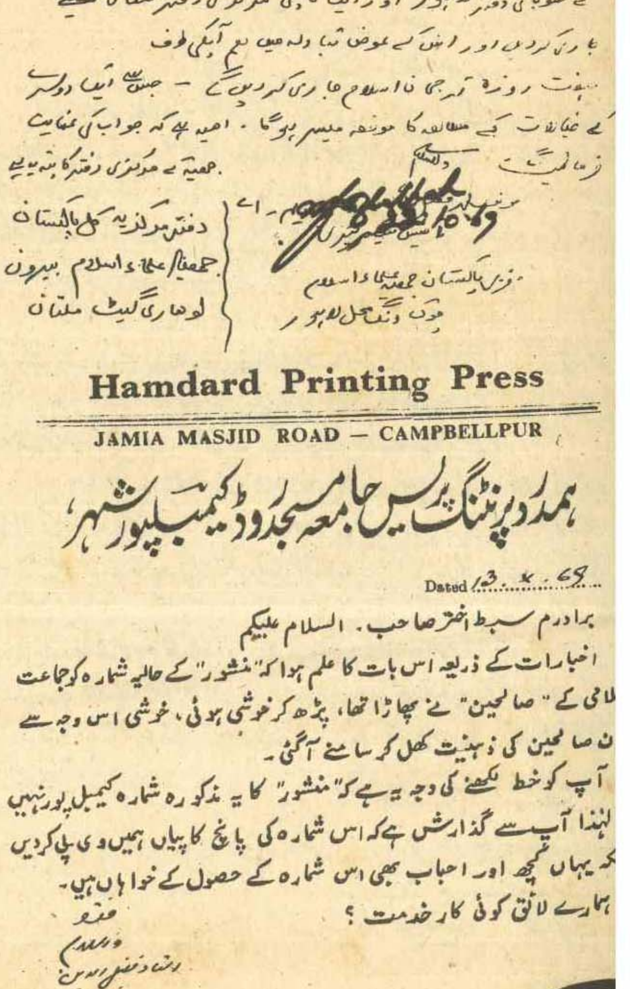

Hamdard Printing Press
JAMIA MASJID ROAD — CAMPBELLPUR
ہمدرد پرنٹنگ پریس جامعہ مسجد روڈ کیمبلپور شہر

Dated 13.x.69

برادرم سبط اختر صاحب۔ السلام علیکم

اخبارات کے ذریعہ اس بات کا علم ہوا کہ "منشور" کے حالیہ شمارہ کو جماعت لامی کے "صالحین" نے پھاڑا تھا، پڑھ کر خوشی ہوئی، خوشی اس وجہ سے ن صالحین کی ذہنیت کھل کر سامنے آگئی۔

آپ کو خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ "منشور" کا یہ مذکورہ شمارہ کیمبل پور نہیں لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ اس شمارہ کی پانچ کاپیاں ہمیں وی پی کردیں کہ یہاں کچھ اور احباب بھی اس شمارہ کے حصول کے خواہاں ہیں۔

ہمارے لائق کوئی کار خدمت؟

مخلص
والسلام
رشید منیرالدین

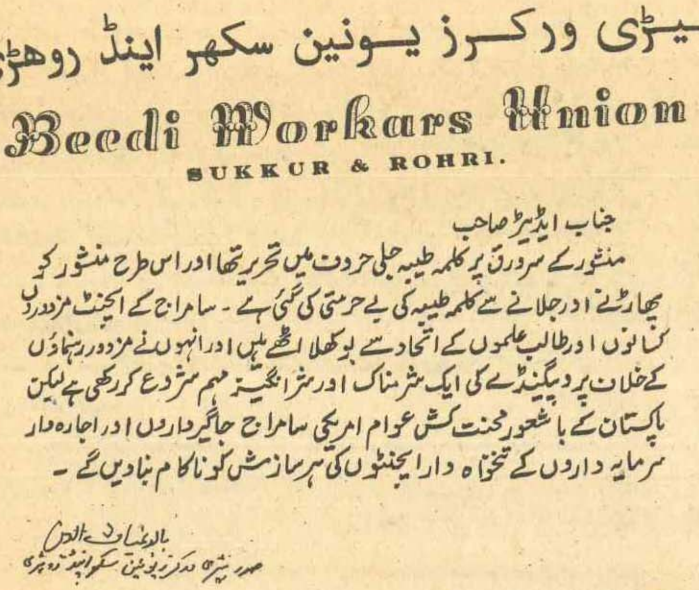

بیڑی ورکرز یونین سکھر اینڈ روہڑی
Beedi Workers Union
SUKKUR & ROHRI.

جناب ایڈیٹر صاحب

منشور کے سرورق پر کلمہ طیبہ جلی حروف میں تحریر تھا اور اس طرح منشور کو پھاڑنے اور جلانے سے کلمہ طیبہ کی بے حرمتی کی گئی ہے۔ سامراج کے ایجنٹ مزدور، کسانوں اور طالب علموں کے اتحاد سے بوکھلا اٹھے ہیں اور انہوں نے مزدور رہنماؤں کے خلاف پروپیگنڈے کی ایک شرمناک اور شرانگیز مہم شروع کر رکھی ہے لیکن پاکستان کے باشعور محنت کش عوام امریکی سامراج جاگیرداروں اور اجارہ دار سرمایہ داروں کے تنخواہ دار ایجنٹوں کی ہر سازش کو ناکام بنادیں گے۔

بالو غیاث الدین
صدر بیڑی ورکرز یونین سکھر اینڈ روہڑی

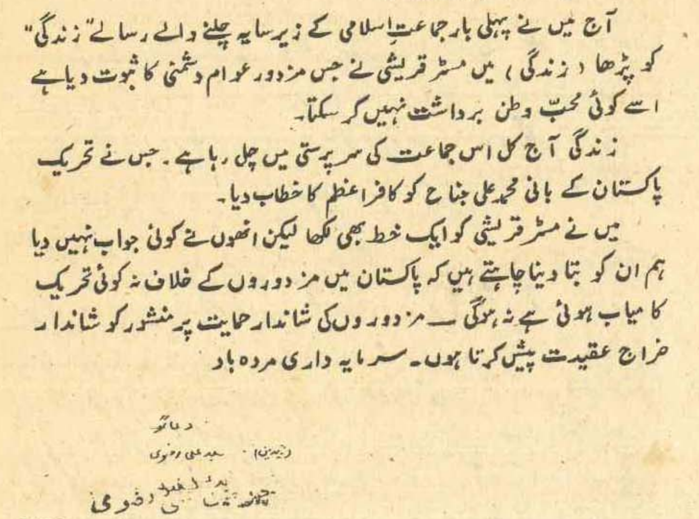

مکرمی۔ آداب و تسلیمات!

آج میں نے پہلی بار جماعتِ اسلامی کے زیر سایہ چلنے والے رسالے "زندگی" کو پڑھا (زندگی) میں مسٹر قریشی نے جس مزدور، عوام دشمنی کا ثبوت دیا ہے اسے کوئی محبِّ وطن برداشت نہیں کر سکتا۔

زندگی آج کل اس جماعت کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔ جس نے تحریک پاکستان کے بانی محمد علی جناح کو کافر اعظم کا خطاب دیا۔

میں نے مسٹر قریشی کو ایک خط بھی لکھا لیکن انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا ہم ان کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں مزدوروں کے خلاف نہ کوئی تحریک کامیاب ہوئی ہے نہ ہوگی —— مزدوروں کی شاندار حمایت پر منشور کو شاندار خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ سرمایہ داری مردہ باد

دعاگو
(چیئرمین) - سید علی رضوی
[illegible] رضوی
(رضوی [illegible] پشاور)

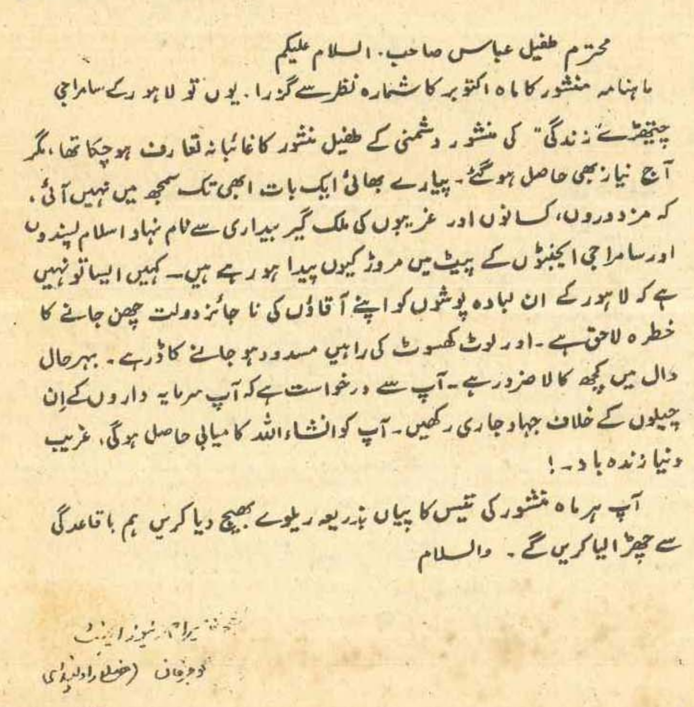

محترم طفیل عباس صاحب۔ السلام علیکم

ماہنامہ منشور کا ماہ اکتوبر کا شمارہ نظر سے گزرا۔ یوں تو لاہور کے سامراجی چیتھڑے "زندگی" کی منشور دشمنی کے طفیل منشور کا غائبانہ تعارف ہو چکا تھا، مگر آج نیاز بھی حاصل ہو گئے۔ پیارے بھائی! ایک بات ابھی تک سمجھ میں نہیں آئی، کہ مزدوروں، کسانوں اور غریبوں کی ملک گیر بیداری سے نام نہاد اسلام پسندوں اور سامراجی ایجنٹوں کے پیٹ میں مروڑ کیوں پیدا ہو رہے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ لاہور کے ان لبادہ پوشوں کو اپنے آقاؤں کی ناجائز دولت چھن جانے کا خطرہ لاحق ہے۔ اور لوٹ کھسوٹ کی راہیں مسدود ہو جانے کا ڈر ہے۔ بہرحال دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ سرمایہ داروں کے ان چیلوں کے خلاف جہاد جاری رکھیں۔ آپ کو انشاءاللہ کامیابی حاصل ہوگی، غریب دنیا زندہ باد!

آپ ہر ماہ منشور کی تیس کاپیاں بذریعہ ریلوے بھیج دیا کریں ہم باقاعدگی سے چھڑا لیا کریں گے۔ والسلام

[illegible] نیوز ایجنٹ
[illegible] (ضلع راولپنڈی)

از مظفر آباد آزاد کشمیر
۲۸/۹/۶۹

مکرمی مدیر ماہنامہ منشور

سلام مسنون !

منشور کو کالج لائبریری میں پڑھتا رہا ہوں۔ منشور کا طرزِ تحریر میرے دل کو بہت بھایا ہے۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ منشور غریب اور محنت کش عوام نیز جوان خون کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔ نیز یہ صحافت کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔ آج کل ہفتہ وار زندگی رسالہ آپ پر بیجا کیچڑ اچھال رہا ہے۔ خود کو آزادیٔ صحافت کا علمبردار سمجھتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں جتنی گھٹیا ذہنیت اور تعصب پسند رسالہ زندگی ہے۔ شاید غیر ملکی اخبارات و رسائل بھی ایسا طرزِ تحریر نہیں اپناتے۔ خیر وہ دن قریب ہے جب اسلام کے نام پر دھوکہ دینے والے اپنے انجام کو پہنچیں گے، خدا کے حضور میں دیر ہے، اندھیر نہیں۔ آپ بے فکری سے اپنے کام میں مگن رہیں۔

میں مجلسِ عمل طلباء آزاد کشمیر کی طرف سے آپ کے رسالے کی پالیسی کی پوری تائید کرتا ہوں۔

مرزا اعزاز نسیم

اوکاڑہ۔

مکرمی تسلیم۔

گزشتہ دنوں ایک دوست کے گھر ہفت روزہ زندگی دیکھنے کا موقعہ ملا۔ ویسے تو اس کے جاری کرنے والے کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ لیکن خیال تھا شاید اب اپنی پرانی روش بدل چکے ہوں لیکن جیسا کہ عرض کر چکا ہوں رسالہ دیکھنے پر ان کا اپنا کرائے کا اصول پہلے سے بدرجہا اتم محسوس ہوا۔ گویا دراصل یہ ایک ہی ڈرامے کے مختلف کردار ہیں۔

کبھی جماعت اسلامی کے لبادے میں اور کبھی اردو ڈائجسٹ کے روپ میں اور پھر کبھی زندگی میں زندگی کے اصل روپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اپنے گردوپیش اور بین الاقوامی حالات سے بے خبر اپنے آقاؤں کے اشارے پر اپنی ہی ہانکے جا رہے ہیں۔ لیکن ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہاں کا مزدور طبقہ مقامی طور پر اِن کے اور بین الاقوامی طور پر ان کے آقاؤں کے آہنی دانت کھٹے کر رہا ہے۔ میرے یہ انتہائی پرخلوص جذبات ہیں کہ پاکستان کا مزدور خصوصاً ایئرویز ایمپلائز یونین پی۔ آئی۔ اے برانچ دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ اور منشور جیسا کہ گذشتہ سالوں میں ترقی کرتا آیا ہے۔ اب بھی اپنی روایت پر قائم رہے۔

فقط۔ بقلم خود
عطاء الرحمن

چارباغ (مردان)

مکرمی تسلیم!

چند دنوں سے ارادہ کر رہا تھا کہ منشور کے ایڈیٹر صاحب کو ایک خط ارسال کروں۔ کیونکہ میں نے ستمبر ۱۹۶۹ء کے اردو ڈائجسٹ کے آخری صفحہ پر ایک تحریر پڑھی۔ لکھا تھا کہ پی آئی اے بڑے خطرے میں ہے تازہ رسالہ زندگی میں تفصیلات دیکھیں۔ میں اسی شش و پنج میں تھا کہ منشور رسالہ آگیا۔ اور اس کے ساتھ ضمیمہ تھا۔ ضمیمہ اور رسالہ پڑھ کر بہت زیادہ خوش ہوا کہ آپ صاحبان نے جماعت اسلامی اور اس کے تنخواہ دار بھونڈوں پر ایک اور زبردست حملہ کیا ہے۔ میں منشور رسالہ کا باقاعدہ تین سال سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ میری تو یہی دعا ہے کہ آپ اور ہم سب کو اس عظیم کام میں اللہ تعالیٰ کامیاب کرے۔ آمین۔

شبیر احمد چارباغ
تحصیل صوابی ضلع مردان

انجینئرنگ کالج۔ پشاور یونیورسٹی

محترم مدیر صاحب۔

السلام علیکم

"ایئرویز ایمپلائز یونین پی۔ آئی۔ اے برانچ اور اس کے بیباک ترجمان "منشور" کی مخالفت آج کل جس شدت سے کی جا رہی ہے۔ یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ جس معاشی مساوات اور عوامی جمہوریت کے لیے ادارہ منشور اور یونین کے پرخلوص کارکن کوشاں ہیں۔ اسی بات کا مثبت نتیجہ نکلنا شروع ہو گیا ہے۔ میں آپ کو یونین کے صدر طفیل عباس کو اور دیگر ممبران کو اس بھرپور اور عظیم کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور آپ تمام پر خلوص کے پھول نچھاور کرتا ہوں۔ معاشی مساوات اور عوامی جمہوریت کے لئے راستہ ہموار کرنے میں جتنا آپ کا حصہ ہے۔ تمام محب وطن پاکستانی اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ آپ اس عظیم جدوجہد میں ہمیشہ محنت کش طبقے کا ساتھ دیتے رہیں گے۔ آپ کو یہ یقین واثق ہونا چاہئے کہ آپ اس محاذ پر اکیلے نہیں ہیں۔ جماعت اسلامی کے رکن ملاکر ۹۹۹ ممبروں کو چھوڑ کر پاکستان کے تمام محنت کش عوام آپ کے ساتھ ہیں۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ ہمارا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ اب ہمیں سامراجیوں کے پروردہ مودودیوں۔ قریشیوں۔ احتشاموں۔ نوابزادوں اور مدعم خانوں سے نمٹنا ہوگا۔ کیونکہ اور کوئی چارۂ کار نہیں رہا۔

ہم اس دن کے لئے بہت بے چین ہیں۔ جب پاکستان میں معاشی انصاف اور عوامی جمہوریت کا سورج طلوع ہوگا۔ اور راستے کے ہر اس پتھر کو اپنے پیروں تلے کچل دیں گے جو رخنہ اندازی کی کوشش کرے۔

والسلام ۔ نیاز مند
محمد اقبال انور

جناب مدیران منشور۔

السلام علیکم

جب سے میں نے ماہنامہ منشور پڑھا ہے میرے دل میں امید کی ایک نئی کرن پھوٹ پڑی ہے۔ آپ نے جس طرح بارہ کروڑ عوام کی ترجمانی کی ہے اس کا احسان پوری قوم کبھی نہیں بھلا سکتی۔ اس کا صلہ ہم دنیا میں آپ کو کیا دے سکتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی آپ کو عطا فرمائے گا۔ ہم تو دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

آپ نے مزدور، کسان، اور طلباء کے اتحاد کا جو رنگ پیش کیا ہے۔ اس سے پوری پاکستان کی مردہ قوم میں جان پڑ گئی ہے۔ ویسے تو قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے سوئی ہوئی اس قوم کو بیدار کرنے کی انتھک کوشش کی ہے۔ اور اب بھی جدوجہد میں برسرِ پیکار ہیں۔ خدا آپ لوگوں کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔

امریکی سامراجی ایجنٹ جماعت اسلامی اور اس کے گرگے چیلے چانٹے اپنے آقا کے ٹکڑوں کا حق بڑی وفاداری سے نبھا رہے ہیں۔ اور اس کی ایک نام نہاد فاشسٹ تنظیم الجہاد نے جس طرح تمام حریت پسندوں اور ان کی حمایتیوں کی عزت کو للکارا ہے اور جس طرح انہوں نے تشدد و لوٹ مار اور قتل و غارت گری کی ہے دھمکی دی ہے ہمیں آپ کو پوری قوم کو چاہئے کہ اس جماعت کا مردانہ وار مقابلہ کریں اور حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کریں کہ وہ اس غدار جماعت اور اس کے حمایتیوں کو گرفتار کر کے سخت سے سخت سزا دے۔ جو ملک میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے گلا کٹوانا چاہتی ہے۔

فقط والسلام —
باسط کانپوری
سعید آباد ۔ بس اسٹاپ نمبر ۲۶
مہاجر کیمپ ۔ کراچی

عوامی امنگوں سے ہم آہنگ ہو کر نئی ترتیب نئے انداز کے ساتھ فوٹو آفسٹ پر شائع ہو گیا ہے

آپ اپنا پرچہ آج ہی بک کرا لیں

اُٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

عوامی، جمہوری قدروں کا نقیب

ہفت روزہ
وحدت
کراچی

پاکستان کی سالمیت، قومی وقار اور مسلمانوں کے اتحاد کے
زرّیں مقاصد کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچانے والوں کیلئے

وحدت — ایک للکار ہے —————— !
وحدت — امریکی سامراج کا گورکن —————— !
وحدت — اسلامی اخوت و رواداری کا ترجمان —————— !
وحدت — عوامی جمہوریت کا علمبردار —————— !

وحدت — ایک تلوار ہے —————— ؟
وحدت — عوام دشمنوں کا دشمن —————— ؟
وحدت — ایمان فروشی اور پیشوائیت کا رقیب !
وحدت — معاشی، سیاسی و سماجی مساوات کا طرفدار !

وحدت
نوکر شاہی، گماشتہ اجارہ دار سرمایہ داری، جاگیرداری
اور ان کے دلالوں کی موت کا نقیب ہے۔

وحدت
مزدوروں، کسانوں، طالب علموں دانشوروں،
اور ان کے حلیفوں کی پُرمسرت زندگی کا طالب ہے

وحدت تحریکِ پاکستان کے مخالفوں کا مخالف !
وحدت ظالموں کے لئے ظالم ہے — !

وحدت نظریۂ پاکستان کا محافظ !
وحدت مظلوموں کا رفیق ہے — !

مُحبّانِ وطن کے مثالی بانکپن کا پرچمِ بلند —————— وحدت
ضحاکِ نماجدید ملوکیت پرستوں کیلئے درفشِ کاویانی —————— وحدت
عوامی صحافت کا قابلِ فخر شاہکار —————— وحدت

صفحات
۸
اخباری سائز

قیمت
۲۵
پیسے

مدیرِ اعلیٰ : اکبر بٹالوی
مدیر : شبّر نقوی

نگران
معراج محمد خان

معاونین
انجم جاوید صابری
محمود عالم خان - حیات النبی امروہوی

Regd. No S-2575

DECEMBER 1969

THE MONTHLY MANSHOOR KARACHI

وہ فضائی میزبان جن کو
ساری دنیا نے سراہا ہے
اب "پرل روٹ" پر
پرواز کر رہی ہیں

ڈھاکہ
بنکاک
منیلا ٹوکیو

(ہفتے میں دو جیٹ پروازیں)

لندن
فرینکفرٹ
ماسکو
استنبول
پیرس
جنیوا
تہران
بیروت
دمشق
بغداد
کویت
بحرین
دہران
دوحہ
دوبئی
جدہ
روم
قاہرہ
کابل
پشاور
راولپنڈی
لاہور
کراچی
کھٹمنڈو
ڈھاکہ
چٹاگانگ
رنگون
بنکاک
منیلا
کینٹن
شنگھائی
ٹوکیو

مزید تفصیلات کیلئے اپنے ٹریول ایجنٹ یا کسی پی آئی اے آفس سے رجوع فرمائیں۔

PIA
پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز

IAL IPF-9/69